ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR ZAKIR HUSAIN LIBRARY

[illegible]

NEW DELHI

[illegible]

DUE DATE

Cl. No. Acc. No.

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. [illegible]** per day.

کمال اتاترک۔ نجات دہندہ ترکی



جنکی یاد میں " مصطفیٰ کمال نمبر " شائع کیا جا رہا ہے۔

سات دن میں آپ کی طاقت اور

نوجوانی

آپ نے سائنس دانوں کے کمالات تو سنے ہی ہوں گے مگر ایک ہندوستانی طبیب کا حیرت انگیز کارنامہ ملاحظہ فرمایئے۔ جس نے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا ہے کہ پورے سات دن سات گھنٹے میں نامرد انسان کو پوری طرح مرد بنا دیتا ہے۔ آپکو حیرت ہو رہی ہوگی کہ وہ کونسا طریقہ ہے۔ یہ اس محقق کا عجیب کارنامہ ہے۔ جس نے دواؤں کو علم ریاضی کے حساب سے تیار کیا ہے کہ اگر انسان عورت سے سات دن سات گھنٹے پرہیز کرلے خواہ کیسا ہی نامرد کیوں نہ ہو اور اس کو کیسی ہی شرمندگی اٹھانی پڑ رہی ہو بالکل نوجوان بن جائے گا۔ اس کی طاقت جسم میں موجیں لینے لگے گی۔ اس کے اعصاب میں برقی لہریں دوڑنے لگیں گی۔ اس کو صبر نہ آئے گا۔ فریق ثانی کی طرف سے .... کی صدا بلند ہونے لگے گی۔

نوجوان۔ بوڑھے۔ عیاشی کے شکار۔ بدکاری کے مبتلا اور خود پیدا کردہ خرابیوں کے بیمار خوش ہو جائیں گے اور ان کو اس علاج سے جادو کا کرشمہ نظر آنے لگے گا کہ کس طرح طاقت آگئی اور کیونکر جوانی لوٹ آئی اور خرابیاں کس طرح دور ہو گئیں۔

نہیں بتایا جا سکتا کہ مردانہ قوت کا کیا حال ہوگا

تجربہ کر لیجئے۔ سچائی کو آزمایئے۔ آپ کی کمزوری طاقت میں تبدیل ہو کر آپ کو مجبور کر دے گی کہ شادی اور کی جلدی ——— پہلے دن سے احساس ہونے لگے گا کہ دوا نے کام شروع کر دیا ہے۔ پھر ہر خوراک جسم میں خون ہی خون بنائے گی۔ مردہ اعصاب کو جگائے گی۔ بس انہی دنوں میں احتیاط سے کام لیا جائے گا۔ یہ شرط کرنی پڑے گی۔ جن سے سات دن کا پرہیز نہ ہوگا ان کو مستقل فائدہ نہیں ہو سکے گا یہ یاد رکھیں۔

اس محقق نے دو دواؤں کا کورس بنایا ہے۔ ایک کھانے کی دوا "فولاڈن" اور دوسری لگانے کی دوا "فاسفورس کا طلاء" ہے۔ اس کورس میں دونوں دوائیں پوری مقدار میں ہوتی ہیں اور ایک مریض کے لئے بالکل کافی ہوتی ہیں اس کورس کا نام "ترسی جوین" یا طاقت کا طلسمی بکس ہے۔

خدا کی قدرت پر یقین کیجئے۔ جس نے اپنے ایک بندہ کو معلومات اور تجربات کی دنیا میں خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا ہے۔ آزمایئے اور دیکھئے۔ "ترسی جوین" اس صدی کا کمزوری کا انمول علاج ہے۔ قیمت پانچ روپے (۵عہ) ہے ڈاک کے خرچ پر آٹھ آنے لگیں گے۔

(اگر فائدہ نہ ہوگا تو دوبارہ دوا مفت مشورہ مفت یا قیمت واپس)

(خدا گواہ ہے جھوٹ بولنا حرام ہے)

(صرف اس پتہ سے منگایئے)

سعید برادرس اینڈ کمپنی کلاں محل دھلی

عورت کہتی ہے ——— تم مرد نہیں ہو

آپ کہدیجئے ——— بالکل غلط

یہ بات یاد رکھئے کہ عورت کی خوشی اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جب مرد میں اندرونی قوت اور طاقت امساک موجود ہو۔ اگر یہ بات کسی مرد میں نہیں ہے تو یقین رکھئے۔ عورت اس سے خوش نہیں رہ سکتی۔ گو وہ بظاہر خوش نظر آتی ہو مگر اس کی اندرونی خواہش مرد سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مرد اپنے اندر پوری قوت پیدا کرے۔ مرد کی اس بہت بڑی کمزوری کو دور کرنے کے لئے موجودہ زمانہ کے سائینس کے اصول کے مطابق ڈاکٹروں اور اطبا نے ایک ایسی دوا تیار کر دی جو حقیقتاً مرد کی قوت امساک کو بہت بڑھا دیتی ہے اور یہ قوت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ نمک، یا ترشی کا استعمال نہ کرے۔ جن کو سرعت انزال کی شکایت ہو وہ "خوش وقتی" کی ایک گولی سے امساک کی پوری طاقت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ "خوش وقتی" موجودہ زمانہ کی بے ضرر اور نہایت خوش کن امساک کی دوا تسلیم کر لی گئی ہے اور اس سے بہتر دوا اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ امساک کی خواہش رکھنے اور سرعت کی شکایت دور کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ ضرور ان گولیوں کا استعمال کریں جن کو راجگان ہند اور رؤسا خفیہ طور پر منگا کر استعمال کرتے ہیں۔ اور بے حد خوش ہوتے ہیں۔ فی درجن قیمت دو روپے (۲ عہ) ڈاک خرچ آٹھ آنے علاوہ۔ پتہ یہ ہے:-

طبیب اکسیری دواخانہ کلاں محل ۵ دہلی

رُوتے کیوں ہو؟

کیا اس لئے کہ تم کو جریان کی شکایت ہے جس نے تم کو گھلا گھلا کر مردہ بنا دیا ہے تمہاری قوت مردمی ختم کر دی ہے۔ تم عورت کے پاس جانے سے گھبرانے لگے ہو؟ کوئی فکر کی بات نہیں۔ واقعی جریان بہت خطرناک مرض ہے جن کو یہ مرض لگ جاتا ہے ان کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ اس مرض کا بہترین علاج یہ ہے کہ آپ آج ہی "جریانین" کی ایک شیشی منگا لیجئے اور اس کی ہر خوراک میں ایک طلسمی معجزہ دیکھئے۔ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد اگر قطرہ آتا ہو یا خیال سے ہی مادہ نکل جاتا ہو تو اس علاج سے آپ کو حیرت ہو جائے گی کہ کیونکر مدتوں کا جریان چند دنوں میں غائب ہو گیا قوت امساک بڑھ جائے گی وظیفہ زوجیت میں بیحد خوشی نصیب ہونے لگے گی۔ مادہ منویہ گاڑھا ہو جائیگا چہرہ پر رونق اور بشاشت نظر آنے لگے گی یہ جریان کی وہ دوا ہے جسکو جریان کے مریض جادو کی دوا کہتے ہیں ایک شیشی ایک مریض کو کافی ہوتی ہے قیمت فی شیشی تین روپے

عورت کو

اپنی محبت میں اپنا اسیر بنا لو۔ اسکو اتنا خوش رکھو کہ وہ تمہاری ہی مالا جپنے لگے کیا ترکیب ہے؟ صرف ایک کہ بوقت خاص "لذتین" کا ایک قطرہ لگا لو، بیخودی کا ایک عجیب کیف طاری ہو جائے گا۔ وہ بیخود ہو ہو کر پینے لگے گی۔ "لذتین" حقیقت میں عورت کی تسخیر کا ایک آلہ ہے۔ جس عورت کو اپنی محبت میں گرفتار کرنا ہو اسکے ایک قطرہ سے کام بن جائے گا۔ وہ بے خود ہو کر سب کچھ آپ کے حوالے کر دیگی یہ نواب واجد علی شاہ اودھ کا پرائیویٹ نسخہ ہے۔ جن کے ہاں پانچ سو عورتیں تھیں۔ کھلی ہوئی تعریف بے سود ہے۔ خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ کیا چیز ہوگی۔ ایک شیشی جو بہت دنوں کام دیتی ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ دیتا ہے۔ ڈاک کے خرچ پر آٹھ آنہ آئیں گے۔

طلاء رازی۔ جیسا نام ہے ویسا ہی اثر رکھتا ہے۔ ایک ہفتہ میں کافی فرق پیدا کر دیتا ہے۔ فوراً ہی اثر ہو جاتا ہے۔ نئی اور عجیب ایجاد ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔

دونوں دوائیں۔ **اکسیری دواخانہ کلاں محل ۵ دہلی** سے طلب کریں

پائیریا کا دشمن شاہی منجن

یہ منجن پچاس سال سے زیادہ کا تجربہ شدہ ہے۔ لاکھوں انسان استعمال کر رہے ہیں۔ اور لاکھوں ہی فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ بازاروں میں اور دوسرے دواخانوں میں بیسیوں منجن موجود ہیں مگر پائریا (خون اور پیپ) آنے کی بیماری کو روکنے کیلئے اس سے بہتر ایجاد نہیں ہوئی۔ جو ڈاکٹر یا حکیم یہ کہتے ہیں کہ دانت نکلوا دو اُن سے کہہ دینا چاہئے کہ آپ کا مشورہ صحیح نہیں ہے۔ ہم شاہی منجن استعمال کرکے دیکھ لیں۔ اگر اس سے پائیریا دُور نہ ہوگیا تو آپ کا مشورہ ٹھیک ہوگا۔ "شاہی منجن" دانتوں کے لئے طلسم ہے خون آتے پیپ نکلنے اور درد اور کمزوری کے لئے ایک اکسیری چیز ہے ہر بو کو دور کرتا ہے مضبوطی بے انتہا پیدا کرتا ہے۔ آزمائیے۔ غلط ثابت ہونے پر قیمت واپس لیجئے۔

بڑی شیشی کی قیمت جو دو ماہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔ ایک روپیہ ہے۔ چھوٹی شیشی کی قیمت آٹھ آنے۔ محصولڈاک پر آٹھ آنے خرچ ہوتے ہیں۔ دو شیشیوں پر بھی آٹھ ہی آنے خرچ ہوں گے۔ اگر بڑی چار شیشیاں منگالی جائیں تو محصولڈاک پر گیارہ آنے خرچ ہوں گے اس لئے دو چار اصحاب مل کر اکٹھی شیشیاں منگائیں تو ڈاک کے خرچ میں کافی بچت ہو جائے گی۔

شاہی منجن منگانے کا پتہ۔ **منیجر رسالہ محشرِ خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی**

روحانی و جسمانی تسلی کیلئے

حسینانِ مغرب کے تجربات اور جوراسی طریقے

شبِ زفاف باتصویر

میں ملاحظہ کیجئے۔ اس کتاب میں صنفِ نازک سے مواصلت کرنے کے بہترین طریقے اور پیکر نسواں کے متعلق رموزِ مواصلت اصول صحت اور مغربی و مشرقی دنیا کے پُرکیف و دلچسپ مناظر۔ ماہرین کے مفید تجربے بڑے حسن خوبی کے ساتھ درج ہیں اگر آپ اپنی محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کیلئے تلذذ اور پُرکیف طریقے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ نکات بد کے متعلق اور مغربی عورتوں کے تجربات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے عیش و سرور کی دنیا کو جگمگانا چاہتے ہیں تو آج ہی کتاب "شبِ زفاف" باتصویر ملاحظہ کیجئے۔ ایک سو چھتیس صفحات کاغذ نہایت چکنا لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

منگانے کا پتہ۔ **منیجر رسالہ محشرِ خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی**

نہایت آسان

غریبوں کو امیر اور لکھ پتی بنانیوالے

مجرب و آزمودہ

پوشیدہ تجربے

غریبی اور افلاس دور کرنے کیلئے امیر اور لکھ پتی بننے کیلئے یہ کتاب "پوشیدہ تجربے" آج ہی منگالیجئے۔ اس کتاب میں پانچسو ایسے عجیب و غریب درج کئے گئے ہیں کہ ہر شخص دو چار روپیہ خرچ کرکے سینکڑوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے ہر قسم کے صابون۔ ہر قسم کے تیل۔ پاؤڈر کریم۔ بٹن موم بتیاں۔ کھلونے زیورات وارنش خضاب۔ مصنوعی۔ سونا۔ سیاہی بوٹ پالش اور اسی قسم کی سینکڑوں چیزیں گھر پر تیار کرنے کی ترکیبیں درج ہیں۔ اس کتاب کو ہر شخص خریدے تاکہ وہ خود مالدار ہو جائے اور بیروزگاری اور بلا زمت کے گڑھے سے باہر نکل آئے۔ عام فائدہ کیلئے کتاب کی قیمت آٹھ آنے رکھی ہے۔

منگانے کا پتہ۔ **منیجر رسالہ محشرِ خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی**

انڈیا ایکٹ یعنی نیا قانون

انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کیا بلا ہے۔ دستور اساسی یعنی نیا قانون کیا مصیبت ہے۔ نئے قانون کی رو سے ہندوستانیوں کو کیا ملا۔ گورنمنٹ آف انڈیا۔ آئندہ سال سے کس قسم کی حکومت کریگی صوبوں کی حکومتوں میں کیا کیا تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ آئندہ سال فیڈریشن کے قیام کے بعد کیسی کیسی بلائیں آئیں گی۔ ہندوستان کی ریاستیں کانگریس کی طرف آجائیں گی یا انگریزی سرکار کا ساتھ دینگی اور انکو ساتھ دینے کا یا کانگریس کے آگے ہاتھ جوڑنے کا اختیار بھی ہے یا نہیں۔ فیڈرل اسمبلی میں ان کی نمائندگی کتنی ہوگی۔ ہندوستان میں کوئی فرقہ پرست یا صرف ہندو یا مسلم جماعت حکومت کی جگہ لے سکتی ہے یا نہیں۔ انگریزی غلامی سے ہندوستان نکل سکتا ہے یا نہیں۔ اس قسم کے تمام خیالات اور قانونی واقعات معلوم کرنے کیلئے آپ دفتر محشر خیال سے "جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی" کی بنائی ہوئی کتاب "اصلاحات ہند" منگا کر ملاحظہ فرمائیے اس سے آپ کو جدید دستور کا حال معلوم ہو جائے گا۔ لکھائی چھپائی عمدہ اردو زبان نہایت سلیس و عام فہم ۲۵۰ صفحات اصلی قیمت ڈھائی روپے رعایتی قیمت ایک روپیہ جلدی منگائیے ممکن ہے کہ ختم ہو جائے قومی کارکنوں کو یہ کتاب فوراً منگانی چاہیئے۔

شیطان کی پہچان

شیطان کتنا خطرناک اور ہمارے لئے کیسی تباہ کن بلا ہے اسکا اندازہ سنی سنائی باتوں سے نہیں ہو سکتا پس

اگر آپ شیطان کو پہچاننا چاہیں

تو ہمارے ہاں کی مشہور کتاب "شیطان کی سوانحعمری" پڑھیے یا اس میں مردود ابلیس یعنی شیطان کی زندگی کی ابتدا سے آج تک کے مکمل و مفصل حالات معہ حوالجات احادیث و قرآن مجید آپ کو مل سکیں گے۔ بہت ہی دلچسپ طرز تحریر میں شیطان کی زندگی آپکے سامنے آئے گی۔ اس کتاب کی قیمت ایک روپیہ (عہ) ہے پانچ آنے محصول ڈاک کے خرچ ہوتے ہیں، یہ کتاب بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں فروخت ہو رہی ہے۔

نئی شادی شدہ ——— جوان لڑکیوں کی

۳ راتیں

تین راتوں کی ایسی دلچسپ اور چھیڑ کا دینے والی سچی کہانیاں ہیں جنکو پڑھ کر زاہدان خشک بھی انگڑائیاں لینے لگتے ہیں اور کرخت دی یاد کے مریض مرد بنجاتے ہیں شب عروسی کی وہ تمام باتیں جو نئی دلہن بتلاتے ہوئے شرماتی ہے۔ صرف اپنی رازدار سہیلی کو کھلے طور پر کانوں میں بتاتی ہے۔ مردوں کے ظلم اور عورتوں کے حجاب کی پرکیف شرمیلی باتوں کو آپ "شب نامۂ عروسی" میں پڑھیے۔ موجودہ زمانے کے تمام کوکشاستروں کو آپ آگ کی نذر کر دیں تو ہمارا نسخہ ایک ایک کہانی شباب انگیز اور سرمایہ جذبات میں ڈوبا ہوا اگر ایک مرتبہ آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو لگاتار سو مرتبہ پڑھنے کے بعد بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے جا بجا شستہ کا بالکل چھوٹا کوک شاستر ہے جس میں جا بجا رنگین تصویریں بھی اپنی بہار دکھا رہی ہیں۔ کتاب کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحات ہے قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک پانچ آنے (۵) علاوہ۔

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ ہے:- **منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی**

اردو زبان کا سب سے ارزاں کثیر الاشاعت بہترین باتصویر

ماہوار رسالہ کشمر خیال دہلی

ہر انگریزی مہینہ کی پندرہ تاریخ کو پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ — ہندوستان معدن سیلون سے ایک روپیہ چھ آنے سالانہ ایک روپیہ چار آنہ

قیمت سالانہ — افریقہ وغیرہ غیر ممالک سے چار شلنگ بذریعہ پوسٹل آرڈر

بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء — نمبر ۵ — نمبر ۷

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا کر دفتر کشمر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا

خیالات

(از عبداللہ فاروقی)

محشر خیال کا ــــــ مصطفےٰ کمال نمبر

غازی مصطفےٰ کمال اتاترک مرحوم دنیا کی ان عظیم الشان ہستیوں میں سے تھے جو قوموں کے اندر انقلاب کرنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں اور صفحات تاریخ پر "ہیرو" کی حیثیت سے زندۂ جاوید رہتی ہیں۔ اس وقت دنیا میں مشہور ترین ڈکٹیٹر ہٹلر مسولینی۔ اسٹالن وغیرہ ہیں اور انہوں نے بھی اپنی پوزیشنیں ذاتی جدوجہد سے بنائی ہیں۔ لیکن غازی کمال اتاترک کی ہستی تمام ڈکٹیٹروں سے زیادہ اہم تھی۔ اتاترک مرحوم کو جن ناموافق حالات سے گزرنا پڑا یہ حالات کسی کو پیش نہیں آئے۔ انہوں نے ایک ملک کو جو غیروں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوکر تباہ ہو چکا تھا۔ انقلاب اور مسلسل جدوجہد سے زندہ کرکے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کردیا۔ غازی کمال اتاترک کی یاد صدیوں تک دلوں میں باقی رہے گی۔ اور تاریخ کے دفتر کے دفتر لکھے جائینگے۔

محشر خیال کا یہ نمبر اسی عظیم المرتبت ہستی کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس میں تقریباً تمام مضامین نظم و نثر مصطفےٰ کمال اتاترک اور ان کے وطن ترکی سے متعلق ہیں۔ اس نمبر میں جسقدر مضامین جمع کئے گئے ہیں ان سے اتاترک اور ترکی کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔ محشر خیال کے مصطفےٰ کمال نمبر کے پڑھنے والے اس امر کا خود اندازہ لگائیں کہ یہ نمبر ترتیب اور دلچسپی کے اعتبار سے کیا درجہ رکھتا ہے۔

مصطفےٰ کمال نمبر دو آنے میں خریدیے

زیر نظر مصطفےٰ کمال نمبر کی قیمت صرف دو آنے مقرر کی گئی ہے حالانکہ اس کی لاگت موجودہ قیمت سے بہت زیادہ ہے۔ جو شائقین اردو اپنے احباب کو اس نمبر کا تحفہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ دو آنے کے ٹکٹ دفتر میں بھیجکر مصطفےٰ کمال نمبر منگا سکتے ہیں محصول ڈاک دفتر کے ذمہ ہوگا۔ یاد رہے۔ مصطفےٰ کمال نمبر کسی صاحب کو "نمونتاً" ہرگز نہ دیا جائے گا۔

ستم بالائے ستم دیکھئے

اردو زبان کو ترقی دینے والے اور اسکو قومی زبان بنانے والے خوش ذوق حضرات کے کارہائے نمایاں ملاحظہ فرمائے۔

ایک صاحب الہ آباد سے لکھتے ہیں:-

مکرم بندہ منیجر صاحب رسالہ محشر خیال دہلی
تسلیم! آپ کا اطلاع نامہ پہونچا۔ میں نے دسمبر ۱۹۳۸ء کا رسالہ تو نمونہ سمجھ کر لیا تھا۔ اس لئے میری میعاد خریداری جنوری ۱۹۳۹ء سے شروع ہوکر دسمبر ۱۹۳۹ء تک باقی رہے گی۔ مجھ کو آپ دسمبر اور جنوری کے پرچے بھی بھیجئے فروری میں اگر میرے پاس تنخواہ میں سے کچھ رقم بچ سکی تو ایک روپیہ بھیجدوں گا۔ ورنہ مارچ میں چندہ ادا کروں گا۔
عبدالحفیظ........

ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے اردو زبان کے لئے سر کٹانے والے مسلمانوں کی اردو نوازی ــــــ یعنی ایک روپیہ ادا کرکے دسمبر ۱۹۳۸ء کا رسالہ تو نمونہ سمجھکر مفت لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ایک روپیہ سالانہ میں سال بھر کے بارہ رسالوں کے ساتھ تین مہینے تک رسالہ مزید جاری رکھا جائے۔ یعنی ان کے یہاں سال بھر کے پندرہ مہینے ہوتے ہیں خود ہی اندازہ کیجئے کہ ناظرین کا تعلیمی فروق اگر اس حد تک پست ہوجائے تو اردو زبان کیسے ترقی کرسکتی ہے۔

ناظرین محشر خیال سے ضروری التماس

محشر خیال چھ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے۔ اور کارکنان محشر خیال نے انتھک محنت اور دس ہزار روپیہ رسالہ پر صرف کرکے اس کی اشاعت دس ہزار تک پہونچا دی ہے۔

محشر خیال کی حرص میں اکثر رسالے نکلے جو دو دو چار چار مہینے یا سال ڈیڑھ سال زندہ رہ کر فنا ہوگئے۔

یہ در جنوں رسالے [illegible]

[...] افسوس ہے کہ ان میں سے اب ایک بھی زندہ نہیں ہے کیونکہ
[...]ت شدہ رسالوں کے مالکان نے دل کھول کر روپیہ صرف نہیں کیا
خریداروں سے اچھا معاملہ نہیں رکھا۔ اس لئے پیدا ہوتے ہی ختم ہوگئے۔
مالکان محشر خیال نے استقلال سے اور محنت سے کام کیا۔ اس لئے
آج فخر کے ساتھ لکھتا ہوں کہ محشر خیال ہندوستان کے تقریباً ہر ضلع
اور قصبہ میں اور ہندوستان سے باہر۔ عدن۔ برما۔ سیلون۔ افریقہ
وغیرہ میں بکثرت پڑھا جاتا ہے۔

اگرچہ رسالہ کی اشاعت اب بہت زیادہ ہوگئی لیکن پھر بھی
ہمیشہ پانسو محشر خیال کو نقصان ہو رہا ہے۔ اور یہ نقصان جدید
خریدار پیدا کرکے پورا ہو سکتا ہے۔

محشر خیال کا ——— سالنامہ

چند روز کے بعد محشر خیال کا "سالنامہ" شائع کیا جائیگا جس کی
ضخامت تقریباً دو سو یا پونے دو سو صفحات ہوگی۔ دو درجن نہایت
ہی عمدہ ہاف ٹون بلاکوں کی تصویریں ہوں گی۔ افسانے۔ نظمیں
اور سیاسی۔ تاریخی۔ ادبی مضامین بہترین ہوں گے۔

قدیم یا جدید خریداروں سے اس کی قیمت علیحدہ دوسرے
رسالوں کی طرح نہیں لی جائے گی۔ بلکہ سالانہ چندہ میں یہ
سالنامہ بھی مفت دیا جائے گا۔ اس قیمتی مجموعہ کو اگر آپ مفت
حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنا سلسلہ خریداری ختم نہ کیجئے۔ سالنامہ
کے متعلق ضروری معلومات جنوری کے محشر خیال میں درج کی جائیگی۔

سوانح حیات ——— مصطفےٰ کمال

محترمہ نور النہار بیگم صاحبہ ایڈیٹر رسالہ "خاتون مشرق" دہلی
نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی سوانح حیات کتابی صورت میں لکھی تھی
جس کو منیجر محشر خیال نے شائع کر دیا ہے۔

غازی مرحوم کی زندگی کے تمام حالات یوم پیدائش سے آخر
وقت تک محترمہ موصوفہ نے کمال قابلیت کے ساتھ جمع کئے ہیں
مصطفےٰ کمال کی گرفتاری۔ جلا وطنی۔ اور درہ دانیال۔ سمرنا قسطنطنیہ
کی جنگی معرکوں کی تفصیل خوب لکھی ہے۔ زبان نہایت ہی عام فہم ہے جو
حضرات قلیم الفرصت ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی کتابیں نہیں پڑھ
سکتے وہ اس کتاب کو ضرور منگائیں۔ شروع میں غازی مرحوم کا فوٹو
سر ورق ہے۔ کتابی سائز قیمت چار آنے ایک جلد کے خریدار کو
پانچ آنے کے ٹکٹ بھیجکر دفتر محشر خیال سے یہ کتاب منگا لینی چاہئے
تاجروں کو معقول کمیشن۔

خاتون مشرق کا سالگرہ نمبر

رسالہ خاتون مشرق کا "سالگرہ نمبر" ۳۱ر جنوری کو شائع ہوگا۔

سالگرہ نمبر میں کسی قسم کا مردانہ زنانہ دوا کا اشتہار شائع نہیں کیا
جائیگا خواہ اس کی اجرت ایک ہزار روپیہ دی جائے۔ کیونکہ "خاتون
مشرق" عورتوں میں تعلیمی اور اصلاحی پروپیگنڈا کرنے کے لئے جاری
کیا گیا ہے اور ایک گمنام مسلمان اس رسالہ کی امداد کرتے ہیں۔ ورنہ
ایک روپیہ سالانہ میں بلا اشتہارات کا رسالہ جاری نہیں رہ سکتا۔

سالگرہ نمبر میں پاکیزہ علمی۔ ادبی۔ اصلاحی مضامین شائع کئے جائینگے
لکھائی چھپائی۔ کاغذ نہایت عمدہ ہوگا۔ ڈیڑھ سو صفحات ہوں گے۔ صرف
ایک روپیہ بھیجکر سالانہ خریداری قبول کیجئے۔ تاکہ آپ کو سالگرہ نمبر مفت
میں مل جائے اور ایک سال تک ہر مہینے آپ کی خدمت میں آپ کی بچیوں
اور عورتوں کی دلچسپی اور خدمت کیلئے خاتون مشرق پہونچتا رہے
ایک روپیہ سالانہ میں کوئی زنانہ رسالہ آپ کو تمام ہندوستان میں
نہیں مل سکتا۔ کیونکہ گراں فروش رسائل نے زنانہ رسالوں کو بھی آمدنی
کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

سنگاپور میں محشر خیال
نثار حسین صاحب ایجنٹ سے خریدیئے

منیجر رسالہ محشر خیال دہلی

چند ضروری باتیں

خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ جواب نہ دیا
جائیگا۔ نمبر خریداری اگر یاد نہیں رہا تو چندہ ادا کرنے کی تاریخ لکھ دیجئے۔ جواب
طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ روانہ فرمائیے۔

مضامین کاغذ کے ایک طرف لکھئے۔ ہر سطر کے بعد آدھی ——— جگہ
چھوڑ دیجئے۔ مختصر مضامین جلدی شائع ہوتے ہیں۔

جس کاغذ پر نظم یا غزل یا دفتر کے متعلق کوئی بات لکھی جائے اس پر کوئی مضمون یا
افسانہ مت لکھئے ورنہ ایک چیز شائع ہوگی دوسری نہ ہوگی۔

مولانا شوکت علیؒ

ابھی ہم غازی اعظم مصطفےٰ کمال اتاترک کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ قدرت نے زعیم ملت مولانا شوکت علی کو بھی ہم سے چھین لیا۔ بی اماں مرحومہ کا یہ بہادر فرزند ۲۶ نومبر کو اس عالم فانی سے کوچ کر کے اپنے چھوٹے بھائی کے پاس پہونچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا مرحوم کی روح پر اپنی رحمت کے پھول برسائے۔

مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ ۱۹۲۰ء کی تحریک خلافت کے زمانہ میں علی برادران نے جنگ آزادی میں جس قدر سرگرم حصہ لیا تھا۔ اس نے انہیں ہندوستانیوں کا عزیز ترین ہیرو اور تحریک حریت کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ مولانا شوکت علی کی سیاسی زندگی مولانا محمد علی کی سیاسی زندگی کے ساتھ وابستہ تھی اور وہ دونوں ایک جان دو قالب تھے۔ جنگ بلقان کے زمانہ میں ترکان احرار کے ساتھ ہمدردی کے لئے دونوں ایک ساتھ میدان میں نکلے۔ انجمن ہلال احمر کی تشکیل اور ڈاکٹر انصاری کا طبی وفد بھی علی برادران کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اسوقت سے یہ دونوں بھائی برطانی حکومت کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگے اس کے بعد ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے زمانہ میں انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہنگامہ خیز تحریک خلافت شروع ہوئی جسمیں ان دونوں بھائیوں نے شیروں کی طرح بہادرانہ حصہ لیا اور اپنا سب کچھ اس کے لئے وقف کر دیا جائداد ضبط کر لی گئی چھ برس کی قید کی سزا دی گئی۔

ہندوستانیوں کی بدقسمتی سے تحریک خلافت کے بعد ہندو مسلمانوں کا وہ اتحاد جس نے حکومت کے ایوان میں زلزلہ ڈال دیا تھا شکست ہونا شروع ہوا۔ شدھی سنگھٹن کی تحریکیں جاری ہوئیں اور دونوں میں بدگمانیاں پیدا ہو گئیں۔ لیکن علی برادران اسوقت بھی ہندو مسلم اتحاد کے زبردست علمبردار رہے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں دہلی کے اندر ہندو مسلم اتحاد کی جو کوشش کی گئی۔ اسمیں انکا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ سپرلزم کی شاطرانہ چالیں کامیاب ہو چکی تھیں۔ اتحاد کا کھویا ہوا دور نہ واپس آسکا دونوں میں باہمی بداعتمادی اور شبہات نے گھر کر لیا یہاں تک کہ یہ دونوں بھائی ملک کی مشترکہ وطنی جماعت کانگریس سے علیحدہ ہو گئے اور آخر عمر تک ہندوؤں کے تعصب اور تنگ نظری کی شکایت کرتے رہے۔

مولانا شوکت علی مرحوم اپنی زندگی کے آخری ایام میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قوت بازو تھے۔ اور ان لوگوں کے حلقہ میں نظر آتے تھے جو زمانہ تحریک خلافت میں ان کے مخالف تھے۔ پھر بھی مولانا شوکت علی کے دل میں اپنے پرانے رفقائے کار کی محبت تھی اور ان سے سوشل تعلقات قائم رکھے ہوئے تھے۔ مولانا شوکت علی کی گاندھی جی سے خاصی بے تکلفی تھی وہ جب گاندھی جی سے ملتے تھے تو کہتے تھے "میں تمہیں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہوں"۔ مولانا اپنے جوانی کے ایام میں کرکٹ کے اعلیٰ درجہ کے کھلاڑی تھے۔ ان کی غیر معمولی قوت عمل اور انتھک جدوجہد کا ہر موافق و مخالف کو اعتراف ہے۔ مولانا شوکت علی کے انتقال نے پرانی یاد تازہ کر دی۔ اور ملک میں ان کا ہمہ گیر ماتم کیا گیا۔ دہلی میں سرمد شہیدؒ کے مزار کے پاس آپ دفن کئے گئے۔

احسن عثمانی (رکن ادارہ مختصر خیال)

۱۲ دسمبر ۱۹۳۸ء

بیوی کی روح نے کہا۔

میں کبھی نہ مرتی

خاوند نے آسمان کی طرف دیکھکر ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا ہائے میں اکیلا رہ گیا۔ میری محبت کرنے والی بیوی کا انتقال ہو گیا اس کے ساتھ ہی تصور نے مرحوم بیوی کا مجسمہ اسکے سامنے لا کھڑا کیا۔ وہ غور سے اُس خوبصورت مجسمہ کو دیکھنے لگا۔

یکا یک مجسمہ میں حرکت ہوئی۔ اُس نے خاوند کی طرف مایوسانہ نگاہوں سے دیکھا اور کہا۔

میرے سرتاج!

اب کیا ہوتا ہے۔ خدا کے لیے مت روئیے۔ آپکے رونے سے میری روح بے چین ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کو کچھ دن پہلے اپنی اس آنے والی بے چینی اور تنہائی کا یقین ہو جاتا تو یقین جانئیے میں کبھی نہ مرتی لیکن اب ــــ آپ بھی مجبور ہیں اور میں بھی۔ کیا آپ کو وہ وقت یاد نہیں رہا جب میں کچھ بیمار تھی اور دن بدن بیماری میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ آخرکار بیماری بڑھ گئی۔ اور میرا دنیا سے علیحدہ ہونا ضروری ہو گیا۔

میں بے زبان تھی۔ حیا نے میری قوت گویائی پر مہر لگا رکھی تھی میں کیسے کہہ دیتی کہ مجھے سفید رطوبت کی بیماری ہے۔ شریف تھی اور شریف کے گھر پیدا ہوئی تھی۔ میری زبان پر اس حیا سوز بیماری کا ذکر اس دنیا میں کیسے آتا۔ لوگ مجھے بے شرم کہہ دیتے۔ آپ خود مجھے بے غیرت اور بے حیا سمجھتے۔

خاوند کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

روح نے کہا:۔

میرے سرتاج! آپ کی یہ تنہائی آپ کو یاد دلائے گی کہ آپ نے ایک بے زبان کی صحت اور زندگی کا کچھ خیال نہ کیا۔ حالانکہ مختلف ذرائع سے آپ سمجھ چکے تھے کہ مجھے سفید رطوبت جاری رہنے کی بیماری ہو گئی ہے۔ اور آپ کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ اس بیماری سے تندرست کر دینے کے لئے دوا روک کی ایک شیشی مجھے کافی ہو جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ نے تین روپے کا لالچ کر کے ایک بے زبان کو زندہ درگور کر دیا مجھے معلوم ہے اور اچھی طرح جانتی ہوں کہ بہت سی عورتوں نے میرے سامنے روک سے حیرت انگیز فائدہ حاصل کیا۔ اور سفید زردی مائل رطوبت کا آنا بند ہو گیا۔

اب کیا ہوتا ہے پیارے ــ اگر یہ پڑھ کر آپ کو سمجھ دار کر دیگی تو مجھے بے وقت موت کی قیمت مل جائے گی۔ اور میں سمجھونگی کہ میں نے اپنی زندگی فروخت کر کے اپنے دل و جان کے واحد مالک کی آنکھیں کھول دیں۔ اور انھیں دنیا میں خوش رہنے کے قابل کر دیا۔ اتنا کہہ کر روح چلنے لگی۔ خاوند آگے بڑھا اور اس نے لپک کر روح کو اپنی آغوش میں لے لیا لیکن یہ اس کی نظری غلطی تھی دالان کا سفید اور چمکدار ستون اس کی آغوش میں آ گیا۔ حیرت ناک استعجاب میں اس نے چاروں طرف دیکھا تو قریب ہی اسکو ایک پرچہ پڑا ہوا ملا۔ جس پر حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی:۔

ہزاروں عورتوں سے

اس بات کا ثبوت مل سکتا ہے کہ سیلان الرحم (یعنی سفید رطوبت خارج ہونے والی بیماری) کو دنیا بھر میں اگر کوئی دعویٰ کے ساتھ آرام کرنے والی دوا ہو سکتی ہے تو

وہ صرف ایک ہے

جس نے لاتعداد بے زبان عورتوں کو تندرست کر دیا۔ وہ دوا "روک" ہے۔ یاد رکھیئے اگر کوئی عورت اس بیماری میں پھنس گئی ہے اور سفید رطوبت خارج ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے اس کی طبیعت اداس اور ہر مہینہ خاص دنوں میں درد ہوتا ہو تو آپ ہندوستان کے سینکڑوں حکیموں اور ڈاکٹروں کے مشورہ اور سفارش سے فائدہ اُٹھائیے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ سیلان الرحم کا حقیقی علاج جو صرف ایک ہفتہ میں آرام کر دیگا یہی دوا "روک" ہے پس ایسی عورت کو ایک شیشی دوا "روک" یہ استعمال کرائی جائے۔ سفید پانی خارج ہونا بند ہو جائے گا۔ آج ہی ایک خط لیڈی منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۴ دہلی کے پتہ پر لکھ کر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیجئے۔ ایک شیشی کی قیمت تین روپیہ ہے۔ اور سات آنے اس دوا پر محصول ڈاک لگتا ہے۔

محشر خیال کے "مصطفٰے کمال نمبر" کیلئے

مشاہیر ہند کے خاص پیغامات

ڈاکٹر سید محمود صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار

پٹنہ

۲ر دسمبر ۳۸ء

پیغام برائے رسالہ "محشر خیال" دہلی

مصطفٰی کمال اعظم دنیا کے ان چند عظیم ترین انسانوں میں سے ایک غیر معمولی انسان تھا جو صدیوں کے بعد ہوا کرتے ہیں۔ وہ اپنے آہنی عزم، یقین، ارادہ اور خوابوں کو حقیقت بنانے کے لحاظ سے "مافوق البشر" کی حیثیت رکھتا تھا۔

وہ اپنے عہد کا مسیحا تھا جس نے "ترک بیمار" کو موت کے پنجہ سے چھین کر زندگی اور آزادی، کامیابی اور کامرانی کا تاج پہنایا۔

وہ اپنے عہد کا زبردست مدبر تھا جس نے یورپ میں ترکی کو اس نئے قالب میں ڈھال دیا جس کا اسکے بغیر یورپ میں ترکی کی عظمت و ترقی اور بقا و استحکام ناممکن تھا۔

وہ اپنے عہد کا راسخ العقیدہ مسلمان تھا جس نے اسلامی تعلیم کو حقیقی طور پر سمجھا اور تدامت اور تجدد کے امکانات کو ایکسم کر کے ترکی قانون اسلامی کا نفاذ کیا۔

مصطفٰی کمال کی ہستی دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے فخر کا باعث اور سبق آموز ہے۔ اور تعلیم دیتی ہے کہ فرد کس طرح جماعت پر اپنی ہستی قربان کر دیتا ہے۔ مجاہد کی کیا زندگی ہوتی ہے اور غازی کے کیا تیور ہوتے ہیں۔

کاش ہندوستان کے مسلمان اس آزادی کو اپنا مقصد بنائیں جو مصطفٰی کمال نے ترکی کے لئے حاصل کی اور جو اسلامی تعلیم کی روح ہے۔

سید محمود

سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب

غازی اعظم مصطفٰے کمال اتاترک کی ہستی عموماً تمام عالم اسلامی اور خصوصاً ترکی قوم کے لئے باعث فخر تھی۔ کمال اتاترک کی وفات سے ترکی اور دنیا کے مسلمانوں کو جو نقصان پہونچا ہے اسکی تلافی صدیوں تک نہیں ہو سکتی۔ گیلی پولی، سمرنا اور سقاریہ کے محاذ جنگ پر غازی مرحوم کی غیر معمولی فوجی قابلیت نے یورپ کو محو حیرت کر دیا تھا۔ مرحوم نے اگر ایک طرف ترکی قوم کو معراج ترقی پر پہونچایا تو دوسری طرف انھوں نے دنیائے اسلام کے اتحاد کے لئے بھی کافی جدو جہد کی جس کا ثبوت میثاق سعد آباد ہے۔ خدائے قدوس غازی مرحوم کی لحد پر رحمت کے پھول برسائے اور ترکی و دنیائے اسلام کو ان کے کارناموں سے سبق حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ فقیر احمد سعید کان اللہ

نواب جمشید علی خان صاحب آف باغپت

باغپت اسٹیٹ ضلع میرٹھ

۵ دسمبر ۳۸ء

مکرمی زاد لطفہٗ

السلام علیکم۔ نوازشنامہ ملا۔ آپ کا یہ تخیل کہ "مصطفٰے کمال نمبر" شائع کیا جائے یقیناً نہایت قدر کی نظر سے دیکھا جائے گا کیونکہ اسکو ایک ایسی جلیل القدر ہستی سے نسبت ہو گی جس کو دنیائے اسلام کا مسیحا کہنا بیجا نہ ہو گا۔ وہ جس نے ایسے ایسے نازک وقتوں میں اپنی جرأت ہمت شجاعت وغیرہ کی داد دی۔ شاید دور حاضرہ کیا زمانہ ماسبق میں بھی ایسے جانباز و مدبر کی مثالیں بہت کم ملیں گی۔ یہ اسی کے زرین کارناموں کا حصہ ہے کہ آج اینگلو انڈین اور کانگریسی اخبارات سے بھی خراج تحسین لے رہا ہے۔ اسلامی رسائل و جرائد اس کے نام کو اپنا حرز جان کیوں نہ بنائیں۔ مسلمانان ہند نہیں بلکہ مسلمانان عالم اگر کمال مرحوم کی ایسی علمی و ادبی یادگاریں قائم کریں تو بالکل بجا و درست ہو گا۔

کمال اتاترک مرحوم مغفور کے حالات زندگی آجکل تمام اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں اور عرصہ تک اخبار و جرائد ان کی مرثیہ خوانی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جو صدمہ اسوقت دنیائے اسلام کو ان کی رحلت سے ہوا ہے اسکی تلافی مستبعد ہے۔ ہماری قوم اور ملت کے لئے یہ امر کسی قدر قابل اطمینان ہے کہ اسکے افراد میں کم از کم اس قدر احساس ہے کہ اپنے محسنوں ...

مشرقی جنتری ۱۹۳۹ء باتصویر جو نہایت شاندار شائع ہوئی ہے مفت منگانے کے لئے ٹکٹ بھیج کر دفتر رسالہ محشر خیال دہلی ...

پیشروؤں کی یادگار قائم رکھنے کا خیال باقی ہے۔ میں آپ کے اس مبارک خیال کی تائید کرتے ہوئے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کا کمال نمبر قبولیت عام حاصل کرے گا۔ آمین۔ آپ اگر چاہیں تو میرا یہ پیغام درج فرما سکتے ہیں۔ والسلام۔

نیازمند:- محمد جمشید علی خاں (نواب باغپت)

آخری لمحات میں رشتہ داروں کو آبدیدہ دیکھ کر غازی کمال اتاترک نے فرمایا

"میں راضی برضائے مولا ہوں، اگر خدا کو مجھ سے کام لینا منظور ہے اور ملت اسلامیہ کی خدمت کرنا میری قسمت میں ہے تو میں ہرگز نہیں مروں گا۔ اور اگر میرا وقت آگیا ہے تو میں بخوشی دنیا کو خیرباد کہنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر میں مر جاؤں تو دنیائے اسلام کو میرا یہ پیغام پہونچا دینا: زندگی حرکت کا نام ہے، مسلمان اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو رسول عربی ﷺ کے نقش قدم پر چلیں، سادہ زندگی اختیار کریں، محنت اور مشقت کو اپنا شعار بنائیں، فضول رسم و رسوم اور تضیع اوقات سے پرہیز کریں، فوجی نظم و ضبط قائم کریں جس طرح فاروق اعظم رضہ نے پیروان اسلام کو عسکری نظام کی تاکید کی تھی۔ رسول عربی ﷺ کے حکم کے مطابق علم حاصل کریں، عقل سے کام لیں اور زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار نہ جانے دیں۔"

یہ کہتے کہتے غازی مرحوم پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی، ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور انھوں نے آہستہ سے اللہ کہا اور غافل ہوگئے (حقیقت، بحوالہ "اسلام"، بغداد) بہ تمنائے شفاعت عمل

ارکین دائرہ ضیاء العلوم گورکھپور

لیلیٰ کے خطوط

ایک شاہد بازاری کی اندوہگین زندگی کی داستان۔ شاہد بازاری سے عشاق کا بیتابانہ اظہار الفت۔ طوائف کی بے نیازیاں۔ عورت کے دکھے ہوئے دل کی پکار۔ آنسو اور آہیں ملک بھر کی بہترین رنگین کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

مجنوں کی ڈائری

مرقع ہے ایک بازاری حور کے تعلقات کا۔ خاکہ ہے ہماری اجتماعی زندگی کے نقائص کا عجیب و غریب کتاب ہے۔ آج ہی طلب فرمائیے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) منگانے کا پتہ:-

منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

آفتاب رسالت

مورخ اعظم آغا رفیق بلند شہری، سرکار دو جہاں رسول خدا کے بہت مبسوط حالات دو حصوں میں۔ پہلا حصہ دو سو آٹھ صفحات اس میں زیادہ حصہ تاریخ عرب اور بعثت رسول سے پہلے کے حالات ہیں، کچھ ولادت و طفولیت رسول۔ حصہ دوم ۲۲۴ صفحات انہیں پوری رسالت کے جزو کل حالات مثل بلوغت، شادی، تبلیغ، غزوات، اور سیاسی تبصرات اور متفرق واقعات کے تذکرے، آخر میں حضور کی معاشرت اور ازواج مطہرات کے حالات ہیں قیمت ہر دو حصہ ۴۳۲ صفحات صرف بارہ آنے (۱۲/)

حضرت ابوبکر صدیق

ضخامت ۱۶۰ صفحات

رسول کریم کے یار غار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے مبسوط حالات زندگی اور حالات خلافت اس قدر مفصل حالات شاید ہی آپکو کسی کتاب میں ملیں۔ حضرت صدیق کے حالات کتب سیر میں بہت کم ملتے ہیں اس لحاظ سے یہ کتاب بہت بلند ہو جاتی ہے۔ ابتدا میں نفس خلافت پر بحث ہے پھر آپ کی خلافت کے مکمل ترین حالات ہیں اور آخر میں آپ کی خانگی زندگی کے مکمل اور دلچسپ حالات ہیں، قیمت صرف چھ آنہ (۶/)

سیرت حضرت عمر رضہ

۱۶۰ صفحات از علامہ آغا رفیق بلند شہری۔ یہ کتاب حضرت عمر رضہ کی خلافت سے ہی شروع ہوئی ہے گویا یہ تاریخ اسلام کا تیسرا باب ہے، اس میں ابتدا میں تو حضرت عمر کے جستہ جستہ حالات ہیں لیکن اس کے بعد فتوحات اور لشکر کشی کے حالات بہت ہی مفصل ہیں خصوصاً فتح حمص بیت المقدس شام اور دمشق کی تسخیر کے حالات بڑے ولولہ انگیز ہیں۔ آج تہذیب کے دور کا فلسطین دیکھئے اور حضرت عمر رضہ کا سقوط پھر دیکھئے کہ وہ فاتح کیسے تھے اور یہ حکم پرور کس نوع کے ہیں قیمت چھ آنے

سیرت حضرت عثمان رضہ

۹۶ صفحات از علامہ آغا رفیق بلند شہری۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان رضہ کے عہد خلافت کے حالات بہت ہی مستند اور مکمل۔ اس میں حسب ذیل فصول ہیں، انتخاب، آپ کی حالات زندگی، اعمال خلافت، کوفہ کے حالات، بصرہ کے حالات، شام کے حالات، مصر کے حالات۔ دوسرے مقبوضات فتنوں کا دور، سبائی تحریک، دربار خلافت، حضرت عثمان کی تقریریں، حضرت علی کا ساتھ دینا اور آخر میں مآثر کا بیان ہے۔ عہد عثمانی کے جزو کل حالات اس میں ہیں قیمت پانچ آنے۔

سیرت حضرت علی رضہ

۲۴۴ صفحات، از علامہ آغا رفیق بلند شہری۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مبسوط سوانح عمری، مع حالات حضرت حسن علیہ السلام یہ کتاب تاریخ اسلام کا پانچواں باب ہے، اسمیں خلافت کی تقرری کے بعد حضرت کے ابتدائی حالات پھر اعمال خلافت ابتدائی دشواریاں، جنگ جمل جنگ صفین، خوارج سے معرکہ آرائیاں حضرت علی کے مقبوضات پر معاویہ کا قبضہ، حضرت علی کی شہادت اور اسکے بعد حضرت امام حسین رضہ کے حالات ہیں قریب قریب مکمل ہیں، قیمت صرف چھ آنے

منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

آہ کمال اتاترک

(انا حسن عثمانی (دہلی))

(یہ نظم ۱۰ نومبر کے اخبار مدینہ میں شائع ہو چکی ہے مگر کاتب کی غلطی سے ایک اہم شعر چھوٹ گیا تھا جس سے نظم ناقص سی ہو کر رہ گئی تھی اب اصل حالت میں مشرقِ خیال کے اتاترک نمبر میں پیش کی جاتی ہے۔ (احسن)

صرف ترکی ہی نہیں، دنیائے مشرق کے جلال — تو بھی آخر چل بسا افسوس! اتر کی کے کمال

تیری صبحِ زندگی میں آئی شامِ زندگی — آہ! کیوں چھلکا ابھی سے تیرا جامِ زندگی

کل تری ہستی نے ترکوں کو دلائی تھی نجات — بجھ گئی ہے آج لیکن خود تری شمعِ حیات

خرمنِ امن و سکوں پر گر رہی ہیں بجلیاں — کروٹیں لینے پہ آمادہ ہے دورِ آسماں

مشرق و مغرب میں کوئی انقلاب آنے کو ہے — زندگی اور موت کی صورت میں چھا جانے کو ہے

دہر میں اسلامیوں کا ناخدا کوئی نہیں — مدعی تو ہیں مگر درد آشنا کوئی نہیں

کوئی موجوں میں گھرے گا کوئی ہو جائیگا پار — کون جانے کشتیِ اُمت کا کیا ہو حالِ زار

مرگِ بے ہنگام سے ہمدوش ہو جانا ترا — ایسے نازک وقت میں روپوش ہو جانا ترا

شاق گزرا ہے بہت ہی ملتِ اسلام کو

رو رہے ہیں ہند میں ہم گردشِ ایام کو

دل بجھے ہیں سر پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی — روحِ ملت پھر رہی ہے آج گھبرائی ہوئی

ترکیہ کا بچہ بچہ تیرے غم میں سوگوار — اُٹھ گیا ستر کروڑ اسلامیوں کا تاجدار

ڈھونڈھتا ہے تجھ کو پھر میثاقِ سعد آباد آج — تو مگر ہے جنت الفردوس میں آباد آج

کر رہی ہے یاد تجھ کو سالونیکا کی زمین — جس جگہ چمکی ترے ایامِ طفلی کی جبیں

تیرے غم میں "شاخِ زریں" ہو رہی ہے اشکبار — مارمورا کے سواحل سے الم ہے آشکار

مشرقی جنتری ۱۹۳۹ء باتصویر جو نہایت شاندار شکل میں ہوتی ہے ...

غازی ترکی تجھے، فتحِ سمرنا کی قسم — کر رہا ہے یاد وہ ساحل پہ لہراتا علم

بحرِ آسود ماتمی ملبوس میں ساکت ہے آج — باسفورس کی ہوائے تند بھی صامت ہے آج

مرمرہ کی شوخ موجیں تیرے غم میں بے قرار — سرنگوں ہیں ساحلِ مغرب کے ننھے کوہسار

ایک عالم ہے غرض تیرے لئے ماتم کناں

اور سب کے بعد یہ اپنا غریب ہندوستان

تیری ہستی سے گو محروم یہ بزمِ جہاں — ہو گئی حاصل تجھے لیکن حیاتِ جاوداں

بزمِ ہستی میں رہے روشن ابد تک تیرا نام — روح تیری عالمِ ارواح میں ہو شادکام

رشکِ گلشن ہو ترے پیارے وطن کی سرزمیں

قوم کو مل جائے تیرے بعد سچا جانشین

ہٹلر کے ارادوں کی طرح مضبوط۔ پیرس کی حسینوں کی طرح خوبصورت

جرمنی کا بنا ہوا لونگ لائف فاؤنٹن پن

آج ہی خریدیئے اور عمر بھر بے تکان استعمال کیجئے

اس قلم نے بڑی بڑی قلم بنانے والی فرموں کو حیران کر دیا ہے۔ اس میں قیمتی گولڈن نب جس کی نوک پر کبھی نہ گھسنے والا مصالحہ لگا ہوا ہے۔ ہزارہا صفحات بے تکان لکھ جایئے۔ خراب ہونے کا نام نہیں لیتا۔ دیکھنے میں خوبصورت۔ برتنے میں لاجواب استعمال کرنے میں فولاد سے مقابلہ کرنے والا۔

یاد رکھیئے اس قلم کو خرید کر آپ ہمیشہ خوش رہیں گے اور جتنی قیمت میں آپ کو یہ مل رہا ہے۔ آپ کی جیب میں چوگنی قیمت کا معلوم ہوگا یہ اشتہاری تعریف نہیں ہے حقیقت لکھی گئی ہے۔ آپ دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ قیمت ایک عدد مع نب چار روپے (للعہ) ڈاک خرچ آٹھ آنے (۸؍) علاوہ ہے۔ دو قلموں پر محصول ڈاک معاف۔

منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ برتنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا افسوس آتا ہے اتنی بڑی بات کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا کر کے جب یہ کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپ کی بول چال تقریر نہایت موزوں برجستہ ہو جائے گی مجلد صفحات قیمت بارہ آنہ (۱۲ر) محصول آٹھ آنے (۸ر)

غریبوں کا سستا علاج

امیر تو ہر جگہ اپنے روپوں کے زور پر علاج کر لیا کرتے ہیں غریبوں ہی کا رونا ہوتا ہے کہ ان کو تو چار پیسے بھی خرچ کرنا گراں ہے یہ کتاب منگا کر آپ غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب میں کوڑیوں کے نسخہ ہیں وہ نسخہ گھر میں تیار کر لیں اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں۔ افضل الناس من ینفع الناس رسول کریم صلعم کا فرمان ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہئے کیونکہ اگر علاج کی ضرورت بھی نہ پڑے تو صرف حفظ ماتقدم ہی تمام مرضوں سے محفوظ رکھے ۲۲۸ صفحات مجلد
قیمت ایک روپیہ۔ محصول آٹھ آنے (۸ر)

خواب نامہ

آپ خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ ساتھ رکھئے عجیب و غریب اور فن تعبیر خواب میں نایاب ہے قیمت مجلد آٹھ آنے (۸ر) ٭

بہشتی زیور کامل

یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں گیارہ حصے ہیں حصہ ۱ الف بے تے اور کچھ عقائد حصہ ۲ وضو غسل اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق نکاح مہر وراثت وغیرہ حصہ ۵ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب الاخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم و بدعات ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ ۹ ضروری ادعیہ علاج حصہ ۱۰ ہنر حصہ ۱۱ خاص خاص مسائل یہ سب ایک مجلد ضخامت ۹۲۰ صفحات قیمت صرف دو روپے

سعیدی ڈکشنری

(۳۵ ہزار الفاظ) اردو کا مکمل لغت جس میں ۶۳۳ عربی الفاظ ۵۵۴۵ فارسی ۱۱۰ ترکی عبرانی یونانی وغیرہ ۲۵ ۱۴۴۲۵ اردو ۹۲۳۵ ہندی ۵۰ سنسکرت ۲۲۶۵ انگریزی ۔ ۹۹۴۵ محاورات ۱۰۰۵ قانونی اصطلاحات ۲۰۰ روزمرہ کے اردو فارسی فقرے ۱۱۰۷ اردو کے مرادف انگریزی محاورات ۱۶۱ سیاسی اخباری عدالتی علمی مذہبی و متفرق اصطلاحات بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں۔
۵۰۳ صفحات قیمت چار روپے مجلد، علاوہ محصول۔

خوبصورت رانیاں اور بیویاں

مسلمانان ہند کی ۴۴ ایسی خوبصورت اور بہادر بیبیاں اور رانیاں ہندوستان میں گذری ہیں جن کا اعزاز تاریخ میں اب تک باقی ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ان رانیوں اور بیویوں میں حسین بھی ہیں اور شاعرہ بھی ادیبہ بھی ہیں اور عصمت و عفت کی پیکر بھی اور ماہ پارہ بھی جن صورتوں پر سلطنتیں قربان کر دی گئیں۔ یہ چہل و ہشت بیویاں اور رانیاں کون تھیں اور ان کی سوانح عمریاں کیا کیا تھیں اس کے متعلق تمام حالات کتاب "رانیاں اور بیویاں" میں مل جائیں گے ۱۹۲ صفحات لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت دس آنے (۱۰ر) ٭

تاریخ اسلام کامل

بعثت رسول سے لیکر ترکوں کی جدید حکومت تک
(۱) اسمیں سنہ ہجری سے ایک صدی پیشتر سے لیکر وفات رسول صلعم تک پورے حالات درج ہیں ۱۹۲ صفحے
(۲) اسمیں حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان حضرت حمزہ رض حضرت علی رض کی خلافت میں اور فتوحات اسلام ۱۸۸ صفحے۔
(۳) اسمیں خلفائے بنی امیہ کے عہد حکومت اور شہادت امام حسین کا مفصل تذکرہ ہے ۱۲۸ صفحات۔
(۴) اسمیں خلفائے بنی عباس کے مکمل و کمال حالات ہیں مع تاریخ عروج اسلام ضخامت ۹۶ صفحے۔
(۵) اسمیں سلطنت عثمانیہ ترکی کے پورے حالات پانچوں حصے یک جا مجلد تین روپے آٹھ آنے (۳ روپے) جلد کپڑے کی ٭

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

شاعرہ کی دعا

(سردار بیگم اختر)

نشاطِ کیف غلامی سے بے نیاز کرے مرے وطن کو خدا حریت نواز کرے
حیاتِ قوم کے معنے ہیں ہستئ شاعر! خدا کچھ اور مری عمر دراز کرے
سرودِ شوق سے میرے ہو چاک سینۂ گل کلی بھی آنکھ کو گلشن میں نیم باز کرے
چمن تو کیا ہے؟ زمانے کی آنکھ کھل جائے مری نوا کو یہاں تک اثر نواز کرے

ابھی نہیں ہے کوئی سوزِ نغمہ سے آگاہ
کچھ اور سینۂ ہندوستان گداز کرے

جُویائے حق

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کا بہترین ناول

پہلے نایاب تھا ——— اب چھپکر تیار ہوگیا ہے

یہ وہ ہی مشہور و معروف شاہکار ناول ہے جو چند سال پہلے سو روپیہ کو بھی نہیں ملتا تھا۔ اب بمشکل تمام دوبارہ چھپوایا گیا ہے۔ چھ سو بیس صفحات۔ کاغذ۔ چھپائی۔ عمدہ۔ اصلی قیمت پانچ روپے۔ رعایتی قیمت تین روپے (سے) بہت جلد منگائیے۔ ٹائیٹل مصور اور رنگین۔

منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

ہم سے وہ چھن گیا

(از سید عروج زیدی، بدایونی)

(۱) ہم سے آج وہ چھن گیا جو صحیح معنوں میں بطل حریت اور قائد اعظم تھا۔

(۲) ہم سے آج وہ چھن گیا جس کا ہم پایہ انسان شاید صدیوں تک نہ پیدا ہو سکے

(۳) ہم سے آج وہ محب مشرق چھن گیا جس نے استخلاص وطن اور قوم کی فلاح کیلئے اپنی ہستی وقف کر دی تھی۔

(۴) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے چند سالوں میں اپنے اثر و اقتدار سے تمام قوم کی اخلاقی و مادی حالت میں انقلاب پیدا کر دیا۔

(۵) ہم سے آج وہ چھن گیا جو بچپن میں کھیتوں میں پرندوں کو اڑاتا تھا اور جوانی میں رن کے میدانوں میں سے دشمنوں کی روحوں کو۔

(۶) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے اسکول ہی میں اپنی فراست کی بنا پر "کمال" کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔

(۷) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے آزادی وطن کی خاطر جلا وطنی کے مصائب برداشت کر کے صبر و استقلال کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔

(۸) ہم سے آج وہ اولو العزم مسلمان چھن گیا جس نے ترکی پر صلیبی پرچم لہرانے کا ارادہ کرنے والوں کو تیغ کے گھاٹ اتار کر توحید پرستوں کی لاج رکھ لی۔

(۹) ہم سے آج وہ چھن گیا جو ترکی جدید کا معمار تھا۔

(۱۰) ہم سے آج وہ سپہ سالار اعظم چھن گیا جس کی مجاہدانہ زندگی کے کوائف ہمارے لئے مشعل ہدایت ہیں۔

(۱۱) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے سات ہزار کمزور فوج سے ایک لاکھ اتحادی فوج کا مقابلہ کیا اور گیلی پولی کا مورچہ سر کیا۔

(۱۲) ہم سے آج وہ چھن گیا جنگ عظیم میں درۂ دانیال کی حفاظت کا سہرہ جس کے سر رہا۔

(۱۳) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے سقاریہ میں یونانیوں کو شکست دیکر ترکی کو غلامی سے بچا لیا اور "غازی" کا خطاب حاصل کیا۔

(۱۴) ہم سے آج وہ فرض شناس چھن گیا جس نے درد گردہ میں مبتلا ہونے کے باوجود سمرنا کے محاذ جنگ پر یونانیوں کو پسپا کیا۔

(۱۵) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے ترکی فوج کی جدید طریقوں پر تنظیم کی۔

(۱۶) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے قومی بیداری کا بیڑا اٹھایا تھا۔

(۱۷) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے ترکی سے نام نہاد ملاؤں درویشوں اور پیروں کے اثر کا خاتمہ کر دیا۔

(۱۸) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے خواتین کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر میدان حرب میں لڑنے کا موقع دیا۔

(۱۹) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے ترکی کو مشرقی رسم و رواج کی زنجیروں سے آزاد کر کے جدید قوم بنا دیا۔

(۲۰) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے تعلیم کو عام کر کے ملک سے توہم پرستی کا خاتمہ کر دیا۔

(۲۱) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے کارخانے قائم کر کے ملک کو صنعت و حرفت میں کہیں سے کہیں پہونچا دیا۔

(۲۲) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے اپنے اعمال اور افعال سے اس ملک کی کایا پلٹ دی جو اس زمانہ میں "مرد بیمار" کہلاتا تھا۔

(۲۳) ہم سے آج وہ چھن گیا جس کے دم سے سرکشان یورپ لرزہ میں تھے۔

(۲۴) ہم سے آج وہ چھن گیا جو ابر رحمت بن کر ترکی پر چھا گیا اور اسے یونان کے پنجہ سے نکالا۔

(۲۵) ہم سے آج وہ چھن گیا جو ڈوبنے والوں کو سہارا دے کر ساحل نجات تک پہونچا دیتا تھا۔

(۲۶) ہم سے آج وہ چھن گیا جو اپنے حیات آفریں پیغام سے مردہ رگوں میں شعلہ خیز خون دوڑا دیتا تھا۔

(۲۷) ہم سے آج وہ چھن گیا جس کا وجود اسلامیان عالم کے لئے سرتاپا رحمت اور سراسر احسان خداوندی تھا۔

(۲۸) ہم سے آج وہ چھن گیا جس کا وجود مسعود مشرق و مغرب وجہ نازش و افتخار تھا۔

(۲۹) ہم سے آج وہ چھن گیا جس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے مشن کو کامیاب ہوتا اور پھولتا دیکھا۔

اے کمال اتاترک تیرے سر پر بقائے دوام کا تاج ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ منیجر رسالہ محشر خیال

مشرقی جنتری سنہ ۱۳۔۔ھ باتصویر جو نہایت شاندار شائع ہوئی ہے …ر کے ٹکٹ بھیج کر دفتر رسالہ محشر خیال جامع مسجد [illegible]

اولاد پیدا کرنے کی ترکیب

بعض عورتیں محض اس لئے شوہر کی نظر سے اتر جاتی ہیں کہ وہ اولاد پیدا نہیں کرسکتیں۔ شوہر کو اولاد کی تمنا ہوتی ہے اس لئے وہ کچھ عرصہ انتظار کرنے کے بعد دوسری بیوی کا ارادہ کرتا ہے اور جب دوسری عورت گھر میں آجاتی ہے تو پہلی بیوی کی مٹی جس طرح پلید ہوتی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم آئے دن اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھتے رہتے ہیں کہ اگر کسی عورت کی شادی کو زیادہ عرصہ گزر گیا اور وہ اولاد پیدا نہ کرسکی تو شوہر صاحب فوراً ہی نمبر ۲ کا انتظام شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اگر چاہتے تو پہلی ہی بیوی سے اولاد ہوسکتی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی کی کسی معمولی خرابی کے باعث حمل نہیں ٹھہرتا اور بعض دفعہ تو ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی تندرست ہیں۔ شادی کو کافی زمانہ گزر چکا ہے مگر حمل نہیں ٹھہرا اور شوہر بیوی سے بدل ہوگیا۔ ان حالات میں یہ خبر ہندوستانی عورتوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگی کہ ہم اپنی دس سال کی کوشش کے بعد ایک ایسا مرکب بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں جو عورتوں کی اس ضرورت کو حیرت انگیز طریقہ پر پورا کردیتا ہے۔ یہ سائنس کی تازہ ترین دریافت ہے۔ جو ایک مکمل دوا کی صورت میں تیار ہوئی ہے گزشتہ کئی سال سے اس دوا کا کامیاب تجربہ ہورہا ہے اور آپکو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اس تجربہ کے زمانہ میں بھی سینکڑوں عورتیں جن کے ہاں برسوں سے اولاد نہ ہوتی تھی، اولاد ہونے لگی اور اب ان کی گود میں بچے کھیل رہے ہیں۔ اس دوا کا نام "محافظ اولاد" ہے۔ یہ مسلسل سات دن تک عورت کو کھلائی جاتی ہے اور ان سات دن میں وہ مرد سے بالکل علیحدہ رہتی ہے۔ ٹھیک آٹھویں رات اس پرہیز کو توڑ کر عورت ...... کے پاس جاتی ہے تو اسی رات حمل رہ جاتا ہے —— یہ اتنا شاندار تجربہ ہوا ہے اور ایسی عجیب و غریب ایجاد ہے کہ جس پر ہم اور ہمارا دواخانہ جتنا بھی فخر کرے تھوڑا ہے۔ اور امید ہے کہ ہم یہ دوا بہت جلد کسی بین الاقوامی مقابلہ میں رکھ کر دنیا کو ثابت کردیں گے کہ حمل قائم کرنے کے لئے یہ دوا دنیا بھر میں سب سے زیادہ کامیاب ہے کیونکہ اس دوا کی بدولت آج سینکڑوں عورتوں کی گود میں ننھے بچے کھیل رہے ہیں۔ ایسی عورتوں کی گود میں جن کی شادیوں کو کافی عرصہ گزر چکا تھا اور وہ اولاد سے بالکل ہی مایوس ہوچکی تھیں مگر خدا نے اس دوا کی بدولت انکی مردہ امیدوں میں جان ڈالدی اور ان کی برسوں کی پوشیدہ تمنائیں ان کی گود میں کھیلنے لگیں اس لئے ہم ایسی بے اولاد عورتوں کو عام دعوت دیتے ہیں جنکی شادیوں کو عرصہ ہوچکا ہو اور حمل نہ ٹھہرتا ہو ان کو چاہئے کہ **لیڈی منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۳ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر دوا "محافظ اولاد" کی ایک شیشی بذریعہ وی پی پارسل منگالیں۔ ایک شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ/۲) ہے پارسل پر سات آنے خرچ ہوتے ہیں۔

لیڈی منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۳ دہلی

دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء کی بات

جب میں باپ نہیں تھا

میری شادی کو گیارہ سال ہو چکے ہیں۔ لیکن بہت عرصہ تک میں یہ احساس نہیں کرسکا کہ شادی شدہ لوگ کیونکر خوش رہ سکتے ہیں۔ شادی کیوں ہوتی ہے۔ کس لئے ہوتی ہے۔ اور پھر...... کیا ہوتا ہے۔ میرے ایک دوست جب اپنے راز کے قصے مجھے سنایا کرتے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے میرے دل کو مسل کر بیٹھنے۔ باہر نکال دیا ہے اور اس کی جگہ انگیٹھی میں آگ بھر کر رکھدی ہے۔ بہت دن کے بعد میرے ایک خاص دوست کو میری خفیہ بیماری کا پتہ چل گیا اس نے پوچھا۔

کیا تمہیں جریان ہے ۔ میں نے کہا نہیں۔ لیکن پھر اس نے کہا کیا پیشاب سے پہلے اور اس کے بعد کوئی رطوبت خارج ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے خاص بات پوچھی۔ میں نے کہا میں یہ بات جانتا تو ضرور ہوں کہ ایسا ہوتا ہے۔ لیکن آج تک........

میرا یہ جواب سن کر وہ چونک اٹھا۔ اور تعجب سے کہا کہ تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی اگر اسی زمانہ میں بتا دیتے جب تمہاری شادی ہوئی تھی تو میں تمہیں صرف پندرہ دن میں تندرست کر دیتا۔ چنانچہ میرے دوست نے اسی وقت **منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۲۳۵ دہلی کو خط لکھ کر جوہر اعظم** دوا کی ایک شیشی تین روپے آٹھ آنے کو منگائی اور مجھے استعمال کے لئے دی۔ میں نے ترکیب کے مطابق اس دوا کا استعمال شروع کردیا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ دوا شروع کرنے کے ساتویں یا شاید آٹھویں دن وہ رطوبت خارج ہونی بند ہوگئی۔ اور مجھے اپنے اندر ایک خاص بات محسوس ہوئی۔ دوا ابھی پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک روز........ بیوی

دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء کی بات

اب میں باپ بن گیا ہوں

اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اب میں اس جوانی کی ہری بھری دنیا میں ایک ایسے خوش وخرم نوجوان کی طرح ہوں جیسے کہ مجھ جیسی طرح کے انسان کو ہونا چاہئے۔ میری بیوی ایک بچہ کی ماں ہے۔ اور وہ جب اپنے بچے کو کھلاتی ہے۔ اور بچہ ٹھمک ٹھمک کر ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ اور ماں کے سر کے بال نوچتا ہے تو مجھے یہ بات یاد آتی ہے کہ۔

اس بچے کے باپ کا نام "جوہر اعظم" ہے

کیونکہ جوہر اعظم دوا سے ہی میری جریان کی بیماری دور ہوئی۔ اور میری خفیہ طاقت پھر مجھے مل گئی — کاش جریان کے تمام مریضوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس دنیا میں جریان کی اگر کوئی بھرپور دوا ہو سکتی ہے تو وہ جوہر اعظم ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف تین روپے ۸ آنے ہے (دیکھو) اس دوا پر عام فائدہ کے خیال سے محصول ڈاک معاف ہے۔ بس ناظرین رسالہ مشرقی خیال میں سے جو لوگ میری طرح جریان کی بیماری میں مبتلا ہوں اور پیشاب سے پہلے یا بعد میں قوت مردمی پانی کی طرح بہہ جاتی ہو یا بیوی سے شرمندگی ہوتی ہو تو انہیں چاہئے کہ جنرل منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۲۳۵ دہلی کو خط لکھ کر جوہر اعظم دوا کی شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگالیں صرف ایک ہی شیشی تندرست بنادے گی۔

عورت مہینہ میں ایک دفعہ — روتی ہے

کیوں روتی ہے؟

اس لئے روتی ہے کہ اسے ہر مہینہ ماہواری ایام کے زمانہ میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پیٹ میں کا درد ہوکر ایام آتے ہیں۔ بار بار رک رک کر درد کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بعض عورتوں کو اس زمانہ میں غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ اور کئی کئی دن تک تڑپ تڑپ کر کاٹتی ہیں۔ کسی کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ کسی کو بہت ہی کم آتے ہیں۔ اور کسی کو مہینہ میں دو بار آ جاتے ہیں۔ غرضیکہ ماہواری کے زمانہ میں بہت ہی تکلیف اٹھانی ہے۔ مگر ہم میں کہ عورت کے رونے کی پروا نہیں کرتے اور وہ بے چاری ہر مہینے بڑی دردناک تکلیف اٹھاتی ہے لیکن ایسی عورتیں جو ماہواری کے زمانہ میں کسی قسم کی تکلیف اور درد کی بے چینی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ صرف ایک شیشی دوا **کورس** منگا کر استعمال کریں۔ اس دوا میں عجیب کمال یہ ہے کہ یہ ماہواری ایام کو باقاعدہ کر دیتی ہے۔ اور اس کے استعمال کے بعد ماہواری ایام ہر مہینے بغیر درد کے بغیر کسی تکلیف کے اپنی صحیح تعداد مقررہ مقدار میں آنے لگتے ہیں۔ اور مہینے میں صرف ایک بار آنے لگتے ہیں۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ کم آتے ہوں تو پوری تعداد میں آنے لگتے ہیں دو بار آتے ہوں یا کوئی بھی خرابی ہو۔ ہر خرابی کو دور کر کے ماہواری کو باقاعدہ کر دیتی ہے اور پھر عورت ہر مہینے بڑی آسانی کے ساتھ ایام ماہواری سے بغیر تکلیف کے فارغ ہو جاتی ہے۔ ماہواری کے لئے نہایت کارگر دوا ہے۔ ہزارہا عورتوں کی تندرستی ٹھیک کر چکی ہے اور اب وہ پورے طور پر تندرست ہیں **لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۲ دہلی** کے پتہ پر خط لکھ کر ایک شیشی کورس بذریعہ وی۔پی پارسل منگا لیجئے۔ ایک شیشی کورس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے دیا ہے۔ اس پر سات آنے محصول پارسل خرچ ہوتا ہے۔ اس دوا کے متعلق دواخانہ ہذا میں لاتعداد سارٹیفکٹ موجود ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کورس ماہواری کو باقاعدہ کر دینے میں کتنی مشہور ہو چکی ہے۔

آپکی صاحبزادی کشیدہ کا کام جانتی ہیں

جرمنی میں **کشیدہ کاری کی مشین** تیار ہوگئی

بڑی عجیب مشین — جو کام ہاتھ سے ایک گھنٹہ میں ہو وہ اس مشین سے پانچ منٹ میں ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کے کپڑوں پر پھول بوٹے بنانے کیلئے یہ جرمنی مشین حیرت انگیز کام کرتی ہے۔ اگر آپ کی عورتوں کو سینے اور کاڑھنے کا شوق ہو تو یقین کیجئے۔ ان کے لئے یہ **کشیدہ کی مشین** سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز ثابت ہوگی۔ اور قیمت سنکر آپ خود بھی حیرت زدہ ہوں گے۔ قیمت قسم اول معہ مکمل سامان صرف تین روپے آج ہی **منیجر کامیاب بکڈپو پوسٹ بکس ۳۲ دہلی** کو خط لکھ کر بذریعہ وی۔پی پارسل منگا لیجئے سات آنے محصول ڈاک لگے گا۔ اور یہ تازہ ترین ایجاد آپ کے گھر پہنچ جائے گی یاد رہے کہ یہ **مشین جرمنی** کی تیار کردہ ہے دیسی نہیں ہے اور اس قیمت میں صرف ہمارے ہاں سے مل سکتی ہے۔

افسانہ

سالونیکا کا بچہ

(از احسن عثمانی)

(۱)

"کیوں جی مصطفیٰ! تم نے اُس لڑکے کو کیوں مارا؟" ماسٹر نے آنکھیں تیز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"جی اُس نے مجھے بُرا بھلا کہا تھا میں نے پیٹ دیا۔"

"لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تمہیں مارنے کا کیا حق تھا تم مجھ سے شکایت کرتے۔ نامعقول کہیں کے۔"

"ہوں! تم مجھے بھی مارو گے ماسٹر صاحب میں یہ کبھی نہیں برداشت کر سکتا۔" مصطفیٰ نے اکڑتے ہوئے جواب دیا۔

اس پر ماسٹر نے مصطفیٰ کو تین چار بیت رسید کئے۔ مصطفیٰ بالکل نہیں رویا۔ اور مارے غصہ کے لال بھبوکا ہو گیا۔ "اچھا ماسٹر صاحب آج سے میرا اس مدرسہ کو سلام۔ اب میں نہیں آؤں گا۔" مصطفیٰ نے ماسٹر سے یہ کہہ کر گھر کی راہ لی۔

(۲)

"دیکھو بیٹے اتنی سی بات پر اسکول نہیں چھوڑ دیا کرتے۔ جاؤ مدرسے میرے لال۔" مصطفیٰ کی ماں پیار کرتے ہوئے بولی۔ "نا نا نا اماں جان میں تمہارا سب کہنا مان لوں گا۔ مگر اب اُس مدرسے میں نہیں جاؤں گا۔" مصطفیٰ نے ٹھنک کر ماں سے کہا۔

"تو بڑا ضدی ہے مصطفیٰ۔ میں کہتی ہوں اب وہاں تجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا نہ ماسٹر ماریں گے۔" ماں نے پھر سمجھایا۔

"اب تو میں اُس مدرسے کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔ ماں میرا وہاں جی نہیں لگتا۔ وہاں کے ماسٹر جانے کیسے میلے میلے افیونیوں کی طرح ہیں۔ میں تو سپاہی بنوں گا۔ تلوار چلاؤں گا بندوق چلاؤں گا دیکھو ماں چھاؤنی کے سپاہی کیسے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔"

غرض مصطفیٰ دوبارہ اُس مدرسے میں نہیں گیا مصطفیٰ کا باپ مر چکا تھا۔ ماں بیچاری غریب تھی۔ گزر بھی مشکل سے ہوتی تھی کسی بڑے مدرسے کی تعلیم کا خرچ کہاں سے برداشت کرتی۔ آخر دادا نے مصطفیٰ کو اپنے باغ میں کوّے اڑانے کے کام پر لگایا۔ اس میں مصطفیٰ کا کچھ جی بہل گیا کھلی ہوا اور سدا اُسی باغ کے تازے پھل کھا کر لڑکا خوب موٹا تازہ ہو گیا۔

- - - - - - - - - - - - -

(۳)

ایک دن مصطفیٰ دادا کے باغ میں کوّے اڑا رہا تھا کہ اُدھر سے فوجی افسروں کا ایک دستہ گزرا۔

"آہا ہا! کیسی چمچماتی ہوئی وردیاں ہیں۔ خاکی کوٹ چمڑے کی پیٹی، تلوار، پستول یہ سب چیزیں کیسی اچھی لگتی ہیں کاش میں بھی انہیں سے ایک ہوتا۔" مصطفیٰ نے اپنے دل میں کہا۔ اور کاندھے پر لگی رکھے ہوئے دوڑ کر ایک افسر سے پوچھا۔ "تم کہاں جا رہے ہو؟"

"دشمنوں سے لڑنے۔ میاں لڑکے کیا تم بھی چلو گے؟"

"ہاں ہاں" مصطفیٰ نے تن کر جواب دیا۔ اتنے میں باغ پر چند جانوروں نے چھاپا مارا۔ فوجی افسر نے مصطفیٰ کی پیٹھ ٹھونکی اور کہا "جاؤ پہلے ان دشمنوں سے لڑو۔"

مصطفیٰ ایک دن دادا سے چرا کر ماں کے پاس بھاگ آیا اور کہا اماں مجھے فوجی مدرسے میں داخل کرا دو۔ میں فوج کا افسر بنوں گا۔ ماں نے کہا بیٹا وہاں کے خرچ بڑے ہیں میں کہاں سے لاؤں گی لیکن اگر تمہاری یہی دلی خواہش ہے تو خدا سے دعا کرتی ہوں وہ پوری کریگا۔

(۴)

مصطفیٰ کی خالہ دولت مند تھی۔ اس کے کوئی لڑکا نہ تھا جب اسے مصطفیٰ کے اس شوق کا حال معلوم ہوا تو اس نے مصطفیٰ کی تعلیم کا خرچ برداشت کرنے کا بیڑا اٹھا لیا۔ ایک فوجی افسر نے جو مصطفیٰ کے باپ کا دوست تھا اسے لے جا کر فوجی اسکول کے داخلہ کے امتحان میں بٹھا دیا۔

مصطفیٰ کی قسمت دیکھو وہ امتحان میں سب سے اول آیا اور آج اس کی بہت دنوں کی آرزو پوری ہوئی وہ خوب جی لگا کر تعلیم حاصل کرتا رہا۔ یہاں اس کے ہم نام ماسٹر نے اس کا نام "مصطفیٰ کمال" رکھ دیا۔

اسکول کا آخری امتحان پاس کر کے وہ فوجی کالج میں داخل ہوا۔ اور دن دونی رات چوگنی ترقی کی۔ اب وہ اچھا خاصا جوان اور جنگ کے فنون میں ماہر بن چکا تھا۔ فوجی یونیورسٹی کی تعلیم کے زمانہ میں اسے ایک لڑائی میں بھیج دیا گیا۔ وہاں مصطفیٰ کمال نے اپنی فوجی قابلیت کے وہ جوہر دکھائے کہ اس کی دھوم مچ گئی۔

مصری جنتری [illegible] باتصویر جو نہایت شاندار [illegible] ہو گئی ہے [illegible] ٹکٹ [illegible]

(۵)

مصطفیٰ کمال نے تعلیم کے زمانہ میں ہی ملک کی حالت پر غور کرنا اور اسکیمیں سوچنی شروع کر دی تھیں۔ تعلیم سے فارغ ہو کر اس نے ملک کے حالات پر گہری نظر ڈالی۔ اس کا وطن دشمنوں کی سازش کا شکار تھا۔ بادشاہ غیروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ ہر طرف ظلم اور رشوت کا بازار گرم تھا۔ ملک میں غریبی بہت بڑھی ہوئی تھی۔

مصطفیٰ کمال نے سوچا کہ محنت اور کوشش سے بڑے بڑے کام ہو جایا کرتے ہیں۔ لاؤ میں کیوں نہ ملک کی اس خراب حالت کو بدلنے کی کوشش کروں۔ یہ سوچ کر مصطفیٰ کمال نے آہستہ آہستہ اپنی ایک جماعت بنائی اور ملک والوں کو سمجھایا کہ یہ حکومت غیروں کے ہاتھ بکی ہوئی ہے اسے جلد سے جلد تبدیل کرنا چاہیے۔

اس کام میں مصطفیٰ کمال کو قید اور جلاوطنی کی سزائیں ملیں لیکن اس نے کبھی ہمت نہ ہاری، اور اپنا کام کرتا رہا۔ مصطفیٰ کمال اپنے ساتھیوں کے ساتھ حکومت وقت سے لڑ رہا تھا۔ لیکن جب کبھی کوئی دشمن ملک پر حملہ کرتا مصطفیٰ کمال حکومت کی فوج میں شامل ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتا اور فتح حاصل کرتا۔ اس سے تمام ملک میں مصطفیٰ کمال کی دھاک بندھ گئی اور سارا ملک اسے اپنا سچا رہنما سمجھنے لگا۔

آخر مصطفیٰ کمال نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ملک کے ایک علاقہ میں جمہوری حکومت قائم کر دی۔ بادشاہ کی حکومت نے مصطفیٰ کمال کو قتل کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ جب یہ جمہوری حکومت خوب مضبوط ہو گئی۔ تو ایک دن مصطفیٰ کمال نے بادشاہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر ملک سے باہر نکال دیا۔ اب مصطفیٰ کمال ترکی جمہوریت کا صدر اور دنیا کا عظیم الشان انسان تھا۔ اس نے جو سوچا تھا وہ کر دکھایا۔ اپنی کوشش سے آہستہ آہستہ وطن کی خراب حالت کو تبدیل کیا اور اسے ایک طاقتور اور ترقی یافتہ ملک بنا دیا۔ ترکی قوم نے مصطفیٰ کمال کو اتاترک (ترکوں کا باپ) کا خطاب دیا۔

(۶)

سالونیکا نامی مقام پر ایک گاؤں کے قریب ایک خوبصورت اور تندرست بچہ کہیں جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بانس کی لگی تھی اس کے بازو قوی تھے۔ اور آنکھیں چمکدار۔ شاید وہ بچہ کسی باغ کی رکھوالی کرنے جا رہا ہو۔ شام کا وقت تھا۔ سورج کی سنہری کرنیں بچے کے الجھے ہوئے بھورے بالوں میں چمک پیدا کر رہی تھیں۔ بچہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تیز قدم بڑھائے چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں فراٹے بھرتی ہوئی چند موٹریں نزدیک کی سڑک پر آتی ہوئی دکھائی دیں بچہ پہلے تو کچھ دوڑا لیکن آخر وہ اپنی لگی کاندھے پر رکھ کر سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا

موٹریں یکایک وہاں ٹھہر گئیں۔ پیچھے کی موٹر میں ایک بہت بارعب شخص بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں بھوری اور کلہ شیر کی طرح تھا موٹر رکتے ہی اس شخص نے نرمی سے بچے کو اپنی طرف بلایا "تمہارا نام کیا ہے"؟ اس نے بچے کی ٹھوڑی پکڑ کر پوچھا۔

"مصطفیٰ" بچے نے فوراً جواب دیا۔

او ہ! مصطفیٰ؟ میرے ہمنام خوب خوب تم بہت اچھے لڑکے ہو" اجنبی نے کہا پھر اپنے ایک ساتھی کی طرف دیکھ کر بولا "یہ بچہ کافی تندرست ہے اگر تعلیم دی جائے تو بہترین طیارچی ہو سکتا ہے"

"کیوں میاں لڑکے ہوائی جہاز چلاؤ گے؟"

"ہاں میں روز باغ میں ہوائی جہاز چلاتا ہوں میرے ابا نے شہر سے نئیں آنے کا لا دیا ہے" بچے نے بھولے پن سے کہا"

وہ رعب شخص اور اس کے ساتھی ہنس پڑے اس نے مصطفیٰ کو اپنی کار پر بٹھا لیا اور چلا گیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں مصطفیٰ کمال اتاترک نے اپنی بچپن کی زندگی گزاری تھی۔

(۷)

مصطفیٰ کا باپ ایک فوجی خاندان کا آدمی تھا۔ لیکن اس وقت کاشتکاری کرتا تھا۔ اور اس کا لڑکا مصطفیٰ جانوروں کو چرایا کرتا تھا اس کے یکایک غائب ہو جانے سے باپ کو بڑی فکر ہوئی آخر دوسرے دن جہاز رانی کے افسر نے موٹر کار پر آ کر اپنے ہاتھ سے اسے ایک لفافہ پیش کیا۔

میرے ترک بھائی!

میں تمہارے بچے مصطفیٰ کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں آج اس کو فوجی طیارہ رانی کے اسکول میں داخل کرا دیا جائے گا۔ اس کی تعلیم کا خرچ میں خود برداشت کروں گا۔

دستخط

اتاترک مصطفیٰ کمال

صدر جمہوریہ ترکی

آج کل مصطفیٰ کمال اتاترک اناطولیہ کا وہ۔ وکر رہتے تھے ننھے مصطفیٰ کا والد یہ خط پڑھ کر دنگ رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل پڑے اور بلند آواز سے کہا "اتاترک تو ترکی قوم کے بچوں کا شفیق باپ ہے"

کمال اتاترک اور لطیفہ خانم

مصطفےٰ کمال پاشا کی شخصیت موجودہ دنیا کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار کی جاتی ہے۔ آج تک یہ بات طے نہ ہو سکی کہ وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے ہم آدمی کو آدمی کہتے ہیں۔ لیکن وجہ نہ معلوم ہونے کی بناء پر بھی ہمیشہ سے دُنیا بعض آدمیوں کو بڑا سمجھتی چلی آئی ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی کے ذہنی یا عملی حالات لوگوں سے بلند ہوتے ہیں۔ ہم اس کو بڑا ماننے لگتے ہیں۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ غازی موصوف دنیا کے ایک بڑے آدمی مانے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے کارنامے حیرت انگیز۔ اور ان کی روش عام آدمیوں سے مختلف تھی۔

مصطفےٰ کمال کی محبت

عشق و محبت کے سامنے بے بسی کا سارا زمانہ قائل ہے لیکن جن لوگوں کو بڑا آدمی مانا گیا ہے۔ انہوں نے کبھی بھی اس بے پناہ قوت کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بہت ہیں۔ بڑے آدمیوں نے کسی اصول عام مصلحت یا اپنی غیر محدود ذہنیت کی قربان گاہ پر محبت کو بے تکلف کو بھینٹ چڑھایا۔ مصطفےٰ کمال بھی انہیں آدمیوں سے ایک ہیں۔ انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی محبت نہایت بے دردی سے ذبح کر ڈالی۔

ترکی قوم کا یہ ہیرو جب دشمنوں سے وطن مقدس کی زمین پاک کرتا ہوا سمرنا پہنچتا ہے اور آخری یونانی سپاہی کو بھی سمندر میں دھکیل چکتا ہے۔ تو لطیفہ خانم ایک دولتمند خوبصورت اور تعلیم یافتہ دوشیزہ سے نظر ملتی ہے۔ دونوں عاشق ہو جاتے ہیں اور انگورہ کی رنگین فضاؤں میں کنوارے غازی کا گھر آباد ہو جاتا ہے۔

ناچاقی

ابھی نئی دلہن پرانی ہونے بھی نہ پائی تھی کہ غازی اسے اپنے اور اپنی قوم کے مقاصد میں حارج دیکھتا ہے۔ ایک طرف دل ہے۔ اس کے جذبات اور تقاضے ہیں۔ دوسری طرف قوم ہے۔ قوم کے مفاد اور مصالح ہیں۔ عقل اور دل میں جنگ ہوتی ہے دل ایک ہی معرکے میں شکست خوردہ ہو جاتا ہے۔ غازی دل کی ملکہ کو حکم دیتا ہے کہ شاہ عقل کے سامنے اپنے حسن کی تمام تر قوتوں کو سرنگوں کر دے۔ حسن ہمیشہ سے مغرور چلا آتا ہے اب بھی انکار کرتا ہے۔ وہ آہنی عزم جس نے چار لاکھ یونانیوں کو اناطولیہ کی خاک میں ملا دیا۔ آگے بڑھتا ہے۔ اور ایک ہی ضرب میں محبت کی نازک صراحی کو پاش پاش کر ڈالتا ہے۔

طلاق

حسن سرنگوں ہے۔ لطیفہ خانم سوگوار ہے۔ غازی کی تیوری چڑھی ہے۔ منہ تمتمایا ہوا ہے۔ آج آواز میں وہ کرختگی نہ تھی جس نے سقاریہ کا میدان ہلا دیا تھا۔ مگر موت آج بھی اس میں بول رہی ہے۔ کل اس نے یونان کا فیصلہ کیا تھا۔ آج محبت کے دیوتا کو شکست دینے پر تلا ہے۔ کل غازی نے چار لاکھ یونانیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ آج خود اپنے دل کو ذبح کر ڈالا ہے۔ غازی کا وہ پہلا کارنامہ بڑا تھا۔ یا یہ دوسرا بڑا ہے؟ تاریخ کچھ بھی فیصلہ کرے لیکن لطیفہ خانم کی بربادی مکمل ہو چکی غازی پاشا نے اسے طلاق دے دی۔

اختلاف کے اسباب

غازی کی مدافعت میں کچھ بھی کہا جائے۔ ان کی اس انانیت اور خودداری سے انکار کرنا حق اور انصاف کا خون کرنا ہے۔ پچھلے دنوں غازی نے جو بیان ایک ترکی اخبار کے نمائندے کو دیا تھا اس سے ہر منصف مزاج انانیت کی بو سونگھ سکتا ہے انہوں نے فرمایا تھا۔

لطیفہ خانم نے مجھے بہت نقصان پہنچایا۔ لطیفہ کی روش ایسی ہو گئی تھی کہ میں کسی صورت بھی اسے برداشت نہ کر سکتا تھا وہ میرے جملہ اختیارات میں حصہ لینا چاہتی تھی۔ میرے خیالات پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ میرے پروگرام بدلنا چاہتی تھی۔ اس کی روح میں رجعت پسندی چھپی ہوئی تھی۔ قدامت پرستی کا اس کے دل میں مسکن تھا۔ وہ ترکی جمہوریت کی تاجدار ملکہ بننا چاہتی تھی اس کی خود پسندی شوہر کے آگے جھکنے سے بھی انکار کرتی تھی۔

لطیفہ خانم کا بیان

مغرور حسن سرنگوں ہو جانے کے بعد مدت تک چپ رہا۔ عاشق کی نانیت پر محومیت رہا۔ اس کی تہمتوں پر صبر کرتا رہا۔ لیکن پھر اس نے مہر سکوت توڑ ڈالی۔ پہلی مرتبہ لطیفہ خانم عوام کے اصرار پر بولی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس نے کمال کو پوری طرح سے شکست دی۔

غازی کی مذکورہ بالا تصریحات کے جواب میں لطیفہ نے حسب ذیل بیان دیا:۔

"میری انتہائی بدنصیبی ہے۔ لیکن میں قدرت کی ہر رضا پر راضی ہوں۔ آج میں بھی زیفائن کی جگہ کھڑی ہوں۔ ہم دونوں بد قسمت عورتیں اس لئے پیدا ہوئی تھیں کہ دنیا کے دو سب سے بڑے سپہ سالاروں کے دل فتح کریں اور پھر چشم زدن میں تحت الثریٰ میں دھکیل دی جائیں۔ میں کمال کی ملکہ تھی اور جوزیفائن نپولین کی ملکہ۔ میں ناامید نہیں ہوں۔ فرانس کا مرد میدان اگر زندگی کے آخری لمحوں تک جوزیفائن کے لئے تڑپتا رہا تو مجھے یقین ہے کہ ٹرکی کا شیر بھی لطیفہ کے لئے ہمیشہ بے قرار رہے گا۔ کیونکہ خدا نے جوزیفائن اور لطیفہ کی قسمتیں یکساں بنائی ہیں۔

"آہ میری بربادی! لطیفہ اور جوزیفائن کی تقدیروں میں کس قدر موافقت اور ہم رنگی ہے۔ ہماری زندگیاں پاک محبت سے شروع ہوئیں اور بے گناہ جرم پا کر ختم ہو گئیں جس طرح جوزیفائن بے خطا ہے بعینہ اسی طرح لطیفہ بھی بے گناہ ہے ـــــ معصوم محبت کی قسم! لطیفہ بے گناہ ہے۔ میں اپنے جلیل القدر شوہر کی ویسی ہی وفادار تھی۔ جیسی جوزیفائن اپنے شوہر نپولین کی۔

عجیب جرم

لیکن شاید میرا ایک جرم بھی ہے۔ ہاں مجھے یاد آ گیا۔ میں واقعی مجرم ہوں۔ آج پہلی مرتبہ دنیا کو اس جرم کی نوعیت سے آگاہ کرتی ہوں میرا جرم ٹھیک وہی ہے۔ جو غریب جوزیفائن کا تھا۔ میرا جرم میرے شوہر کی نظروں میں یہی ہے کہ میں بانجھ ہوں۔ میں کمال کی راحت قلب کا ہر سامان مہیا کرنے کے باوجود اس کے دل میں تقویت کے سامان پیدا نہ کر سکی یہ ہے میرا حقیقی جرم۔

اگر اسے جرم کہا جا سکتا ہے تو خدا اور اس کا رسول مجھے معاف کرے۔"

لطیفہ اور جوزیفائن کی قسمتیں یکساں ہیں لیکن کیا نپولین اور کمال کی عظمتیں بھی یکساں ہیں؟ تاریخ یقیناً ایک بدنصیب عورت کو اجازت دے گی کہ اس سوال کا جواب اپنے علم کے موافق دے۔ میرا جواب یہ ہے:۔

"نپولین اپنی بیوی کی پرستش کرتا تھا۔ ایک دن اس سے کہنے لگا۔ سنو جوزیفائن سنو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم فرانس کی عظیم سلطنت کے لئے ولی عہد پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے میں تمہیں زندگی بھر اپنی عظمتوں سے وابستگی کا موقعہ نہیں دے سکتا۔

نپولین بہادر تھا۔ اس نے جرات سے کام لیا۔ اور وہ حقیقت جو عرصہ سے اس کے دل میں کھٹک رہی تھی۔ صاف صاف ظاہر کر دی اس کے مقابلے میں میرے کمال کا یہ حال ہے وہ لطیفہ کو چاہتا ہے لیکن حقیقت سمجھنے پر بھی اسے ظاہر کرنے سے ڈرتا ہے وہ بیشک نپولین کی طرح بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ مگر نپولین سی مردانگی کے ساتھ نہیں وہ مجھے طرح طرح کے بے بنیاد الزامات اور تہمتوں کا نشانہ بنا کر دور کرتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ جرات کے ساتھ حقیقت کا اعلان کر دیتا تو دنیا اور خود میں اس کی عظمتوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی۔ آہ۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ قدرت نے مجھے بانجھ بنایا ہے۔ میں یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ ٹرکی کو اس وقت کمال کے ایک ہونہار بیٹے کی ضرورت ہے۔ لیکن میرے تصور میں میرا کمال ان تک باقی ہے، یہ کوئی نہیں جانتا۔

کمال نے جس طرح میرے دل کی دنیا کو آباد کیا تھا۔ اسی طرح چشم زدن میں اسے تاراج کر دیا۔ لیکن میری محبت ہنوز سرد نہیں ہوئی۔ آج بھی میں ان پر اسی طرح فریفتہ ہوں جس طرح سرنا کی پہلی ملاقات پر تھی۔ میری محبت کو زوال نہیں آ سکتا۔ اور چونکہ میرے دل میں ان کے سوا کسی کی گنجائش نہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس بے رحمی اور سفاکی کے باوجود ان کے دل میں بھی میرے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ میرا ایمان ہے کہ آج بھی وہ مجھ سے ویسی محبت کرتے ہیں جیسی پہلے کرتے تھے۔ لیکن وہ انانیت ہے جو محبت پر غالب آ گئی ہے۔

میں اپنی باقی ماندہ زندگی اسی عالم غم و ماتم میں گزاروں گی میرا شباب کمال کی سرمہری کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ میں عمر بھر کسی سے شادی نہ کروں گی۔ میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ میں کبھی ٹرکی کے نجات دہندہ کی بیوی تھی۔ میں اپنے دل و دماغ کو ٹرکی کے لئے وقف کر دوں گی۔ کیونکہ میرے محبوب نے مجھے ٹرکی کی بہتری پر قربان کر دیا ہے۔ میں آخری وقت تک ان کی ندامت کا انتظار کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی آغوش محبت کبھی نہ کبھی میرے لئے ضرور وا ہو گی۔

غازی کے آنسو

قسطنطنیہ کا اخبار "وقت" لکھتا ہے کہ ہمارے نمائندہ نے کمال کو جو لطیفہ کا بیان سنایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ اپنا سر اپنے کندھے پر ڈال کر خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔ اسی اخبار کا بیان ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال نے محض اس لئے شادی نہیں کی تھی کہ لطیفہ کی محبت ہنوز ان کے دل میں راکھ میں دبے ہوئے انگارے کی طرح تیز تھی۔

بہادر سلطان صلاح الدین (باتصویر) ایک زمانہ تھا جبکہ ظالم اور سفاک عیسائیوں نے سرزمین فلسطین کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے تھے سلطان صلاح الدین ایوبی ان مظالم کی تاب نہ لاسکے اور چند ہزار مجاہدین اسلام کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کے بھروسے پر میدان جہاد میں کود پڑے۔ اسلامی شوکت کو مٹانے کیلئے شہنشاہ انگلستان و فرانس لاکھوں عیسائیوں کو لیکر بڑھا اس جرار موج کا مقابلہ سلطان صلاح الدین نے نہایت بہادری کے ساتھ کیا۔ اس جنگ عظیم میں یورپ کی تمام طاقتیں سلطان کے خلاف ہوگئیں پھر کیا تھا سخت معرکہ ہوا جس سلطان کی دختر نیک اختر مونسہ خاتون کی بہادری قابل داد ہے صفحات ۹۲ قیمت صرف آٹھ آنے (۸)

بصرہ کا چاند (باتصویر) اس ناول میں حضرت عثمان غنی رض کی دردناک شہادت اور حضرت زبیر رض کی ناراضگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت اور شہادت عثمان کا بدلہ لینے کیلئے حضرت بی بی عائشہ رض کی بصرہ پر لشکر کشی اور خونریز جنگ ہزاروں مسلمانوں کی شہادت اور حضرت بی بی عائشہ رض کی شجاعت اور دلیری کے حالات درج ہیں اس ناول کو پڑھکر آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ کیونکر مخالفین اسلام نے حضرت بی بی عائشہ رض اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان پروپیگنڈا کرکے لڑائی کرادی۔ کتابی سائز دو سو صفحات قیمت بارہ آنہ (۱۲)

حلب کے دو چاند (باتصویر) وہ زمانہ گذر جائیگا جبکہ آپ ایک حسین و جمیل اور پاک دامن مجاہدہ کے جوش جہاد کے کارنامے اس ناول میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ایک دوشیزہ کی داستان محبت حلبی جنگ کے دل ہلا دینے والے واقعات شہزادہ عمر کی داستان شجاعت سرداران قوم کے مظالم کا عبرت خیز نقشہ۔ حلب کے قلعہ سے اسلامی لشکر کی روانگی اور شہنشاہ روم کی لاکھوں فوجوں سے چند ہزار مسلمانوں کا مقابلہ اس ناول کے پلاٹ کی جان ہے کتابی سائز ایک سو بانوے صفحات قیمت آٹھ آنہ

قتل بہرام (باتصویر) ایک ڈاکو تھا جس کا نام مبارک تھا اس ڈاکو کا اپنے ایک دوست بہرام سے زبردست مقابلہ ہوا اس مقابلہ میں ایک عیار زمانہ لڑکی (جو اپنے حسن خداداد کی وجہ سے آسمان کے تارے توڑ لاتی تھی) کام کرتی رہی اور بڑے بڑے لوگوں کو بیوقوف بنایا آخر کار بڑے بڑے ڈاکو اس لڑکی سے عاجز آکر خاموش ہوگئے کتابی سائز ۱۹۲ صفحات قیمت آٹھ آنے (۸)

زمانہ جاہلیت میں عرب کے میلے (باتصویر) سرزمین عرب زمانہ جاہلیت میں بہت ہی برا تھا۔ اس زمانہ میں ایک خونریز جنگ ہوئی جس میں انتہائی کشت و خون ہوا۔ لڑائی سے پہلے دلچسپ تذکرے۔ دور جاہلیت کے اچھوتے واقعات بادشاہ کلیب کی سرکشی۔ بنی کعب کی سرکشی میلوں کے پر لطف مناظر حسن و عشق کے جذبات میں ڈوبی ہوئی انتہائی دلکش تصویر حسن و عشق کا مرقع ہجر و وصال کے واقعات اس ناول میں مطالعہ فرمائیے پونے دو سو صفحات قیمت آٹھ آنے (۸)

عورت کی فطرت (باتصویر) عورت کی مچر یعنی فطرت و خصلت کے متعلق اس کتاب میں وہ بیش بہا معلومات کوٹ کوٹ کر بھر دی ہیں جس سے بڑے بڑے تجربہ کار بھی آج تک خالی ہیں عورت کی فطرت میں جس قدر عیاریاں اور جو جو باتیں ہیں وہ بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ یہ دلچسپ کتاب ایک تاریخی افسانہ کی شکل میں ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸) علاوہ محصول ڈاک۔

مرد کی خصلت اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مردوں کی خصلت کیا ہے اور مرد غریب عورتوں پر کس بیدردی کے ساتھ ظلم کرتے ہیں یہ سب ایک دردناک اور عبرت انگیز افسانہ کی صورت میں کتاب "مرد کی خصلت" میں درج ہے یہ ایک نئی اور دلچسپ کتاب ہے جو آج تک اس موضوع پر آپ کی نظر سے نہ گذری ہوگی قیمت چھ آنہ (۶)

شاہی کشیدہ کاری عورتوں کو سلیقہ اور بچیوں کے ہاتھوں میں ہنر ڈالنے کیلئے اس کتاب میں خوشنما کشاد دار گریبانوں کے نمونے قمیصوں کے کف۔ کیکری کشادہ کے گھیر میز پوش۔ پلنگ پوش۔ رومال۔ پٹاری کی گردی۔ غلاف تکئے۔ دوپٹوں کے پھول۔ بیتریاں۔ صدری ٹوپیوں کے نمونے۔ ٹوپیوں کے پھندوے۔ غرض ہر قسم کے گل بوٹے درج کئے گئے ہیں جو بالکل انوکھے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

تسخیر کامل روزگار کے لئے حاکم کو محکوم بنانے کے لئے۔ بیوی کے روٹھے ہوئے شوہر کیلئے۔ ظالم شوہر کو مہربان بنانے کے لئے آفات آسمانی سے نجات کے لئے۔ تیر بہدف ہے۔ کلام ربانی کے اوصاف سے کون ہے جو انکار کر سکتا ہے۔ جو لوگ بازاری غیر معتبر اعمال سے مایوس ہوکر بیٹھ گئے ہوں۔ وہ اس نایاب تحفہ کو ضرور منگا کر آزمائیں قیمت آٹھ آنہ

تعلیم مضمون نگاری مولانا ابوالکلام آزاد مولوی نذیر احمد۔ مولانا محمد حسین آزاد برنارڈ شاہ وغیرہ کے تجربات علمی۔ نثری۔ تنقیدی۔ مضامین کے طریقے اور نمونے۔ خاکے اور قواعد بخوبی درج ہیں۔ اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے ہر مبتدی کو مضمون لکھنا آجائے گا۔ اور بہت جلد بہترین انشا پرداز بن جائیگا۔ قیمت دس آنے (۱۰)

تعلیم تقریر تقریر وہ جادو ہے جو دنیا کو مطیع کر لیتا ہے۔ اس کتاب میں پبلک تقریریں۔ تردیدی تقریریں۔ انتخابی تقریریں۔ پارلیمنٹری تقریریں۔ الٰہی تقریریں۔ سوشل تقریریں۔ مذہبی تقریریں۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور سرسید مرحوم کی تقریریں اصول اور قواعد درج ہیں جن پر عمل کرنے سے تھوڑے عرصہ میں ہر مبتدی بھی کامیاب خطیب مقرر اور مشہور لکچرار بن سکتا ہے۔ قیمت دس آنہ

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

انقلابِ ٹرکی

خلافت کا خاتمہ جمہوریت کا دَور

(از جناب سید سردار علی صاحب صابری)

یورپ کا "مردِ بیمار" ٹرکی جو بلیونا کے میدان جنگ میں اپنے سینہ پر کاری زخم کھا کر عرصہ سے مرگ و زیست کی کشمکش میں گرفتار تھا اور سیاسی طبیبوں نے جس کے زخموں کو ناقابل درماں اور مرض کو لاعلاج قرار دیا تھا آج پھر صحت یاب ہو کر زندہ و توانا قوموں کے زمرہ میں شامل ہے یہ سب کچھ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی مسیحا نفسی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں اطالوی قزاقوں نے طرابلس الغرب پر غارت گرانہ حملہ کیا اس کے بعد مسلسل کئی سال تک ترکوں کو امن و سکون کی فضا میں سانس لینے کا موقع نہ ملا۔ جنگ طرابلس ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ جزیرہ نمائے بلقان میں جدال و قتال کے شعلے بھڑک اٹھے اور بلقان کی مسیحی طاقتوں نے دول عظمیٰ کے بل پر اپنی متحدہ قوت سے ترکوں کے خلاف جنگ صلیبی کا اعلان کر دیا۔ بہادر ترک جامع ایا صوفیہ کی حرمت پر کٹ کٹ مرے انہوں نے ایڈریانوپل کی جامع سلیم کو بھی تثلیث پرستی کا مرکز بننے سے بچا لیا۔ لیکن اس کے باوجود جنگ بلقان میں ان کے یورپین مقبوضات کا بیشتر حصہ غیروں کے قبضہ میں آ گیا۔ اور یورپ میں ترکوں کی عظیم الشان سلطنت بتدریج گھٹتے گھٹتے صرف قسطنطنیہ اور ادرنہ تک محدود ہو کر رہ گئی۔

جنگ بلقان کے خستہ اور زخم خوردہ ترک سپاہی ابھی اپنی وردیاں اتار کر زخموں کو دھونے بھی نہ پائے تھے کہ انہیں زندگی یا موت کا آخری فیصلہ کرنے کے لئے جنگ عظیم کی شرکت پر مجبور ہونا پڑا اس ہولناک جنگ جس نے یورپ کی بڑی بڑی عظیم الاقتدار اور تازہ دم قوتوں کو تباہ کر دیا جس کی قربان گاہ پر ہاپسبرگ، رمانوف اور ہوہنزولرن کے پُرغرور تاج بھینٹ چڑھ گئے وہ ان ترکوں کے لئے جو کمزور ہونے کے ساتھ ہی سنہ ۱۹۱۱ء سے مسلسل شمشیر بکف تھے کس قدر تباہ کن ثابت ہو سکتی تھی۔ اس کا اندازہ ارباب بصیرت کے لئے دشوار نہیں۔

ترکی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی چھ سو برس کے بعد عثمانی اقبال سرنگوں ہو گیا جس عظیم الشان سلطنت کے نعرۂ صاحب قرانی سے کبھی ڈینیوب کی وادیاں گونجتی تھیں اور ویانا کی دیواریں تھراتی تھیں۔ آج اس کی سیاسی حیثیت ایک مختصر ہندوستانی ریاست سے زیادہ نہ تھی۔ وہ دو اقبال کی عظمت بحیرہ فاسفورس کی رنگین شام سحر اور قصر یلدز کی دنیائے کیف و سرور اجڑ چکی تھی ترک آج اپنے گھر میں خانماں برباد تھے شہ نشینوں کے بیٹھنے والے ماتم کے جلتا نوں میں فرش خاک پر بیٹھے تھے۔ جس سلطان سلیمان اعظم سے کبھی الیزابتھ ملکۂ انگلستان گڑگڑا کر رحم و کرم کی بھیک مانگتی تھی۔ آج اسی سلیمان اعظم کے جانشین کو اسی الیزابتھ کے جانشین کی فاتح فوجوں نے اپنا قیدی بنا رکھا تھا قسطنطنیہ پر اتحادیوں کا قبضہ تھا جامعہ ایا صوفیہ پر دوبارہ صلیبی پرچم لہرانے کا خواب منت کش تعبیر ہو چکا تھا اناطولیہ کی ہری بھری کھیتی پامال کرنے کے لئے یونانی درندے اتحادی تباہ کن جہازوں کی پناہ میں آزاد چھوڑ دئے گئے تھے۔

یہ تھا جنگ عظیم کے خاتمہ پر ترکی تاریخ کا آخری خونچکاں باب! کون کہہ سکتا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی سسکتی ہوئی لاش میں دوبارہ آثار حیات پیدا ہو سکیں گے! لیکن خدائے رحیم نے مظلوم ترکوں کی یاس و نامرادی کے شدید ترین لمحوں میں پردۂ غیب سے ایک جوانمرد نمودار کیا جس کے ایک ہاتھ میں شمشیر ہلالی تھی اور دوسرے میں آب حیات کا ساغر اس کی برش شمشیر سے اتحادیوں کی نظریں خیرہ ہو گئیں اس کی تلوار برق خاطف بن کر دشمنوں کے خرمن پر گری اور اس نے دم توڑنے والی ترکی قوم کو آب حیات کا ایک گھونٹ پلا کر زندہ کر دیا۔ بہادر شمشیر زن، یہ ترکی قوم کو نشاۂ ثانیہ کا پیام دینے والا غازی مصطفیٰ کمال پاشا تھا جس کے نام میں "اتاترک" (ترکوں کا باپ) کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ مصطفیٰ کمال کی راہ میں شدید دشوارياں حائل تھیں قوم کا شیرازہ منتشرہ ہو گیا تھا، سرفروش محبان وطن قید و جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے سلطان وحید الدین محمد خاں سادس اتحادیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے لیکن مصطفیٰ کمال نے ؎

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ۔ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

پر عمل کرکے ترکوں کے منتشر شیرازہ کو کسی نہ کسی طرح پھر مجتمع کیا اور سب سے پہلے اناطولیہ کے میدانوں میں یونانی درندوں کا سر کچل کر ان اتحادیوں کو تصویر حیرت بنا دیا جو ترکوں کو مردہ سمجھ چکے تھے اس کے بعد بساط سیاسی کا نقشہ ہی پلٹ گیا اور فاتح اتحادیوں کو لوزان کانفرنس میں مجبور ہوکر شکست خوردہ ترکوں کے مطالبات تسلیم کرنے پڑے مصطفیٰ کمال نے نوک شمشیر سے ترکی کے مقدر آزادی پر مہر توثیق ثبت کی اور ملک میں مصطفیٰ کمال کو سلطان محمد خاں سادس نے اتحادیوں کے تار پر کٹھ پتلی کی طرح ناچ کر باغی اور گردن زدنی قرار دیا تھا۔ آج ترکی کا منجی تھا اور اس کی مجلس عالیہ ملک کی حقیقی حکمراں۔

مصطفیٰ کمال کے حصول اقتدار کے بعد وطن فروش سلطان وحید الدین محمد خاں سادس نے ایک انگریزی جنگی جہاز میں بیٹھ کر راہ فرار اختیار کی مجلس ملیہ نے شہزادہ عبدالمجید خاں کو (جن کی صاحبزادی سے ولیعہد حیدرآباد کی شادی ہوئی ہے) سلطان منتخب کیا لیکن چند ماہ بعد مناسب یہی معلوم ہوا کہ ترکی سے دورِ ملوکیت ختم کرکے اسے ایک مستقل جمہوریہ کی صورت میں منتقل کردیا جائے۔ چنانچہ مصطفیٰ کمال پاشا نے ترکی کی نشاۃ ثانیہ کے لئے پہلا موثر اصلاحی قدم یہ اٹھایا کہ سلطان عبدالمجید خاں کو معزول کرکے شاہی خاندان کے تمام افراد کو ملک سے باہر نکال دیا تاکہ سلطانی حرم سرائیں جو رائے عامہ کو کچلنے کے لئے ہمیشہ سازشوں کا بدترین مرکز رہی ہیں آئندہ جدید جمہوری نظام حکومت کے خلاف مضر ثابت نہ ہوں۔

قیام جمہوریہ کے بعد ترکی میں اصلاحات کا مستقل دور شروع ہوگیا۔ ہز ایکسلنسی سیڑل سابق امریکن سفیر انگورہ کے الفاظ میں مصطفیٰ کمال "ایک دیو پیکر مجسمہ ہے جس کا ایک پیر ایشیا میں ہے اور دوسرا یورپ میں اس کی دونوں مٹھیاں بند ہیں وہ اپنی قوم سے بار بار پوچھتا ہے کہ کونسی مٹھی کھولوں قوم جو مٹھی منتخب کرتی ہے اس میں سے ایک نئی اصلاح نکلتی ہے"

مصطفیٰ کمال نے سب سے پہلے اپنی حکومت کو مذہب سے جدا کیا آخری دور میں خلافت اسلامیہ کی حیثیت اس سے زیادہ نہ رہی تھی کہ ترکی مستقر خلافت ہونے کی حیثیت سے دول مغرب کے قہر و غضب کی آماجگاہ تو بنے لیکن نہ تو اسے بیرونی دنیا کے مسلمانوں سے امداد ملے اور نہ مسلمانان عالم اس کے احکام کی اطاعت اپنے لئے ضروری سمجھیں چنانچہ جنگ یورپ میں جب کہ خلافت اسلامیہ مرگ و زیست کی کشمکش میں گرفتار تھی خلیفۃ المسلمین کے اعلانات جہاد کو ٹھکرا کر اس کی فوجوں کو تہ تیغ کرنے کے لئے جو غیر ممالک کے سپاہی گئے تھے ان میں بیشتر تعداد مسلمانوں کی تھی۔ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے صلیبی سرداروں کی ہزار سالہ تمناؤں کو پورا کرنے اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی روح کو خون کے آنسو رلانے کے لئے بیت المقدس کی پاک سرزمین خلیفۃ المسلمین سے چھین کر مسیحی طاقتوں کے حوالے کردی تھی وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے حرمین شریفین کی سیزدہ سالہ حرمت کو جنرل المینبائی کے قدموں پر قربان کرکے اس سے "آرڈر آف کراس" (نشان صلیبی) حاصل کیا تھا اور وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے اتحادیوں کے قبضہ قسطنطنیہ کے بعد اللہ اکبر کے نعرے لگا کر حضرت شیخ الاسلام اور خلیفۃ المسلمین کے بڑے بڑے افسروں کو قید کیا تھا ان افسوسناک حالات میں منصب خلافت ترکوں کے لئے مستقل عذاب بن گیا تھا۔ چنانچہ مصطفیٰ کمال پاشا نے عطائے تو بہ لقائے تو کہہ کر خلافت اسلامیہ مسلمانان عالم کو واپس کردی اور صاف کہہ دیا کہ ترکی جمہوریہ اب بار خلافت کی رہین نہیں رہ سکتی۔

مصطفیٰ کمال نے خالص قومیت کو ترکی جمہوریہ کا سنگ اساس قرار دینے کے بعد جو ملک میں بڑی بڑی اصلاحیں رائج کیں وہ حسب ذیل تین شعبوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

(۱) عورتوں کی آزادی اور ترقی تعلیم

(۲) قومی لباس اور قومی شعائر کی ہم آہنگی

(۳) قومی زبان کی ترویج و تدوین۔

ترکی میں عورتوں کی آزادی کا پہلا دور اس مشہور "خط ہمایونی" سے شروع ہوتا ہے جس کی تحریر کا سہرا سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم کے سر ہے اس فرمان شاہی کی رو سے ترک عورتوں کو خلع وغیرہ کے جائز حقوق دوبارہ حاصل ہوگئے جن سے وہ مدت مدید سے محروم کردی گئی تھیں مرحوم عبدالحمید خاں ثانی بھی اپنی تمام استبداد پسندی کے باوجود تعلیم نسواں کے بہت حامی تھے اور ترکی میں سب سے پہلا زنانہ کالج انہیں کے دور حکومت میں قائم ہوا۔ ترکی عورتوں کی آزادی کا دوسرا دور جنگ طرابلس سے شروع ہوتا ہے جس میں جنگ یورپ کے اختتام تک ترکی عورتوں نے اپنی شاندار قربانیوں سے مردوں پر ثابت کردیا کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لینے کی اہل ہیں چنانچہ جنگ یورپ میں نہ صرف نرسوں بلکہ سامان رسد کی انچارج افسروں کی حیثیت سے بیشمار عورتیں ترکی فوجوں کے ساتھ کام کررہی تھیں غازی مصطفیٰ کمال اتاترک نے اپنے دور اقتدار میں ترکی عورتوں کی آزادی کو انتہائے کمال پر پہنچا دیا ہے اور اب ترکی وہ ملک ہے جہاں عورتوں اور مردوں کے حقوق میں کوئی فرق نہیں اور جہاں کوئی شوہر اپنی بیوی کی اجازت حاصل کئے بغیر عقد ثانی بھی نہیں کرسکتا ۱۹۱۸ء میں ایک لاکھ ۳ ہزار ترک لڑکیاں ابتدائی مدارس میں تعلیم حاصل کررہی تھیں لیکن ۱۹۳۳ء میں یہ تعداد تین لاکھ چوالیس ہزار تک پہنچ

گئی ہے۔ ہائی اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے۔

مصطفیٰ کمال نے ترکوں کے لباس میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے قومی پوشاک کا استعمال لازمی قرار دیا ہے، ترک سینکڑوں برس سے یورپ میں رہتے ہیں اس لئے کوٹ پتلون کا استعمال ان کے لئے کچھ نیا نہیں لیکن مغربی پوشش کے رواج میں مصطفیٰ کمال کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا کئی مقامات پر بلوے بھی ہوئے لیکن اب ترکوں نے من حیث القوم طربوش اور کلپاک کے بجائے ہیٹ اختیار کر لی ہے ترکوں میں جو بعض غیر ترکی مراسم جاری تھے انہیں حکماً روکا گیا۔ اس خیال سے کہ ترکوں کا مشارکت رسمی سے شبہ نہ ہو انہیں خالص ترکی زبان کے خاندانی نام رکھنے کا حکم دیا گیا جن ترکوں نے عربی رکنیت یا مغربی طرز کا کوئی سرنیم اختیار کر رکھا تھا اسے ممنوع قرار دیا گیا۔

ترکوں کی حیات ملی کو استوار بنانے کیلئے مصطفیٰ کمال اتاترک نے جو سب سے بڑا کام کیا ہے وہ ترکوں کی زبان کی ترویج اور اس کی از سر نو ترتیب و تدوین ہے انہوں نے اپنی قومی زبان کو فروغ دینے کیلئے تمام غیر ترکی مدارس جو زیادہ تر امریکن اور فرانسیسی تھے بند کر دیئے جو غیر قومیں ترکی میں آباد ہیں ان کے لئے بھی ترکی زبان کا سیکھنا لازم کیا گیا، ترکی زبان سے غیر زبانوں کے تمام الفاظ خارج کئے گئے اور نئے الفاظ وضع کئے گئے اصلاح یافتہ زبان کے بیسوں لغت تیار ہوئے اور ترکی زبان کی تحصیل کو آسان تر اور یورپین قوموں کو اس سے مانوس تر بنانے کے لئے رسم الخط عربی کے بجائے لاطینی قرار دیا گیا مصطفیٰ کمال کے عہد سے پیشتر ترکی زبان میں قرآن شریف کا صرف ایک ترجمہ تھا اور وہ بھی نواب سکندر جہاں بیگم والیٔ بھوپال کی فیاضی کے طفیل میں تھا یعنی مرحومہ بیگم صاحبہ کو سفر حجاز کے دوران میں جب معلوم ہوا کہ ترکی زبان آج تک قرآن مجید کے ترجمہ کی سعادت سے محروم ہے تو نواب سکندر جہاں بیگم نے تقریباً ۴ ہزار روپیہ تین ترک عالموں کو دے کر قرآن شریف کا ترجمہ ترکی میں کرایا آج مصطفیٰ کمال نے قرآن مجید کا ترکی ترجمہ ملک میں عام طور پر رائج کر کے صرف اپنی قومی زبان ہی کی خدمت نہیں کی بلکہ ترکوں کو احکام قرآنی سے مستفید ہونے کا عام موقع عطا کر دیا ہے۔

مصطفیٰ کمال فرشتہ نہیں تھے ممکن ہے کہ بتقاضائے بشریت ان میں بھی کچھ کمزوریاں ہوں لیکن بحیثیت مجموعی وہ ان عظیم المرتبت مشاہیر میں تھے جنہیں دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جنہیں ترکی قوم ابد الآباد تک، بانی محسن اعظم اور نجات دہندہ سمجھے گی اور جن کی ذات اقوام مشرق کے لئے باعث صد فخرت ہیں۔

(محشر خیال ستمبر ۱۹۳۷ء)

قیصر

سابق شہنشاہ جرمنی

مسولینی پریزیڈنٹ اٹلی اور ملکہ رومانیہ نے خود ونکی تصدیق کی کیونکہ انھوں نے اس نئی ایجاد سے دوبارہ جوانی حاصل کی

کمزور مرد جوان بن گئے

مشہور سائنسدان ڈاکٹر ہینگ آف جرمنی کی بے نظیر ایجاد

ٹیسٹو جن

یہ جوہر کھانا کھانے کے بعد روزانہ کھایا جاتا ہے اس کا ادنیٰ کمال یہ ہے کہ کمزور مرد لاغر نوجوان بن جاتے ہیں جوانی کی تمام علامتیں نمایاں ہونے لگتی ہیں بدن کی جھریاں دور ہو جاتی ہیں رنگ میں سرخی آنکھوں میں چمک بدن میں چستی اور طاقت آجاتی ہے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں لاو پیدا کرنیکی طاقت آجاتی ہے نامرد و کمزور ۸۰ سال کا تندرست نوجوان بنا دیتی ہے قدرتی رکاوٹ اور ناقابل برداشت قوت مردانہ پیدا ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ جب دوا اتنی مفید ہے تو اثر کتنی جلدی کرتی ہوگی۔ اثر کی ضمانت کا یہ تجربہ کمال ہے کہ بڈھے بھی مفید ہیں اور جوانوں کیلئے بھی جو جوان تو ہیں مگر جوانی کی لذت کھو چکے ہیں قیمت فی شیشی ۱۰۰ گولیاں ۵ روپے۔ ۵۰ گولیاں ۳ روپے

(محصولڈاک علیحدہ)

پتا:- انڈو جرمن کیمیکل ورکس کشن گنج ۶ دہلی

غازی ترکی کی یاد میں

اے اتاترک۔ اے مدبر۔ اے امیر کارواں — اے جری۔ اے صف شکن۔ اے مردِ میدانِ جہاں
اے مجاہد۔ اے بہادر۔ اے مسیحائے زماں — اے عظیم المرتبت۔ اے قوم کی روحِ رواں
حرّیت کی روح پھونکی تو نے ترکی قوم میں — از سرِ نو جان ڈالی تو نے ترکی قوم میں
خوابِ غفلت سے جگا کر تو نے ترکستان کو — درسِ بیداری دیا مسلم کو ہندستان کو
تو نے دہرایا خدا کے آخری پیغام کو — ایک رشتہ میں پرویا عالمِ اسلام کو
خوں میں تیرے جوشِ خونِ ضیغمِ اسلام تھا۔ — دل کی رگ رگ میں تری دردِ غمِ اسلام تھا
ہاتھ میں تیرے ھلالی پرچمِ اسلام تھا — موجزن دل میں ترے جوشِ یمِ اسلام تھا
سطوت و عظمت کا تیری شور تھا ہر چارسو — ملتِ اسلام کی دنیا میں تھا تو آبرو
ضوفگن تھا تجھ میں جوہر خالدؓ جانباز کا — معترف تھا دہر تیری قوتِ پرواز کا
کوئی ہٹلر اور مسولینی سے پوچھے یہ سخن — دہر میں تو آج تھا سب سے بڑا نپولین
ہستی مسعود تھی ہستی تری آفاق میں — زندگانی تھی تری اک زندگی آفاق میں
عالمِ اسلام کا سالارِ اعظم اٹھ گیا — یعنی اپنی قوم کا مختارِ اعظم اٹھ گیا
ذائقہ چکھنا ہے کڑوا ہر نفس کو موت کا — تیرے آگے چوں چرا کی کس کو طاقت ہے خدا

مصرعۂ تاریخ میں ہے یہ ضیاء کی التجا
روزِ محشر تک رہے غازی کی تربت دلکشا
۱۳۵۷ھ

ضیاء احمد آفاقی

ہائیں — میں ڈکٹیٹر بن گئی

(صالحہ بیگم مخفی کلکتہ)

رسالہ محشرِ خیال کا مسلسل عنوان "اگر میں ڈکٹیٹر ہوتا اور ہوتی" نے رسالے کو اسم بامسمّیٰ محشرِ خیال بنا دیا۔

ہالکنے والے ڈکٹیٹروں کے خیال کو محشرِ سنسان بنا دیا۔ چنانچہ اس خیالی محشر کی کشش نے میرے خیال کو اور بھی محشر خیز بنا دیا۔ چونکہ اس ڈکٹیٹر بنانے والے رسالے کی محشرستانی خصوصی نہیں بلکہ عام تھی جس نے مجھے بھی اس عرصۂ محشر میں پابہ جولاں کھینچ لیا۔ اور مجھے بھی ڈکٹیٹر بنا کر چھوڑا حالانکہ میں نے کبھی ڈکٹیٹری کا خواب تک نہ دیکھا تھا میرے ڈکٹیٹر بننے کی تمہید نہایت مختصر ہے۔

ہوا تھا یہ کہ میرے ایک عزیز نے میرے سامنے یہ محشرِ خیال پیش کیا اور دعوتِ عمل دی کہ اس ہماہمی کے بازار میں میں بھی ڈکٹیٹر بن جاؤں۔

مجھے بڑی تشویش ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ ڈکٹیٹر بن کر مجھے کیا کیا کرنا پڑے گا! انھوں نے کہا کچھ نہیں بس اپنی ذات سے ملک کا فائدہ اور خدمت میں نے پوچھا اور خاص اپنی ذات کے لئے عورت مرد کو آزادانہ پیامِ عمل دینا یا قانونی گرفت میں لانا یہ ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؛

اے حسرتِ دارباں تم ملحل نہ مچا دینا　(مخفی)
اب خوب سنبھل بیٹھو اٹھتا ہے نقاب انکا

اتنا کہہ کر میں نے کرسی کو زور سے گھسیٹ کر اپنے پیچھے ہٹا دیا اور دیوانہ وار کہنے لگی ہاں تو مجھے آپ آج سے ڈکٹیٹر سمجھیں میں ملک کی بہبودی اور قومی خدمات کے لئے ڈکٹیٹر بن رہی ہوں۔

خدا بھلا کرے محشرِ خیال کا جس کی بدولت بڑی آسانی سے ڈکٹیٹر بننا نصیب ہو رہا ہے نہ دھیلے کی ہینگ لگے گی نہ پھٹکری واہ واہ ایسا سہل راستہ میسر ہوتے بھی اگر میں اس وقت ڈکٹیٹر نہ بنتی تو کب بنتی۔

الحمد للہ العزیز۔ پیارے وطن کے عزیز باشندو! تمہارے لئے میں ڈکٹیٹر بن رہی ہوں۔ آؤ انسانیت کا تم بھی ثبوت دو اور میری محنت کی داد دو۔

ائے ہے یہ میں نے کس قدر جلد ڈکٹیٹری کا اعلان کر دیا۔ لاکھ حب الوطنی جوش پر تھی لیکن پہلے مجھے باضابطہ ڈکٹیٹر بن کر تقریر لکچر وعظ نصیحت چند پند دعوتِ عمل وغیرہ وغیرہ کرنا تھا۔

معززِ آرزو تم صف بہ صف ٹھہرو۔

نوشتۂ تقدیر کو میں نے کبھی پڑھا نہ تھا اس لئے مجھے مطلق معلوم نہیں کہ ڈکٹیٹر کیسے بنا جاتا ہے پیشانی پر چند دفعہ قلم سمت غیر ارادی طور سے ہاتھ پھیرنے لگی اتنے میں محسوس ہوا کہ میں ڈکٹیٹر بن گئی۔

صرف اتنی سی بات کہ میں ڈکٹیٹر بن گئی۔ خدا گواہ ہے میرے محسوسات کی دنیا کس قدر بار آفریں ہوگئی اب نہ میں ہل سکتی ہوں نہ ٹل سکتی ہوں۔ جب تک اپنے فرائض سے سبکدوش نہ ہو لوں۔ اور فرائض میں کہ مجھے لمحہ لمحہ بوجھل بنا رہے ہیں آخر میں پہلے کونسی پیش بندی کروں۔

سلطنت برطانیہ کے پیش قبض میں مختلف مذاہب ہندوستان کے اندر زندگی کا سانس اور موت کی ہچکی لے رہے ہیں۔

کیا یک وقت سب کا انتظام ہو بھی سکتا ہے یہ تو رفتہ رفتہ کی بات ہے اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہے گا۔ اس وقت زیادہ فکر مجھے صرف مسلمانوں کی ہے۔ تحفظ ناموسِ اسلام کے لئے مجھے بڑی مشقت سے فوری طور پر چند ایسے مسلمان مہیا کرنے ہیں جو زمانہ سلف کی طرح سچے اور بے دھڑک مسلمان ہو جن کی مذہبی حدود بندی صرف ڈاڑھیوں میں الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ جن کے خیال کی وسعت اندر تک باریابی رکھتی ہو۔

ایسے لوگوں کو عامل بنا بنا کر مختلف مقامات میں بھیجا جائیگا جہاں وہ کل فرقوں کے سامنے اپنا بہترین پروگرام عملاً پیش کرتے رہیں گے۔

مسلمانوں میں حقیقی مساوات کا عملی دور دیکھ کر دنیا جہان کی قوت ہند کے سینے میں جمع ہو جائے گی۔ اور اس کا ہر فرزند اپنی خستہ حالی سے نجات پا کر خوشی و خرم زندگی بسر کر سکے گا۔

ہمارے عامل ہر جگہ یہی سبق پڑھائیں گے کہ کوئی مذہب غیر سے پرخاش یا نفرت نہ کرے رفتہ رفتہ آل انڈیا قومیت کانفرنس کا انعقاد ہوگا۔ ایک جھنڈے تلے عیسائی یہودی۔ پارسی ہندو تمام جماعتیں بخوشی آجائیں گی۔

والے یا خود عورت کی اولاد نے اگر ناک بھوں چڑہائی تو انہیں سخت سزائیں دی جائیں! ہمارے عربی ڈکٹیٹر نے جتنے اصول ہمارے لئے بنادیے ہیں قیامت تک اسلام اور مادر وطن کے بیٹے اور بیٹیاں اس کو نسلاً بعد نسلاً اپنا دستور اساسی رکھیں اس میں رد و بدل کا کسی ڈکٹیٹر کو حق نہیں۔

عورتوں کو فرداً فرداً ڈکٹیٹری کے منصب حاصل ہیں اس کی تنسیخ کرنے کا کسی بھی مرد یا ڈکٹیٹر کو حق نہیں اگر کوئی ایسا کرے گا تو اسے بھی سزا دی جائے گی۔

میں اپنی تقریر بسرعت ختم کرتی ہوں اگر کوئی جوشیلا فرزند وطن غصہ میں بھنا اٹھے کہ تمام ڈکٹیٹری انہوں نے عورتوں ہی پر خرچ کردی نہ مزدور کے لئے نہ سرمایہ دار کے نہ مفاد عامہ کے تحت دوسرے شعبہ جات کے لئے قانون خصوصی مرتب ہوئے۔

تو میرا جواب یہ ہے کہ بھائی صاحب میری ڈکٹیٹری کا جب تک دور رہے گا زیادہ تر مجھے مادر وطن کی بیٹیوں کی تنظیم میں سود و بہبود نظر آرہی ہے میں ان کے سوا کسی اور کے لئے فی الحال کچھ نہیں کرسکتی ہوں بلکہ میری التجا ہے کہ جو عورت خوش قسمتی سے ڈکٹیٹر بنے پہلے اپنی صنف کی بھلائی مدنظر رکھے۔

کوئی برا مانے چاہے بھلا میں ان کو نظرانداز نہیں کرسکتی کیونکہ عورت کی ذات کوئی کیڑا مکوڑا تو ہے نہیں۔

اور ہاں بارھواں قانون تو میں بھول ہی گئی۔ تمام وہ خواتین جنہوں نے پردے کو خیرباد کہہ دیا ہے اور وہ جو مکانوں کی چار دیواری کے اندر گھٹ گھٹ کر مرجانا بقائے وارین خیال کرتی ہیں۔ برقعہ اوڑھکر ممالک اسلامیہ کی مسلم خواتین کی طرح اپنا سودا سلف اپنی نظر سے دیکھ کر خریدنے کے لئے جایا کریں!

سرزمین فریق میں اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو اسے عرب کے ریگستان میں لے جاکر چھوڑ دیا جائے گا۔

جہاں امیرزادیاں بھی برقعوں میں بازار جاتی ہیں اور لونڈی باندی بوڑھی پھونس تک بغیر برقعے موزے کے باہر نکلے تو مستوجب سزا ہوتی۔

عروس ادب

قاضی عباس حسین صاحب کے بہترین افسانوں کا مجموعہ جو بہت پسند کیا گیا ہے ہر افسانہ سیدھی سادی اردو میں لکھا گیا ہے۔ واقعات تمام معاشرتی اور اصلاحی ہیں۔ پلاٹ بہترین ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

سیلاب تبسم

شوکت تھانوی کے مضامین کا تیسرا مجموعہ جس پر مرزا عظیم بیگ چغتائی کا مبسوط مقدمہ ہے قیمت دو روپے (عہ)

موج تبسم

ہندوستان کے مایہ ناز مزاح نگار حضرت شوکت تھانوی کے مضامین کا پہلا مجموعہ جس نے ادب لطیف میں جان ڈال دی ہے۔ قیمت دو روپے (عہ)

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

خوش رہنے کی ترکیب

صرف یہی ہے کہ آپ اپنی بیوی کو خوش رکھیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہمسے امساک کی نشاطی گولیاں منگالیں۔ ایک گولی کھائی اور اسوقت تک خوش کرتے رہے جبتک ترشی نہ کھائی جائے ہندوستان کی سب سے پہلی اور موثر ایجاد ہے راجگان اور روساء "نشاطی" کو استعمال کرتے ہیں۔ قیمت فی درجن تین روپے محصولڈاک ۸ر منگانے کا پتہ

منیجر اپ انڈیا کمپنی کلاں محل ۵ دہلی

چوہوں کی دوا

نہ بلی پالنے کی ضرورت نہ چوہے دان کی حاجت

گھروں میں چوہوں کی کثرت سے نہ صرف مال ہی کا نقصان ہوتا ہے بلکہ وبائی امراض پیدا ہونے کا بھی زبردست خطرہ ہے اور اس جادو اثر دوا کو ترکیب کے مطابق مکان میں رکھ دینے سے صرف پندرہ منٹ میں تمام چوہے بالکل ہوکر غائب ہوجاتے ہیں اور پھر کبھی ظاہر نہیں ہوتے مرتے نہیں اور نہ سڑتے ہیں بلکہ بھاگ جاتے ہیں۔ قیمت چار پیکٹ عہ (ایک روپیہ) آٹھ پیکٹ دو روپیہ۔ بارہ پیکٹ تین روپیہ۔ بیس پیکٹ چار روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ایجنٹوں کو کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔

پتہ

منیجر انصار کمپنی چرتھاول ضلع مظفر نگر (یوپی)

فلسطین میں ترکی زوال کے اسباب

ترکی حکومت سے عربوں کی بغاوت۔ برطانیہ عظمیٰ کی طرف سے عربوں کو آزادی کا لالچ

"ارض فلسطین" کے نام سے ایک کتاب مولانا عبد القدیر صاحب دہلوی تصنیف کر رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل مضمون اسی قیمتی کتاب کا اقتباس ہے جو مولوی عبد القدیر صاحب نے "مصطفیٰ کمال نمبر" کے لئے عطا فرمایا ہے (ایڈیٹر)

۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۴ء کا دن وہ منحوس دن تھا جبکہ ترکی نے اتحادیوں (انگریز، فرانس اور روس) کو الٹی میٹم بھیجا جس کے جواب میں ۵ر نومبر کو برطانیہ نے بھی ترکی سے اعلان جنگ کر کے اپنے تعلقات منقطع کر لئے۔ ترکی بعض مصالح ملکی کی بنا پر اس خفیہ معاہدے کے ایفاء پر مجبور تھا جو اس نے جرمنی سے جنگ عظیم میں شرکت کے متعلق کیا تھا جس کے لئے ہم ترکی کو مورد الزام قرار نہیں دے سکتے۔ ترک جان توڑ کر لڑے اور نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ لیکن اتحادیوں کی ریشہ دوانیوں سے آرمینیا، عراق، شام، عرب میں بغاوتیں ہو گئیں۔ مصر برطانیہ سے مل گیا اور اندرون ملک میں اتنی بے چینی پھیلی کہ ترکوں کا تمام نظام درہم برہم ہو گیا۔ ابتری اور شکستوں کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوا جب تک ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو ترکی نے امریکہ کی وساطت سے صلح پر آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ اس دوران میں اناطولیہ اور یورپی ترکی کے مختصر علاقے کے علاوہ تمام بڑے بڑے صوبے قبضے سے نکل چکے تھے مندرجہ ذیل سطور سے ترکی حکومت کی ابتری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۳۰ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو فتح دمشق پر ڈگلس ہیرلڈ اپنی کتاب بری حرب The War on Land صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں:۔

"اس فوج کا ایک رسالہ عمان میں علیحدہ ہو گیا اور دوسرا رسالہ ابتری کی حالت میں شمالاً دمشق کی طرف بڑھا یہ شہر میں پہنچ جاتے اور اس کی مدافعت بھی کرتے اگر T.E. Laurence اپنا کام نہ کر چکا ہوتا جس کے درجان ریلوے کے حملوں نے ترکوں کی بدنظمی کو بدسے بدتر اور ابتر کر دیا صرف سترہ ہزار آدمیوں کا انبوہ رہ گیا جو شمال کی سمت بغیر نظم اور بغیر مقصد کے بھاگ نکلا ایلنبائی کا آسٹریلوی رسالہ کرنل لارنس اور فیصل بن حسین شریف مکہ کا دست راست بن گیا اور یکم اکتوبر کو یہ عجیب و غریب صلیبی

مجاہد Strange Crusaders. دمشق میں داخل ہو گئے"

اب مسلمانوں کی گرانقدر خدمات کے بارے میں ذیل کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے۔ برطانیہ کے ذمہ دار وزیر مسٹر چرچل اپنی مصنفہ تاریخ جنگ عظیم The Great War میں لکھتے ہیں:۔

"۹ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو ترک اپنے چار سو سالہ منحوس قبضے کے بعد بیت المقدس سے دست بردار ہو گئے۔ ۹ر دسمبر کو یروشلم کے باشندوں کی ایک جماعت سفید جھنڈا لئے ہوئے شہر سے باہر آئی......... اور برطانوی کمانڈر انچیف باشندگان بیت المقدس کی واہ واہ اور مرحبا کے نعروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا"

مسلمانوں کی اعلیٰ خدمات کے سلسلہ میں ایک شخص اور ملاحظہ فرمایئے اور وہ یہ ہے کہ مسٹر نلسن مصنف تاریخ جنگ مجلد ۲۳ صفحات ۱۳۵ و ۱۴۶ پر فرط انبساط میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"آخری صلیبی جنگ اب اپنے عروج پر تھی اور اگر سینٹ لوئس Raymond اور ریمنڈ St Louis. اور رچرڈ شاہ انگلستان Richard اس حیرت افزا فوج کو دیکھتے تو ان کی روحیں متحیر ہو جاتیں کیونکہ اس کا بہت ہی قلیل حصہ مغربی اقوام (یورپین) پر مشتمل تھا الجیری اور ہندی مسلمان، عرب قبائل، ہندوستان کے ہزارہا فرقوں کے ماننے والے، افریقہ کے حبشی اور یہودی افواج ان لوگوں میں شامل تھیں جنہوں نے نصاریٰ کے مقدس شہر کو آزاد کرایا"

بہرصورت ترک ہارے اور بری طرح ہارے اتحادیوں نے ۳۰ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو پورے چار سال کی جنگ کے بعد حسب ذیل شرائط صلح پیش کیں جنہیں ترکی نے منظور کیا۔

(۱) درہ دانیال Dardanells اور در باسفورس Bosphorus بحیرۂ اسود Black Sea تک راستہ محفوظ ہو۔ درہ دانیال کے قلعوں اور دیگر حصوں پر افواج متحدہ کا قبضہ ہو۔

(۲) ترکی سمندر میں سرنگوں اور تارپیڈو کی نلکیوں یا دیگر موانع کے مواقع بتائے جائیں اور حسب ضرورت ان کے ہٹانے یا تباہ کرنے میں مدد دی جائے۔

(۳) بحیرۂ اسود کی سرنگوں کے متعلق جملہ اطلاعات و معلومات بہم پہنچائی جائیں۔

(۴) متحدہ افواج کے جملہ اسیران جنگ۔ ارمنی جلاوطن اور قیدی قسطنطنیہ پہنچائے جائیں اور بغیر شرط حاضر اتحادیوں کے سپرد کر دئے جائیں۔

(۵) سوائے ان افواج کے جو سرحدات کی نگرانی اور داخلی تحفظ امن کے لئے ضروری ہیں باقی تمام ترکی فوجیں فوراً توڑ دی جائیں اور ان سپاہی گھوڑوں کو رخصت کر دئے جائیں۔ سپاہ کی تعداد اور ان کی مختلف علاقوں میں تقسیم کا تعین ترکی حکومت کے مشورے سے بعد میں اتحادی کریں گے۔

(۶) تمام جنگی جہاز جو ترکی سمندر میں ہوں یا ان سمندروں میں ہوں جن پر ترکی قابض ہو اتحادیوں کے حوالہ کر دئے جائیں اور ان جہازوں کو ترکی بندرگاہ یا بندرگاہوں میں حسب ہدایت لنگر انداز کر دیا جائے۔ ماسوا ایسی کشتیوں کے جو پولیس یا اسی قسم کے انتظام کیلئے ترکی سمندروں میں درکار ہوں۔

(۷) حلفاء کو اختیار ہوگا کہ ان موقعوں پر جہاں حلفاء کے مفاد کو خطرہ ہو اہم حربی مقامات پر قبضہ کر لیں۔

(۸) حلفاء کے جہازوں کو ترکی کی تمام بندرگاہوں اور لنگر انداز ہونے کی جگہوں کو استعمال کرنے کی عام اجازت ہو اور دشمنوں کو ممانعت ہو ترکی کے تجارتی جہازوں پر بھی ترکی سمندروں میں بغرض تجارت اور انتشار فوج اسی قسم کی شرائط عائد ہوں گی۔

(۹) تمام ترکی بندرگاہوں اور اسلحہ خانوں میں جہازوں کی مرمت کی سہولتیں حاصل رہیں گی۔

(۱۰) طارس Taurus کی ریلوے کی سرنگوں پر حلفا کا قبضہ ہو۔

(۱۱) یہ حکم دیا گیا ہے کہ ترکی افواج فوراً شمالی مغربی ایران سے قبل جنگ کی سرحد تک واپس بلالی جائیں۔ ترکی افواج کو حکم دیا جا چکا ہے کہ ماورائے کوہ قاف کا Caucasia علاقہ خالی کر دیا اگر ضرورت ہوئی تو حلفاء موقع کا معائنہ کرکے بقیہ علاقہ کا تخلیہ بھی کرائیں گے۔

(۱۲) لاسلکی تار برقی اور آبدوز تار کا انتظام حلفاء کریں گے ترکی حکومت کے پیغامات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۱۳) ہر قسم کے بحری بری اور تجارتی مال کے ضائع کرنے کو منع کر دیا جائے۔

(۱۴) ملکی ضروریات پوری ہونے کے بعد کوئلہ۔ تیل اور بحری سامان کی خریداری کے لئے اندرون ملک میں ترکی حکومت حلفا کو سہولتیں بہم پہنچائے اور مندرجہ بالا سامان کی درآمد نہ ہو۔

(۱۵) حلفاء کے ناظم و منصرم حکام تمام ریلوں پر متعین ہوں گے جن میں ماورائے کوہ قاف کی ریلوں کا وہ حصہ شامل ہے جو آجکل ترکوں کے قبضے میں ہے اور یہ سب حلفاء کے آزادانہ اور خود مختارانہ مکمل استعمال کے لئے ہر وقت موجود ہوں گی البتہ آبادی کی ضرورت ملحوظ رہے گی اس دفعہ میں بالعموم پر حلفاء کا قبضہ شامل ہے اگر حلفاء باکو پر قبضہ کریں تو ترکی کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔

(۱۶) حجاز عسیر یمن۔ شام اور عراق کی قلعہ بند افواج قریب ترین حلفائی سپہ سالار کے آگے ہتھیار ڈال دیں اور سلیشیا سے فوج واپس بلا لی جائے سوائے ان کے جو امن کے قیام کے لئے لابدی ہیں اور ان کی تعداد کا تعین دفعہ ۵ کے مطابق ہو۔

(۱۷) ٹریپولیٹانیہ Tripolitania اور سائرینیکا Syrenaica مصورتہ Misurata کی تمام بندرگاہیں قریب ترین مقیم حلفائی فوج کے سپرد کر دی جائیں۔

(۱۸) ٹریپولیٹانیہ اور سائرینیکا کے جملہ ترکی افسر قریب ترین مقیم اطالوی فوج کے آگے ہتھیار ڈال دیں ترکی ضامن ہوگا کہ اگر وہ افسر اطاعت سے مونہہ موڑیں تو ترکی ان سے مواصلت و مراسلت و رسد بند کر دے۔

(۱۹) تمام جرمن و آسٹروی بحری فوجی۔ بری فوجی اور شہری باشندے ترکی علاقوں سے ایک ماہ کے اندر نکال دئے جائیں اور جو لوگ دور افتادہ اضلاع میں ہوں وہ ان کے بعد جلد از جلد ممکن مدت میں نکال دئے جائیں۔

(۲۰) ان احکام کی تعمیل کی جائے جو ترکی فوج کے اس حصے کے جنگی ساز و سامان۔ اسلحہ۔ گولہ بارود اور سامان باربرداری کے متعلق جاری کئے جائیں جو دفعہ ۵ کے تحت میں علیحدہ کئے جائیں گے۔

(۲۱) حلفاء کے حقوق کے تحفظ کے لئے ترکی وزارت رسد کے ساتھ ایک حلفائی نمائندہ شامل کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے جو کچھ ضروری ہوگا اس کی فہرست اس نمائندہ کو دیدی جائے گی۔

(۲۲) ترکی اسیران جنگ حلفاء کے اختیار میں رہیں گے ترکی کے ان شہری

قیدیوں کی رہائی پر غور کیا جائے گا جو فوجی عرصے تجاوز کر چکے ہیں۔
(۲۳) ترکی کے لئے ضروری ہوگا کہ وسط یورپ کی اقوام سے تعلق منقطع کرے۔
(۲۴) اگر ہر شش ارمنی ولایت میں کوئی بدامنی ہو تو حلفاء کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہیں تو ان کے کسی حصے پر قابض ہو جائیں۔
(۲۵) حلفاء اور ترکی کی عداوت مقامی وقت کے مطابق بعد از ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کی دوپہر کو ختم ہو جائے گی۔

مذکورۃ الصدر شرائط قبول کرنے اور ان پر عمل ہونے کے بعد ترکی سلطنت کی بے بسی کس حد تک ہو گئی ہوگی اس کا اندازہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے اور پھر ایسی حالت میں جب کہ ہر شرط اپنے اندر نہایت وسعت اور حصول مطالب کے لئے سمندر جیسی گہرائی رکھتی ہو۔ اس کے بعد پیرس میں صلح کانفرنس ہوئی جس کے متعلق مسٹر چلپ کا حسب ذیل ریمارک کافی ہے۔

"ڈھائی لاکھ ہندوستانی انگریزی فوج کی وساطت سے ایلنبائی فلسطین فتح کر کے شام میں داخل ہو چکا تھا حالانکہ جنوبی اسکے محاذ جنگ پر فوجوں کی کمان کرنے والے فرانسیسی ہی تھے اور مغرب کی طرف سے چڑھائی کرنے والی فوج بھی ایک فرانسیسی جنرل کے ماتحت تھی پھر بھی صلح کے وقت ترکوں نے انگریزوں ہی کو مورد الزام ٹھیرایا۔ اور تباہی کا الزام بھی برطانیہ ہی کے سر تھوپا۔ اس میں شک نہیں کہ ترکوں کا بڑا حصہ جو جنگ عظیم میں کام آیا حکومت انگلشیہ ہی کی گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنا اور وہ یہ خوب جانتے تھے کہ جو قتل و غارت انہوں نے پرانے دوست پر جسے وہ غلطی سے دشمن سمجھے ہوئے تھے ڈھایا ہے اس سے انکی غیر مشتاقانہ طاقت میں کسی طرح سے بھی کمی واقع نہیں ہوئی۔"

مابعد کے حالات کا اندازہ بھی مسٹر چلپ ہی کے مندرجہ ذیل ریمارک سے لگا لیجئے۔

"عرب امیر فیصل کے ماتحت اور جوشیلے لارنس کی معیت میں خونی اخوت کے بندھنوں میں بندھے ہوئے دمشق میں مقیم ہو چکے تھے اور وحدت عرب یعنی اسکندرونہ Alexanderetta (شام) سے عدن (عرب کا انتہائی جنوبی حصہ) Aden اور یروشلم Jerusalem (فلسطین) سے بغداد (عراق) تک ملانے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ نہ صرف حاکموں بلکہ مغلوب شدگان اور نہ صرف عوام بلکہ جماعتوں اور ہر خاص و عام نے اپنی اپنی خواہشات کا اعلان کر دیا تھا۔ بھوک۔ جذبات۔ امیدیں۔ قصاص۔ فاقے اور بغاوتیں۔ وقت کی صحیح ترجمانی کر رہی تھیں اور ٹھیک اسی وقت عوام عالم کی نگاہیں پیرس کی طرف لگی

ہوئی تھیں۔ اس ہمیشہ رہنے والے شہر کی جانب خوش متوہم قسمتیں ہار رہے۔ فاتح۔ خونریزی کرنے والے تاجدار۔ دنیا کے نقشے سے زائل انسان اپنی نگاہیں لگائے ہوئے تسکین یا نجات کے منتظر رہے۔"

اس کے بعد کیا ہوا ایک سلطنت کی کئی کئی حکومتیں بنا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور بہت سے علاقوں پر قبضہ رکھنے کے لئے عارضی اور مستقل انتداب کی صورت نکالی جس کی بدترین مثال انتداب فلسطین ہے جسے اور زیادہ مضبوط کرنے کی غرض سے اعلان بالفور کے ذریعہ فلسطین میں تمام دنیا کے راندے ہوئے یہودیوں کو بسانے کیلئے "قومی وطن" بنانے کی تجویز کی اس وقت سے وہ نبیوں اور رسولوں کا مولد مسکن اور مدفن ارض مقدس جہنم کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ ایشیا میں ترکی کو اناطولیہ تک محدود کر دیا اور اس کے قبضے سے کوہ قاف کا علاقہ۔ آرمینیا کا صوبہ۔ عراق۔ شام۔ فلسطین شرق اردن۔ حجاز۔ سینائی۔ مصر۔ عسیر۔ یمن۔ حضرموت۔ عمان۔ الحاسہ۔ کویت جبل شمار اور نجد الگ کر لئے گئے اور ان کی علیحدہ علیحدہ حکومتیں تسلیم کر لی گئیں اناطولیہ کے بڑے حصے میں یونانی داخل ہو چکے تھے جن کو فتح سے پلٹنے کا غازی و مجاہد اعظم مصطفیٰ کمال نے غارت کر کے ترکی کی بنیاد ڈالی اور جس قدر امکان میں تھا شبانہ روز اپنی انتھک کوششوں سے ترکی کو پستی سے نکال کر بلندی پر لا کھڑا کر دیا۔ اور ترکوں میں وطنی جذبات کی ایسی روح پھونکی جس کی نظیر گذشتہ کئی صدیوں میں نہیں ملتی۔ ضروری اصلاحات اور مسلمانان عالم کا خاتمہ ہونے کے بعد تمام نظام خلافت کے بوجھ واپس کرنے ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ ترک جنگ عظیم ہی میں تنہا ہو چکے تھے نکل کر اپنے مادر وطن کی سود و بہبود میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ جنگ یا دوسری جنگ کے بعد انہوں نے اپنی نئی منزل میں پائی کہ آئندہ کے لئے خلافت کی ذمہ داریوں سے بھی آزاد ہو جائیں۔ چنانچہ مجلس ملت نے ۱۹۲۴ء میں اعلان کر دیا کہ وہ خلافت کے بار گراں سے سبکدوش ہوتے ہیں اور اس روحانی قیادت کو ہمیشہ کے واسطے خیرباد کہتے ہیں۔ مسلمانان ہند نے ان کے اس طرز عمل کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا لیکن انصاف تو یہ ہے کہ ترک اپنے اس فیصلہ ترک خلافت میں سو فیصدی حق بجانب تھے جیسا کہ جنگ عظیم کے اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے حکومت ترکی کو پارہ پارہ نہیں بلکہ پامال کرنے میں مسلمانان ہند کی نسبت سے اتحادیوں کے ساتھ اور ترکوں کے خلاف شریک جنگ تھے اور بنظر تعمق دیکھا جائے تو یہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے کہ مسلمانوں ہی نے ترکی پر جنگ عظیم میں وہ کاری ضرب لگائی ہے کہ جس کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

ترکوں نے تقریباً ہر محاذ پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ اشتہارات پھینکے ان اشتہاروں کے اصل الفاظ تو نہیں مل سکے البتہ جنگ کے متعلق جو کتب انگریزی میں لکھی گئیں ان میں ان اشتہارات کے ترجمے ضرور

چھپے ہیں جن کا عام طور پر مفہوم یہ تھا۔

"مسلمان سپاہیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہ آپ اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ آپ انگریزوں کے واسطے اپنی بیش بہا جانیں کیوں قربان کر رہے ہیں اُن انگریزوں کی خاطر جنہوں نے آپ کے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے آپ کو غلام بنا رکھا ہے اور آپ پر ظلم کے ساتھ حکومت کر رہے ہیں۔ ٹیکسوں کے ذریعہ آپ کا خون چوس رہے ہیں آپ کی دولت لندن لے جا رہے ہیں اور اپنے کتوں سے زیادہ آپ کے ساتھ کمینہ سلوک کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنے ظالم دشمنوں کو قتل کر دیں اور آپ اپنے مسلمان بھائیوں سے ترکی فوج میں آکر مل جائیں یہاں آپ کے ساتھ برادرانہ سلوک ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو اختیار ہے خواہ بھاگ کر ہمارے پاس آجائیں اور اپنی جانوں کو بچالیں خواہ آپ بے کار اپنے سروں کو انگریزوں کے فائدے پر کٹا دیں"

اس کے برخلاف ہندوستان میں بھی انگریزوں کی خاطر اشتہارات اور فتوی شائع ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے تعویذ اور گنڈے استعمال کئے گئے۔ اور طرح طرح سے بتایا گیا کہ حاکم وقت کی خاطر مرجانا ثواب ہے اور کہ ترکی سے یہ جنگ مذہبی جنگ نہیں ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے ترکی اشتہاروں سے کوئی اثر نہیں لیا اور جی کھول کر اس طرح لڑے جس طرح دشمن سے لڑنے کا حق ہوتا ہے اور خلیفۃ المسلمین کی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں ہندوستانی مسلمان پیش پیش رہے جنہوں نے گیارہ گیارہ روپے تنخواہ اور ایک ایک دو دو روپے جنگی الاؤنس اور راشن کی خاطر ترکوں کے سینے نہایت بے دردی سے چھلنی کر دئے۔ حرمین الشریفین کی حفاظت دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں دلادی۔ بیت المقدس جس کی خاطر مسلمانوں نے چھ سات سو برس عالمگیر لڑائیاں لڑیں اور کروڑوں کی تعداد میں شہید ہونے کے باوجود کسی سے پیچھے نہ ہوئے۔ ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد آن واحد میں دشمن کے سپرد کر دیا۔ مکہ کو جہاں سے اسلام پیدا ہوا تھا اور جس کی خاطر یہ تمام خلافت تھی دشمن کی حفاظت میں دیدیا اور "اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب" کو (العیاذ باللہ) ٹھکرا کر بغداد کے سے مقدس مقام اور دجلہ و فرات جیسے خوبصورت دریاؤں کو جن کی بابت حضور صلعم نے "نہران من انہار الجنۃ" فرمایا تھا ساڑھے تیرہ سو برس بعد نصاریٰ کے حوالہ کر دیا حق تو یہ ہے کہ جب مکہ اور مدینہ بغداد نجف اور نجف سب کے سب ترکوں کے اقتدار سے نکل چکے تھے اور ہندوستانی مسلمانوں کے جوش ایمانی کے باعث ہی نکلے تو ترکوں کا روحانی خلافت کی قبا کو اوڑھے رکھنا مضحکہ انگیز نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ ترک یہ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ وہ مسلمان جو عمداً ان کے قتل کے مجرم ہیں ان کی آخرت صرف منہ سے قطع نظر اس کے انہوں نے اپنی زندگی

میں نمازیں بھی پڑھیں روزے بھی رکھے۔ زکوٰۃ بھی دی حج بھی کئے ترک خلافت کر کے ترکوں نے اپنی بیداری کا ثبوت دیدیا ہے اور یہ فعل ان کا نہایت ہی دانشمندانہ تھا۔ ترکوں کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں نے ایک لطیفہ یہ بھی کیا کہ ان کی ہمدردی میں خلافت کمیٹیاں قائم کیں مخیر دیندار اور نیک مسلمانوں نے اپنی بساط سے زیادہ چندے دئے۔ لیکن ان رقوم کا کوئی حصہ بمبئی سے آگے نہ جا سکا۔ سچ ہے "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

ترک اتاترک کی قیادت میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے۔ اتاترک مرحوم لاتعداد خوبیوں کا مالک تھا اور اس نے اپنے وطن عزیز کی خاطر وہ کارنامے کر دکھائے جن کو اعجاز مسیحائی کہا جا سکتا ہے لکھنے کو تو کتابیں لکھی جا سکتی ہیں مگر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جانشین کو انہی اوصاف سے متصف کرے جو اتاترک میں تھیں اور کمشیں الاعیش ان کو اپنے وطن کی خدمت کی سعادت بخشے اور ان کی عمر دراز کرے اور شاد کام رکھے۔ آمین ثم آمین۔

کمزور آدمیوں کی ضرورت

ایسے کمزور جو زندہ ہونے کے باوجود مردوں سے بدتر ہوں اور جن کی حیثیت بائسکوپ کی ایک متحرک تصویر سے زیادہ نہ ہو، اور اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہوں اور علاج کرتے کرتے مایوس ہو گئے ہوں ایسے مردہ انسانوں کو ہماری نوایجاد دوا "اکسیر اعظم عنبری" جو سرتاج مقویات ہے اور تقویت باہ، دل و دماغ، معدہ اور جگر اور عام کمزوری کیلئے لاثانی دوا ہے۔ استعمال کرنا چاہئے۔ اگر آپ نے ایک مہینہ اس دوا کو استعمال کر لیا تو قوت مردمی بے حد بڑھ جائے گی۔ جریان و احتلام کی شکایات جاتی رہے گی۔ دل و دماغ معدہ و جگر کی نئی اور پرانی کمزوریاں دور ہو جائیں گی، جسم میں سیروں خون صالح پیدا کر کے بدن کو فربہ و قوی بنادیگی بھوک میں ناقابل برداشت اضافہ کرے گی۔ اور مقوی غذا کو ہضم کرنا اس کا معمولی کرشمہ ثابت ہوگا، چہرہ پر رونق آجائے گی۔ طبیعت ہر وقت خوش و خرم رہے گی، حافظہ تیز ہو جائے گا۔ م۔م۔س۔ک۔ ہے تمام تعلیم یافتہ اور

کاروباری آدمیوں کیلئے اکسیر چیز ہے۔

قیمت تیس خوراک چار روپے آٹھ آنہ (دلیبر) نمونہ کی شیشی (دلیبر) ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔ منگانے کا پتہ :-

منیجر مطب حکیم محمد ظہیر علی صاحب انصاری کوچہ ۲۲۱۲ دریا گنج دہلی

[illegible]

مصنفہ مسٹر محمد رحیم صاحب چمن دہلوی

حسن و عشق کی جنگ

دو بیش قیمت ہیروں کی چوری خوبصورت فلورا کی چالاکیاں

قتل و خونریزی کے دل ہلا دینے والے واقعات

ایک حسین لڑکی بدمعاشوں کے جال میں

اس مرقع حسن و عشق اور سراغرسانی کے بے حد حیرت کن قصے کو مکمل طور پر جلد سے جلد پڑھنے کیلئے محشر خیال کے ناظرین عرصہ سے بے چین تھے جو بااقساط شائع کیا جا رہا تھا مگر فرمائشات کی کثرت اس کو مکمل طور پر پڑھنے کے لئے بے چین تھی اور سینکڑوں خطوط ناظرین کی ناراضگی کے موصول ہوتے تھے کہ ہم کو اسی افسانے نے تشنہ کر رکھا ہے۔ جب تک مکمل طور پر نہ پڑھ لیں گے۔ چین نہ آئے گا

اب خوش ہو جایئے

کہ یہ دلچسپ اور حسن و عشق سے رنگین افسانہ کتابی صورت میں چھپکر تیار ہو گیا۔ یہ سراغرسانی کا وہ بے مثل اور شاندار افسانہ ہے جس کو ایک دفعہ شروع کر دیا جائے تو بچہ جوان بوڑھا جو کوئی بھی پڑھے اس کو ختم کئے بغیر چین نہیں پڑتا۔ جوانوں کے دلوں میں گدگدیاں بوڑھوں کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت کی پرفضا وادیوں میں قتل و خون کی گرم بازاری اور دو قیمتی ہیروں کی تلاش میں سرگردانی۔ جون آشام فلورا اور ملکہ حسن انجلینا کی بے باکی یہ ایسے دلوں کو برما دینے والے واقعات ہیں جن کی مثال آپ کو کسی افسانہ میں نہیں مل سکتی اور نہ اس سے قبل آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔

پڑھیئے اور لطف اٹھایئے۔ ہر پیرا تعجب سے لبریز اور قلب کو مضطرب بنا دینے والا دلکش انداز بیان میں آپ کو "چاند سورج کی چوری" میں ملے گا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ اس کتاب کو پڑھ لے گا اس کی دنیا میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو ایک شخص پڑھتا ہے تو پچاسوں کان لگا کر سبوں کو خاموش کر کے سنتے ہیں۔

اس نایاب کتاب "چاند سورج کی چوری" کو آپ پہلے کئے بغیر کہ اسٹاک ختم ہو جائے ابھی اور اسی وقت ایک خط لکھ کر منگا لیجئے۔ پہلا ایڈیشن چھپا ہے مگر شائقین کی طلب بتا رہی ہے کہ دوسرا ایڈیشن بہت جلد چھپوانا پڑے گا۔ کتاب کی ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات ہے سفید چکنا کاغذ ہے۔ کتاب کی جلد سنہری ہے۔ باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

اس کتاب کے ملنے کا پتہ۔ منیجر محشر خیال بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی

معرکہ سقاریہ

(از اصغر مخدول بستوی)

مسٹر لائڈ جارج اور یونانی وزیر اعظم ترکوں کو صفحۂ روزگار سے مٹانے کی اور مصطفےٰ کمال کو مغلوب کرنے کی ایک خطرناک چال چلے تھے۔ وزیر اعظم یونان نے تقریباً تین لاکھ فوج اناطولیہ میں جمع کر لی تھی۔ سامان حرب اور اشیائے خورد نوش کا کافی انبار لگا لیا تھا جو پانچ لاکھ ... کے لئے کافی ہوتا اور ... کے لئے توپیں اور انواع اقسام کی مشینیں فراہم کر لی گئیں تھیں۔

انگورہ سے پچاس میل مغرب کی جانب دریائے سقاریہ بہتا ہے جو ترکی کے اس علاقہ سے گزرتا ہوا بحر اسود میں جا ملتا ہے اس کے قریب سنگلاخ میدان میں جہاں آفتاب کی تمازت ناقابل برداشت ہوتی ہے سقاریہ کے محاذ پر دو لاکھ یونانی فوجیں اور کل ساٹھ ہزار نوجوان ترک جنگ آزمائی کے لئے ملک کے منتظر کھڑے تھے۔ ترکی ریلوے لائن پر یونانیوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اگر کچھ حصہ باقی بھی تھا تو اس کی حالت نہایت خستہ تھی۔ مکمل ایک ہفتہ سے کوہستان اور سید ان میں یونانی توپیں اپنی آتشباری کا ہولناک منظر پیش کر رہی تہیں۔ بسا اوقات ترک جرات و بہادری سے یونانی ہوائی جہازوں کو گولیاں مار مار کر گرا لیتے تھے۔ میدان جنگ میں ہزاروں سپاہی خاک و خون میں غلطاں نظر آ رہے تھے۔ قرہ حصار پر یونانیوں کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ترک اس وقت نرغہ میں پھنس چکے تھے اور ان کی رہائی خواب و خیال سے بڑھ کر نہیں تھی۔

عین اس وقت ترکی کا شیر غازی کمال اتاترک انگورہ سے برق تمام محاذ جنگ پر پہونچا اور صورت حالات کے متعلق رپورٹ طلب کر کے کافی غور و خوض کیا۔ کوئی شخص واقف نہ تھا کہ انجام کار وہ کیا حکم نافذ کرنے والا ہے اس کی آمد پر ترکی افسروں اور جرنیلوں میں شجاعت و بہادری کی روح دوڑ گئی تھی مصطفےٰ کمال نے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ کا رخ کیا اور نیم جان مجاہد سپاہیوں سے ملاقات کی۔ واپس آ کر مصطفےٰ کمال نے ہیڈ کوارٹر میں فوجی افسران کے روبرو اپنا آخری حکم سنایا مگر نہایت ہی بے باکی اور تحکمانہ انداز میں جس میں قدرتاً ایک گرج موجود تھی۔ جس سے ہر ایک کے قلب میں بہادری جوانمردی کا ولولہ پیدا ہوتا تھا۔ اگرچہ فیصلہ فوجی افسروں کے خیالات کے سراسر مخالف تھا۔ بجائے جنگ آزمائی کے واپس لوٹنے کا حکم دیا تھا۔

افسروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب کہ فوج کو سقاریہ کے اس پار چلے جانے کا حکم دیا گیا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونی شروع ہوئیں کوئی ناعاقبت اندیش کوئی بزدل سمجھا۔ اس حکم کا یہ اثر تھا کہ خود غازی کے ایک مجاہد دوست عارف بے نے ہمت ہار کر شکست و پسپائی کے خوف کو قبول کر لیا۔ بالآخر عارف بے کو فوج کی کمان سے علیحدہ کر دیا گیا مصطفےٰ کمال ملک کے نمائندوں کے اجتماع عظیم میں بحالت بخار کہ گرتا پڑتا کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہوا اور یہ بیان دیا "کہ ایک مہینہ کے اندر اندر میں دشمن کو شکست دے سکوں گا۔

دوسرے دن مصطفےٰ کمال نے قوم کے نمائندوں کے روبرو ایک تقریر کی "اگر ہمیں جنگ کو جیتنا ہے تو تمام قوم کو اپنے خیالات جذبات عمل کے ساتھ متحد ہو کر پڑے پڑے گا جنگ صرف ان لوگوں تک محدود نہیں کہ جو خندقوں میں لڑ رہے ہیں بلکہ ترکی کے ہر گاؤں کے آخری آدمی کی بھی جنگ ہے۔ فوج مصروف جنگ تھی کہ یکایک غازی کا گھوڑا ایک بلندی سے پھسل گیا جس کی وجہ سے ان کی ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ مگر دیکھا گیا کہ ترکی کا یہ شیر جرات و بہادری کے ساتھ میدان کارزار میں آ ڈٹا۔ نقشہ جنگ کی ترتیب اس طرح رکھی تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ فتح و کامرانی کے جھنڈے بلند ہوتے نظر آئے پیچھے ہٹنا ایک جنگی چال تھی یونانی فوجیں تعاقب کرتی ایک درے میں داخل ہوئیں اور کمال کی فوجوں نے گھیر کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

اب یونانی جنرل کی مایوسی انتہا تک پہونچ چکی تھی۔ یونانی فوجیں پیچھے ہٹنے لگیں اور یونانی فوجوں نے شہر سمرنا کے پیچھے جا کر دم لیا۔ اس حیرت انگیز حکمت عملی سے ترک قوم بہت ہی متاثر ہوئی اور انگورا پارلیمنٹ میں مصطفےٰ کمال کو غازی کا خطاب دیا گیا" یہ ہے مختصر اجمالی خاکہ معرکہ سقاریہ کا اور غازی مرحوم کے مجاہدانہ اقدام و عمل کا۔"

پتہ تبدیل کراتے وقت یاد رکھئے

کہ آپ کا نمبر خریداری معلوم ہونا ضروری ہے اس لئے اطلاع دیتے وقت اس کا خیال رکھیے۔

اگر نمبر خریداری یاد نہ ہو تو وہ مہینہ لکھ دیں جس میں آپ نے خریداری قبول فرمائی تھی۔

نیاز مند منیجر "محشر خیال دہلی"

اتاترک کا وطن

برطانوی جرائد کی نظر میں

گریٹ برٹن اینڈ ویسٹ کا نامہ نگار جدید ترکی کے متعلق اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

۱۹۲۳ء میں معاہدہ لوزان کے مرتب ہونے کے بعد ترکی کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اگرچہ جنگ عظیم کے بعد مقبوضات بالقان و بلغستان کا بہت بڑا حصہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ تاہم باقی ماندہ مملکت کی تنظیم و ترقی کر کے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر لیا۔

۱۹۲۳ء ہی میں ترکی میں ایک جمہوری نظام حکومت کی تشکیل کا اعلان ہوا جس کے صدر اتاترک مصطفیٰ کمال اور وزیر اعظم عصمت پاشا منتخب ہوئے اور انقرہ جمہوریہ ترکیہ کا صدر مقام قرار پایا اور باشندگان ترکی کا دین، دین اسلام تسلیم کیا گیا۔

علمی ترقیات

۱۹۲۴ء میں مملکت ترکیہ کے تمام اوقاف وزارت قواعد عامہ کے زیر نگرانی کر دیے گئے۔ ۱۹۲۸ء میں ترکی زبان کے قدیم رسم الخط کو لاطینی رسم الخط میں تبدیل کر دیا گیا اور چند ہی ماہ کے اندر تمام کتابیں اور اخبارات و جرائد لاطینی رسم الخط میں لکھے جانے لگے۔ لاطینی رسم الخط کے رائج ہونے سے پہلے ترکی کی ۱۸ ملین آبادی میں تقریباً ۸۵ فی صدی اشخاص ناخواندہ اور جاہل تھے۔ مگر اس خط کے اشاعت پذیر ہونے کے بعد تقریباً ۷۵ فی صدی نفوس خواندہ اور پڑھے لکھے ہو گئے۔

نوجوانوں کو اسلاف کی گزشتہ عظمت اور ان کے بلند اور رفیع کارناموں و نیز ترکی کی قدیم تہذیب و شائستگی کا تاریخی درس دیا جاتا ہے ان کو بتایا جاتا ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد نے کس طرح دنیا میں اپنے خیالات و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی۔

اس وقت استانبول میں تاریخ زبان جغرافیہ اور قانون طبی کی یونیورسٹیاں موجود ہیں۔

عمرانی ترقیات

روزنامہ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ترکی کی موجودہ پوزیشن سمجھنے کیلئے ناگزیر ہے کہ کمال اتاترک کی زندگی کے تدریجی حالات سے کامل واقفیت و آگاہی ہو۔

۱۹۲۲ء کے موسم خزاں میں یونانیوں کے مقابلہ میں ترکی جب فتحیاب ہوا تو قوم نے مصطفیٰ کمال کو غازی کا خطاب دیا ۱۲ سال بعد غازی کمال نے ہر ترک کے لیے یہ خطاب لازمی کر دیا اور اپنے لئے اتاترک کا لقب اختیار کیا۔

کمال اتاترک نے ایک طاقتور اور مستحکم جمہوریت کے قیام و تکمیل کے دلیرانہ اقدامات کئے سب سے بڑا اور جرأت آمیز اقدام جو تھا وہ جمہوریت ترکیہ کا مرکز اور صدر مقام استانبول کے بجائے انقرہ کو بنانا تھا۔ اگرچہ مرکز کی اس تبدیلی میں بہت سی سیاسی اور ارضی مشکلات درپیش تھیں مگر سب سے بڑی اور اہم ترین حکمت عملی تھی۔

ترکی کے خوشنما شہر

۱۹۱۸ء میں انقرہ کی حیثیت ایک بڑے قصبہ سے زیادہ نہ تھی۔ وہاں کی زمین زیادہ تر صحرائی اور بنجر تھی۔ ملیریا کے جراثیم بکثرت پائے جاتے تھے پانی کی بھی قلت تھی۔ انقرہ تین ہزار فٹ سطح سمندر سے واقع ہے اس وقت اس کی آبادی صرف ۲۰ ہزار افراد پر مشتمل تھی اور معاشرتی نقطہ نظر سے بہت پست تھا۔ مگر اب کہ اس حالت کو ۲۰ سال ہو گئے۔ انقرہ کی آبادی بڑھ کر کئی گناہ بڑھ گئی ہے۔ پانی کے کافی انتظامات ہو گئے ہیں شہری زندگی کے تمام لوازم پوری آب و تاب کے ساتھ فراہم ہو گئے۔ بنکوں کی نظر افروز اور شاندار عمارتیں پارلیمان کے ایوان۔ امیروں کے محلات صاف و شفاف سڑکیں۔ سڑکوں کی دونوں جانب آراستہ و پیراستہ دکانیں مختلف سینما گھر تیار ہو گئے ہیں۔ سب سے بڑے سینما کی عمارت کی وسعت اتنی ہے کہ اس میں ایک ہزار انسان بیک وقت بیٹھ سکتے ہیں۔

اس وقت اگر کوئی شخص استانبول سے انقرہ جانے کا قصد کرے تو وہ دشت و جبل کے ۳۰۵ میل طویل راستہ ریل کے ذریعے طے کر کے انقرہ پہنچ سکتا ہے انقرہ میں عمرانی زندگی کے تمام آثار و نقوش اچھی طرح ظاہر ہیں۔

خواتین کی آواز

مشرقی عورتوں میں تعلیم اور اصلاح حال کا چرچا کرنے والا

رسالہ خاتون مشرق دہلی

پاکیزہ اور نہایت آسان

علمی، ادبی، اخلاقی - اصلاحی، مضامین اور کشیدہ کاری کا بہترین مجموعہ

تہذیب و تمدن معاشرت۔ اور اصلاح خیال کا علمبردار

ہر قسم کے غیر مہذب۔ اور ناپسند مردانہ زنانہ دواؤں کے اشتہارات سے پاک و صاف اور خالی

دلچسپ اور اصلاحی افسانے ——— اخلاقی۔ اصلاحی۔ اسلامی۔ نظمیں!!!

لڑکیوں کو خانہ داری اور کشیدہ کاری ہنر اور سلیقہ سکھانے والے بہت عمدہ اور عام فہم مضامین ساٹھ صفحات۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ عمدہ ایکسال کا چندہ ایکروپیہ۔ ادیبۂ ہند محترمہ نور النہار بیگم اور فخر نسواں محترمہ فہمیدہ خاتون فرحت کی ادارت عبداللہ فاروقی کی نگرانی میں دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کریں چار آنیکی کفایت رہتی ہے

مینجر رسالہ خاتون مشرق اردو بازار دہلی

کمال اتاترک کی وفات پر

اخبارات اور مشاہیر ہند کے تاثرات

اتاترک جمہوریہ ترکی کے بانی کی حیثیت سے ایک غیر معمولی شخصیت اور قابلیت کے مالک تھے۔ جب گزشتہ جنگ عظیم کے بعد سلطنت عثمانیہ کی شوکت و عظمت اور جاہ و جلال کا چراغ گل ہو گیا تھا اسلام کے اس نامور مجاہد نے ایسے نا مساعد حالات میں جن کی تفصیل بجائے خود ایک نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز داستان ہے ۔ آپ نے انقرہ میں ایک جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ مرحوم نے ترکوں کے بکھرے ہوئے شیرازے کو وابستہ کرنے ان کی منتشر طاقتوں کو ایک مرکز پر لانے اور ان کی زندگی میں قوت عمل کا انقلاب آفرین جذبہ پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ یہ انہیں کی مجاہدانہ کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اتاترک ترکوں کی قدیم سلطنت کے کھنڈروں پر جمہوریت کا ایک ایسا عالی شان اور سر بفلک قصر تعمیر کر گئے ہیں کہ دور حاضر کی تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اتاترک کی زندگی کا ہر لمحہ اپنی قوم کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے وقف تھا یہ صحیح ہے کہ ترکوں کی قدیم سلطنت کے مقابلے میں موجودہ جمہوری حکومت رقبہ کی وسعت کے اعتبار سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی مگر حسن انتظام اور اتحاد عمل کے لحاظ سے اس کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی حکومتیں اس کا لوہا مانتی ہیں۔ اتاترک نے ترکوں کی زندگی میں معاشرتی اقتصادی اور تعلیمی پہلو سے جو انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے وہ دنیا کی تمام اسلامی حکومتوں کے لئے مشعل ہدایت کا حکم رکھتا ہے اتاترک کا سب سے بڑا کارنامہ میثاق سعد آباد ہے جس کی بدولت اسلامی حکومتیں اتحاد و یگانگت کی سلک میں منسلک ہو گئی ہیں۔

موت نے اتاترک کا تعلق جمہوریہ ترکیہ سے ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا ہے لیکن مرحوم کے کارناموں کی یاد ہر ترک کے دل میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔ یہ کارنامے ترکوں کی آئندہ نسلوں کے لئے روشنی کا ایک ایسا مینار ہیں جسے زمانہ کا زبردست ہاتھ بھی منہدم نہیں کر سکتا اور اس لئے انہیں ہمیشہ کے لئے زندہ کہئے۔

اتاترک کی کوئی اولاد نہیں مرحوم نے سمرنا کے ایک معزز تاجر کی لڑکی لطیفہ خانم سے شادی کی تھی۔ لیکن یہ شادی مبارک ثابت نہ ہوئی۔ اتاترک آخری دم تک مجرد رہے۔ آپ کی اولاد آپ کی قوم ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (زمیندار)

کمال اتاترک کی وفات سیاسی اور بین الاقوامی دنیا کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ ہے، مصطفےٰ کمال کی زندگی اول سے آخر تک شخصی فرمانروائی اور مطلق العنان ترکی حکومت کے خلاف ایک جہاد تھی وہ اپنے ملک کا سب سے بڑا قوم پرست انسان اور جمہوریت کا علمبردار تھا، مغربی یورپین حکومتوں کے اثر اور ریشہ دوانیوں سے ترکی کو پاک کرنا۔ جنگ عظیم کے ایک شکست خوردہ ملک کو ایک نئی فتح و کامرانی کی طرف لے جانا، سلطان کی حکومت کو منسوخ کر کے جمہوریت کا اعلان کرنا، خلافت کے قدیم طریقہ کو ختم کرنا اور ملکی سیاسیات کو مذہب سے بالکل الگ اور بے تعلق کر دینا مصطفےٰ کمال کے عظیم ترین کارناموں میں ہے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ترکی میں موجودہ جمہوریت قومیت، اصلاحات، ترقی آزادی، نئی زندگی و معاشرت، تعلیمی، فوجی تنظیم، عورتوں کی اصلاح، یہ سب کچھ مصطفےٰ کمال ہی کی ساحرانہ کوششوں کی پیداوار ہے۔ مصطفےٰ کمال کی زندگی ایک ایسی کتاب ہے جس میں دنیا کیلئے بہت سے سبق موجود ہیں۔ شریمتی سروجنی نائیڈو نے ان کی موت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے صحیح فرمایا ہے کہ وہ ترکوں کے لئے ایک مسیحا تھے۔ جنہوں نے اس قوم کو قدیم رسم و رواج کی آہنی زنجیروں سے آزاد کر کے ایک نئی زندگی بخشی تھی۔ آزادی اور جمہوریت کے اس علمبردار کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں کہ ترک قوم اس آزادی کو برقرار رکھنے میں ثابت قدم نکلے گی جو کمال اتاترک کا ان کے لئے سب سے بڑا عطیہ ہے۔

(تیج دہلی)

ترکی کا نجات دہندہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ریفارمر اور یورپ کا پہلا ڈکٹیٹر مصطفےٰ کمال پاشا آج اس دنیا میں موجود نہیں وہ ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے کارنامے جب تک دنیا قائم ہے اس کی

ہمیشہ یاد دلاتے رہیں گے اس لئے بیمار ترکی کو اپنی ہمت اور بہادری سے اس قدر تندرستی اور طاقت عطا کی کہ دنیا کی طاقتیں اس لاثانی طبیب کی حکمت کا سکہ مان گئیں اور انہیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ صدیوں کا مریض ترکی اب پوری طاقت و توانائی حاصل کر چکا ہے۔ اسے بیمار سمجھ کر کمزور خیال کر کے اسے غلام بنانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن امر ہے۔

(دور جمہارت)

آج تمام ملت اسلامیہ سوگوار ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ سالونیکا کا یتیم، استنبول کا طالب علم، فلسطین کا سپاہی، وردانیال کا جنگجو بہادر، بلقان وطرابلس کی سرزمین کو اپنے گھوڑے کی ٹاپوں سے روندنے والا اشاہ سوار، اناطولیہ کا انسپکٹر جنرل، الوزراء میں اپنی شان الظامت والے والا سیاست دان، جمہوریہ ترکیہ کا صدر اور ملت اسلامیہ کا مایۂ ناز فرزند اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہر آنکہ زاد بہ ناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

آنکھوں کے آنسو خشک ہوں، دل کے اضطراب میں کمی ہو، خیالات کا انتشار یکسوئی سے تبدیل ہو، اور ہاتھوں میں قلم تھامنے کی سکت پیدا ہو تو کچھ عرض کیا جائے کہ ملت اسلامیہ کے اس اندوہناک نقصان کی اصل حیثیت کیا ہے۔ اس ہوشربا خبر کو موصول ہوئے اس وقت تک کم وبیش دو ہفتے کی مدت گزر چکی ہے لیکن نہ حواس پرقابو ہے اور نہ دل و دماغ پر اختیار۔ ان حالات میں صاف ظاہر ہے کہ جو ہاتھ سینہ کوبی اور چہرہ خراشی میں مصروف ہوں وہ عالم اسلام کے اس عظیم الشان صدمہ کی پیمائش پر کیونکر قادر ہو سکتے ہیں۔ انسان ہر روز پیدا ہوتے ہیں تا قیام قیامت تولید و تناسل کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا لیکن مصطفیٰ کمال کی مثال پیدا کرنے کے لئے تاریخ عالم صدیوں تک انتظار کرے گی۔ مبارک ہے وہ سرزمین جہاں اس مجاہد اعظم نے جنم لیا۔ اور سعادت مند ہے وہ قوم جس کو اس پیکر اخلاص و ایثار نے ذلت و رسوائی کی پستیوں سے نکال کر تعظیم و تکریم کے اوج کمال پر جا بٹھایا۔ ترک خواتین اپنی عسکری روایات کے مطابق نہایت جری اور دلیر بچے پیدا کریں گی، لیکن ترکی میں مصطفیٰ کمال کا ظہور قدرت کا ایک ایسا عطیہ اور فطرت کا ایک ایسا انعام تھا کہ اس کے اعادہ کے لئے برسوں تک منتظر رہنا پڑے گا۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید برون

آج ترکی کے "مرد بیمار" کو شفا دینے والا مسیحا نفس خود چل بسا۔ یہ قدرت کی نیرنگیاں ہیں۔ کارساز عالم کے کرشمے ہیں۔ ہماری زبان خاموش ہے اور لب ساکت۔ قدرت نے آج اس سراپا انقلاب شخصیت کو چھین لیا جس نے سمرنا کو یونانیوں سے نجات دلائی تھی اور تمام ترکی نظام کو ایک جدید سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ تاریخ اقوام کے عروج و زوال کا مورخ جس وقت ترکی کے عہد حاضرہ کی سرگزشت مرتب کرے گا تو اس کی گردن مصطفیٰ کمال کی ہنگامہ خیز و انقلاب آفریں شخصیت کے آگے بے اختیار جھک جائے گی اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک یتیم، سپاہی، قیدی، باغی، جرنیل، اور صدر جمہوریہ نے اس درد، سوز، ایثار اور اخلاص کے ساتھ اپنے ملک کے لئے نہایت قلیل مدت میں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں ایک نمایاں اور ممتاز جگہ حاصل کر لی تھی۔

(احسان)

صدر کانگریس

مسٹر سوبھاش چندر بوس صدر آل انڈیا نیشنل کانگریس غازی کمال اتاترک کی وفات پر اظہار افسوس و عقیدت کرتے ہوئے جو کچھ فرماتے ہیں وہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

دنیا کی پرجذبات شخصیتوں میں سے اگر جنگ عظیم نے کوئی عظیم الشان شخصیت دنیا میں جلوہ افروز کی تو وہ کمال اتاترک کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت تھی اس کی بلندی اور شہرت اس قلیل عرصہ میں بغیر شک و شبہ دنیا کیلئے سراپا حیرت کہی جاسکتی ہے اور اہمیت تواریخ عالم میں نایاب، کمال پاشا جہاں تک بھی غور کیا جائے ایک عظیم الشان جذبات کا توانائی پیکر تھا اور جنگ عظیم کے کامیاب و نتیجہ خیز میدانوں کا زبردست اور بہادر ہیرو ایک قابل ترین سیاست داں اور مدبر جو اپنے دماغ و قلب کی یکجہتی سے اپنی زندگی کے ہر ناممکن امر کو ممکن بنا سکتا تھا۔ ایک سپہ سالار لشکر جنرل۔ ایک سیاست داں ایک مصلح اعظم۔ ایک مدبر وقت ایک جنگجو انسان ایک ملک و ملت کی تعمیر کرنے والے معمار کی حیثیت سے وہ عظیم الشان سے عظیم الشان فرد کہا جاسکتا ہے۔ کمال پاشا یا کمال اتاترک اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس صدی کا ایک زبردست عظیم الشان اور لاثانی انسان تھا اور یہ عظمت اس کی مجاہدانہ اور حریت پرور ذات والاصفات سے منسوب کی جاسکتی ہے جو اس نے یورپین غنیموں کے فولادی پنجوں سے اپنے ملک کو چھڑا کر آزادی اور ترقی کی ابدی صورت میں پیش کی اور ترکی عمارت کو فولادی بنیاد کا حامل بنا دیا۔ اور اس عثمانی سلطنت کو جو خاکستر کا انبار بن چکی تھی ہٹا کر زندگی بخشتے ہوئے عظیم المرتبت جدید ترکی بنا کر دنیا کو دکھا دیا کہ گئی گزری سلطنت کو آزادی کا طالب ایک سرفروش مجاہد اور وطن پرست کس طرح دنیا کی شہرہ آفاق سلطنت بنا سکتا ہے۔ کیا یورپین حکومتوں کو پھر ایک بار ایشیا پر تسلط حاصل کرنے کی جسارت کرنی چاہئے۔ کمال کی بنائی ہوئی ترکی ہمارے مغربی سرحد اعظم کی نگہداشت کر سکتی

ہے۔ ایسے عجائب روزگار شخصیت کی موت تمام دنیا میں زلزلہ انگیز ہوسکتی ہے اور خاص کر ان قوموں کیلئے جن کا ہماری طرح سے خون چوسا جا رہا ہو۔ یہ ہمارا فریضہ منصبی ہے کہ ہم محترمانہ اظہار عقیدت کریں۔ اس عظیم الشان آزادی کے عاشق مجاہد اعظم سے جو مادر وطن کی آغوش میں شیروں کی نیند سو رہا ہے۔
اس سلسلے میں یہ رائے پیش کرتا ہوں کہ ہمیں کمال سے اظہار عقیدت اور ترکوں سے اظہار ہمدردی کے طور پر ۹ ۲ر نومبر کو "یوم کمال" منانا چاہیے۔

گاندھی جی

مسٹر گاندھی جو کمال اتاترک کی وفات کی خبر مشتہر ہوتے وقت دہلی میں اپنا خاموش دن گزار رہے تھے۔ انہوں نے اس واقعہ جانکاہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں کمال سے اظہار عقیدت فرمایا۔

یہ موت ترکی کے لئے عظیم الشان خسارہ کا باعث ہے میں ترکوں سے اس حادثہ جانکاہ میں جو کمال کی موت سے واقع ہوا۔ اظہار ہمدردی کرتا ہوں خدا انہیں اس حادثہ میں صبر جمیل مرحمت فرمائے اور سلامتی کی توفیق سعید بخشے۔

مسٹر جناح

مسٹر جناح نے غازی کمال اتاترک کی موت پر اظہار غم کرتے ہوئے فرمایا کمال اتاترک جدید اسلامی دنیا میں سب سے بڑا اور عظیم الشان مسلمان تھا اور مجھے یقین ہے کہ تمام عالم اسلام اس کی الم خیز موت پر اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کرے گا۔ مسٹر جناح نے یہ بھی فرمایا کہ کمال اتاترک کی عظیم الشان شخصیت اور ان کے کارناموں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں پریس کو مختصراً ان کے بارے میں کچھ بیان سکوں یہ غیر ممکن ہے۔ ان کی بے شمار خدمات کے علاوہ جو انہوں نے عالم اسلام کے لئے مشرق بعید میں انجام دیں یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے اس مجاہد اعظم نے ترکی کو اس گئی گزری ہوئی حالت سے ایک قلیل عرصہ میں اپنی مجاہدانہ قوت سے اس عروج ارتقا کی منزل جادوانی پر پہنچا دیا کہ دنیا آج اسے حیرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔

سر تیج بہادر سپرو

میں کمال اتاترک مرحوم کا بے حد مداح ہوں۔ چند سال پیشتر میں ترکی گیا تھا۔ جہاں میں نے نظم ونسق کا گہرا مطالعہ کیا تھا مجھے اس امر پر بے حد تعجب ہوا تھا کہ اکیلے شخص نے چند سال کے عرصہ میں کس قدر انقلاب پیدا کیا ہے۔ ترکی جنگوں کی وجہ سے تباہ ہو چکا تھا۔ وہاں کے باشندے مجلسی و سیاسی اعتبار سے بہت پیچھے تھے مگر مصطفےٰ کمال کے مصمم ارادے بہادری اور جرأت نے معجزہ کا کام کیا۔ مصطفےٰ کمال کی وفات سے صرف ترکوں کو نہیں بلکہ تمام انسانیت کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ ان کے دل میں اپنے ملک اور انسانیت کی ہمدردی اور محبت کا جذبہ تھا جب تک دنیا قائم ہے تب تک ان کا نام بہادروں، ملک کے محافظوں اور انسانیت کے ہمدردوں کی فہرست میں درج رہے گا۔

بھولا بھائی ڈیسائی

اتاترک مرحوم شمع آزادی کے پروانہ تھے۔ عام طور سے لوگ انہیں ڈکٹیٹر کہتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ڈکٹیٹر تھے۔ لیکن انہوں نے اس شان سے آمریت کی کہ ظالموں کے بنائے ہوئے غلام۔ دماغ، دل اور روح کی غلامی سے آزاد ہو گئے آج ترکی آزاد ہے اور ہماری تمنا ہے کہ وہ اس شخص کی روح کے پرتو کے طفیل زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کرے جو دنیا کے جلیل القدر انسانوں میں سے تھا۔ غازی کی روح کو امن و سکون نصیب ہو۔

سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب

ایک ملاقات کے دوران میں وزیر اعظم پنجاب نے کہا کہ غازی کمال کی وفات سے ایک ایسے شخص کی جگہ خالی ہو گئی ہے جو عہد حاضر کے ممتاز ترین قائدین میں تھا۔ یہ بلند مرتبہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں سے حاصل کیا تھا۔

غازی مرحوم کے جذبۂ حب وطن نے ترکی کی عزت کو فنا ہونے سے بچا لیا۔ انہوں نے خدمت وطن کر کے ابنائے وطن کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر لی اور مسلمانانِ عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اتاترک کی شجاعانہ زندگی ان تمام لوگوں سے سپاس تحسین چاہتی ہے جو اپنے وطن کے لئے آزادی کے طلبگار ہیں۔ اتاترک مرحوم سپاہی تھے اور مدبر تھے۔ انہوں نے تخریب بھی کی اور تعمیر بھی۔ ان کے شاندار کارنامے آنے والی نسلوں کے لئے شمع ہدایت رہیں گے۔ اور ان کی یاد ہمیشہ دلوں میں قائم رہے گی۔ اللہ تعالےٰ ان کی روح کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ ترکی کے تمام دوستوں کی تمنا ہے کہ اس ملک کو اتاترک کا لائق جانشین نصیب ہو۔

بیگم ڈاکٹر انصاری مرحوم

بیگم ڈاکٹر مختار احمد انصاری مرحوم نے صدر مجلس ملیہ ترکیہ کے نام مندرجہ ذیل پیغام ارسال کیا۔
اتاترک کی وفات حسرت آیات سے جو نقصانِ عظیم ترک قوم کو پہنچا ہے مجھے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

وزیراعظم بنگال

آنریبل مسٹر فضل الحق نے اتاترک کی خبرِ وفات سن کر کہا کہ دنیا سے ایک جلیل القدر شخص اٹھ گیا۔ غازی مرحوم کی وفات تمام مہذب دنیا کے لئے نقصانِ عظیم ہے۔

مصطفیٰ الکمال

(اطہر امرتسری)

اے شاہِ ملکِ حریت اے مصطفیٰ کمال — تو وہ سوال ہے نہیں جس کا کوئی جواب
موزوں ترے لئے ہے اتاترک کا لقب — زیبا ہے تجھ کو ضیغمِ اسلام کا خطاب
تیرا دماغ مطلعِ خورشید حریت — تیرا خیال عزم و شجاعت کا ماہتاب
تیرے قدم کو چوم رہی تھیں بغاوتیں — تیرے جلو میں دوڑتے پھرتے تھے انقلاب
دنیا کو حسنِ شعبدہ پرور دکھا دیا — تو نے اٹھا کے شاہدِ افرنگ کی نقاب
ڈالا تھا سحرِ غرب نے جو عقلِ شرق پر — پھونکا ترے شرر نے غلامی کا وہ حجاب
تیرا سکوت پیریٔ معشوقۂ فرنگ — تیرا خروش شاہدِ اسلام کا شباب
پل کر ہوا جواں ترے آغوشِ جوش میں — ہنگامۂ شجاعت و غوغائے انقلاب
تعبیر تیری تیغ سے اس کی عیاں ہوئی — بدر و احد کی یاد میں دیکھا جو ہم نے خواب

تیری وفات سے یہ حقیقت عیاں ہوئی
تو بامراد تھا تری ملت ہے کامیاب

غازی کمال اتاترک کے ساتھ چند لمحات

آج سے پندرہ سال پہلے

(از ملک عبدالقیوم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء)

جب عہد نامے کی تصدیق ہو چکی۔ تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے موعودہ ملاقات کا انتظام اب فوراً ہونا چاہئے کیونکہ اگر اب ایسا نہ ہوا تو مجھے کئی دن تک اس امر کے لئے انتظار کرنا ہوگا۔ چونکہ غازی پاشا اجلاس مجلس عالیہ کے ایام ابتدائی میں بے حد مصروف رہنے کے باعث بہت تھک گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس اہم اجلاس کے بعد کچھ دن آرام کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ میں نے ہز ایکسلنسی فرید بک سابق سفیر ترکی متعینہ پیرس سے اس کے متعلق ذکر کیا۔ انہوں نے غازی پاشا سے مقام ریاست جا کر دریافت کیا۔ اگرچہ غازی پاشا اس وقت کابینہ وزارت کے چند ارکان سے گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن آپ نے مجھے باریاب ہونے کی اجازت دے دی۔ عین اس وقت ان کا انگریزی جاننے والا ریڈ یکا تک موجود نہ تھا اور نہ وزارت خارجہ کا نائب معتمد ہی تھا جو عموماً ایسے موقعوں پر حاضر رہتا ہے۔ مگر خوش قسمتی سے علیہ حضرت لطیفہ خانم جو اس اجلاس میں تشریف لائی ہوئی تھیں موجود تھیں اور انہوں نے ایک ہندوستانی مسلمان کے لئے ترجمان کی خدمت ادا کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار فرمایا۔ اور میں کمرے میں بلایا گیا۔ اس وقت عصمت پاشا۔ کاظم کارا بیکر پاشا۔ علی فواد پاشا اور روشن اشرف بیگ سکریٹری جنرل پارلیمنٹ وہاں موجود تھے۔ غازی پاشا نے اٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور مجھے اپنے پاس ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ لطیفہ خانم میرے دائیں طرف ایک آرام کرسی پر تشریف فرما تھیں۔ کمرے کا سامان نہایت مختصر مگر سلیقے کا تھا چند نہایت اعلیٰ درجے کے قالینوں کا فرش تھا۔ دفتر کی ایک بڑی میز کے سامنے غازی پاشا خود بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک درجن کے قریب سرخ چمڑے سے منڈھی ہوئی کرسیاں پڑی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد غازی پاشا نے علی فواد پاشا سے مصافحہ کیا۔ اور وہ رخصت ہوئے باقی اصحاب وہیں تشریف فرما رہے۔

غازی پاشا نے لطیفہ خانم کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ میں کتنے دنوں سے مقیم ہوں اور کب روانگی کا ارادہ رکھتا ہوں میں نے عرض کیا کہ افتتاح مجلس کی رسم اور عہد نامہ کا مباحثہ چونکہ اب ہو چکا ہے اور آپ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کر چکا ہوں اس لئے اب جلد قونیہ کی طرف روانہ ہونے والا ہوں پھر غازی پاشا نے لندن میں دفاع حقوق ترکی کی خدمت کے متعلق جو ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے ذمے رکھی تھی۔ بالتفصیل سوالات کئے۔ جن کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔

غازی ممدوح نے ایک طویل بیان میں ہندوستانی مسلمانوں کی خدمات اسلامی کا ذکر کیا اور کہا کہ ہندوستانیوں کے ہم بالخصوص اس امر کے ممنون ہیں کہ وہ مدد ہمیں اس وقت پہونچی جب ہمیں اس کی شدید ضرورت تھی وہ مدد ٹھیک وقت پر آئی اور اس سے ہم نے فائدہ اٹھایا۔ آپ کا ہمارا سابقہ بہت پرانا ہے۔ اور وہ دنیوی مفاد کی بنا پر نہیں ہے۔ مگر اس رابطے کو ہندوستان کی سچی و مخلصانہ خدمات نے اور بھی قوی کر دیا ہے۔ ہم آپ کے ہندی اہل وطن کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے اپنی آواز احتجاج سے آپ کے دعاوی دفاع ترکی کو تقویت بخشی۔

میں نے عرض کیا کہ مادی مدد تو جو کچھ تھی وہ تھی مگر جو کچھ ہندوستانی مسلمانوں نے اخلاقی طور پر ترکوں کے لئے کیا اسے اپنا فرض سمجھ کر کیا ہم اب تک سمجھتے ہیں کہ دنیائے اسلام ایک جسم ہے اور اگر اس کے کسی حصہ کو تکلیف پہنچے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے اس اصول کی پیروی کی۔ جو ہمارے پیغمبر نے تیرہ سو سال سے ہمارے تعلقات کے لئے باندھ رکھا ہے مگر اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی یاد رہے کہ اہل ترکی کی جانفروشانہ جد وجہد اور اس کے محرک غازی پاشا کے بے اور مخلصانہ ایثار نے ہندوستان کیا ساری دنیا پر ایک گہرا اثر ڈالا ہے۔ اور سب ممالک کے ملی ہیجان کو تقویت بخشی ہے۔

غازی پاشا نے فرمایا۔ کہ میرا حصہ اس کوشش میں صرف اس قدر ہے۔ جس قدر ایک فرد واحد انجام دے سکتا تھا۔ میں نے جو کچھ کیا وہ میرا فرض تھا اور میں نے اسے یہی سمجھ کر ادا کیا۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی کرتا

رہوں گا۔ مگر جہاں مجھے اپنی ملت اور اپنے وطن کی کوششوں کو کامیاب دیکھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہاں دنیا بھر کی ملی کوششوں اور بالخصوص ہندوستان کی جد و جہد کا حال سن کر کمال مسرت حاصل ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا۔ یہ آپ کی عنایت ہے ہم بھی دست بدعا ہیں کہ پروردگار ہندوستان کو بھی دنیا کی پرعظمت قوموں کی صف میں عزت و افتخار بخشے ہمارے ملک میں آج کل ہر قسم کے تغیرات رونما ہیں اور ملک اس قدر سرعت سے ترقی کر رہا ہے کہ آئندہ پچاس سال میں جو حالات پیدا ہو جائیں گے۔ ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔

غازی پاشا نے فرمایا۔ پچاس سال تو ایک طویل زمانہ ہے اس سے بھی مختصر مدت کے اندر عجیب و غریب حالات کا پیدا ہونا مشکل نہیں مگر شرط یہ ہے کہ خلوص، اتحاد، اور ایثار کے زریں اصول آپ کی ملی کوششوں کے محرک بنے رہیں۔ بغیر اس کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی

میں نے اس بیان سے اپنا اتفاق ظاہر کیا اور اسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہی غازی پاشا نے نہایت جوش سے ہندوستانی مسلمانوں کی مساعی اسلامی و رسمی کا ذکر فرمایا۔ اور اراکان انجمن ہائے خلافت و رہنمایان وطن و ہندو مسلمانوں کو اپنا سلام پہنچا دینے کا ایما فرمایا جس کا میں نے وعدہ کیا اور اس کے بعد رخصت ہوا۔ رخصت کے وقت سب حضرات نے کھڑے ہو کر مجھ سے مصافحہ کیا۔

اس ملاقات میں سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ تھا کہ لطیفہ خانم جو انگریزی زبان میں میری ترجمان تھیں اس زبان کے فقرات کو نہایت روانی سے ادا فرماتی تھیں اور ان کے طرز گفتگو سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ادب انگریزی پر پورا قابو ہی حاصل نہیں بلکہ انگریزی قوم کے اعلےٰ طبقے کی خواتین کے محاورات کو بھی خوب جانتی ہیں آپ سیاہ نیم ترکی و نیم مغربی لباس میں ملبس تھیں سر اور گردن پوری طرح سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں سیاہ رنگ کے دستانے پہن رکھے تھے۔

ایک مہینے میں انگریزی آجائیگی

... ایک عجیب و غریب کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام انگلش ٹیچر ہے۔ اگر آپ اس کتاب کو منگا کر روزانہ ایک گھنٹہ صرف کر کے ایک سبق پڑھ لیا کریں تو انگریزی لکھنا، پڑھنا، بولنا، ایک مہینے میں آجائیگا۔ اگر کسی کو ایک حرف بھی انگریزی کا نہ آتا ہو تو وہ بھی اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے۔ ... اردو انگریزی ساتھ ساتھ ہے اور پڑھنے کا طریقہ اتنا آسان کہ بچہ بھی ... لکھائی چھپائی عمدہ۔ ایک سو بارہ صفحات۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ محصولڈاک آپ کے ذمہ ہوگا۔

انگریزی کوک شاستر

یا

کتاب برتھ کنٹرول

یہ کتاب برتھ کنٹرول کے نام سے دو سال کے عرصہ میں تیار کی گئی ہے۔ اس میں عورت سے لطف اندوز ہوکے حسب خواہش لڑکی یا لڑکا پیدا ہونے اور لطف اندوزی کے بعد حسب ضرورت حمل ٹھیرنے یا روکنے کے تمام سائنٹفک اور اہم طریقے جو آجکل یورپ و امریکہ میں رائج ہیں درج ہیں۔ انگریزی کوک شاستروں کا خلاصہ دیا گیا ہے اور تمام مغربی کتابوں کی فوراً اس کتاب میں درج کر کے بتایا گیا ہے کہ عورت کس طرح اپنی جوانی اور حسن کو قائم رکھتے ہوئے مرد کی دلچسپیوں میں اضافہ کر سکتی ہے۔ کتاب کی دلچسپی کا اندازہ آپ بغیر کتاب کو ملاحظہ کئے نہیں کر سکتے۔ متعدد تصویریں اور تقریباً پونے دو سو صفحات چکنا کاغذ قیمت ایک روپیہ محصولڈاک چھ آنے

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

تاریخ کانگریس

انڈین نیشنل کانگریس کی ۵۲ سالہ مکمل و مبسوط تاریخ۔ سیاسی حضرات کے لئے عجیب و غریب چیز ہے۔ پانچسو صفحات قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ (عیار) علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ محشر خیال جامع مسجد دہلی

اتاترک مرحوم کی خدا ترسی

اناطولیہ کا ایک رقت انگیز واقعہ

(محترمہ اے ج بیگم صاحبہ - دہلوی)

کہا جاتا ہے کہ شہر "انورکوئی" میں جب مصطفٰے کمال پاشا پہنچے تو سارے شہر کے لوگ اتاترک کا جلوس دیکھنے کے لئے نکلے، جن میں سپہ سالار ترکی محمود شوکت پاشا کی بیٹی بھی تھیں ان کا ایک اکلوتا لڑکا حال ہی میں جمعیت پرواز میں بھرتی ہوا تھا، ماں کے جوش میں وہ اپنے بیٹے کی ترقی کے لئے سفارش کرنا چاہتی تھیں، لیکن دربار میں ان کو رسائی نہ ملی کیونکہ اندر و باہر زبردست پہرہ تھا اور گورنروں یا فوجی جرنلوں کے سوا کسی کو اندر جانے کی مجال نہ تھی خاتون موصوف جن کا نام صفیہ خانم ہے مایوس ہو کر اپنے ایک عزیز کے یہاں کچھ دیر ٹھہریں اور شام کو اپنے گھر کی طرف چلیں جو شہر کے آخری حصہ پر ہے۔

وہ نہایت تھکی ماندی آہستہ آہستہ جا رہی تھیں کہ ایک ترکی سپاہی اُن کو مل گیا جس نے ان کی خستگی کو دیکھ کر ان سے کہا کہ وہ اس پر سہارا لیکر چلیں مگر خاتون موصوف نے جو پرانے خیال کی خاتون ہیں۔ اجنبی پر سہارا لے کر چلنا پسند نہ کیا۔ سپاہی اُن سے باتیں کرتا ہوا اُن کے ہمراہ ان کے گھر گیا، اور ان کے حالات سنکر اُن سے بہت ہمدردی کی اور کہا کہ "وہ موقع پاکر مصطفٰے کمال کو غیرت دلائے گا کہ ایسے نامور سپہ سالار کے نواسہ کو اس نے ترقی کیوں نہ دی!" خاتون موصوف نے گھر پہنچکر دستک دی تو ان کی نوجوان بہو نے دروازہ کھولا۔ اور وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ اس کی ماں اتاترک کے ہمراہ ہیں، کیونکہ یہ سپاہی اتاترک تھا، جو رعایا کی خبرگیری کے لئے نکلا تھا، اور بہو اس کو خوب پہچانتی تھی، جب بہو نے جھک کر سلام کیا اور اتاترک کا نام لیا تو خاتون موصوف کو معلوم ہوا کہ ان کا ہمراہی خود مصطفٰے کمال ہے، وہ نہایت خوفزدہ ہوگئیں کیونکہ انہوں نے نادانستہ اتاترک کو بہت برا بھلا کہا تھا وہ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگیں تو اتاترک نے کہا۔

"بانوئے محترم مجھے اتاترک نہ کہو، میں خداوند عالم کا ایک نافرمان غلام ہوں جس کو خدا تعالٰے نے قوم کی نگہبانی پر مقرر کیا، مگر قوم کی خدمت اپنے حوصلہ کے مطابق نہیں کر سکتا!"

خاتون موصوف نے یہ سنکر ان کو دعائیں دیں اور بیساختگی میں کہا کہ "لوگ کیسے اندھے ہیں کہ ایسے خدا ترس کو بے دین کہتے ہیں!"

مصطفٰے کمال نے کہا۔

"بانوئے محترم! لوگوں کو برا نہ کہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے مسلمان کہلاتے شرم آتی ہے، سچا مسلمان تو وہ ہے جو خدا کا تابعدار ہو، میں نفس کا بندہ ہوں، میں کس منہ سے خود کو مسلمان کہوں۔ مسلمان تھے فاروق اعظم رضؓ، خالد بن ولید رضؓ، امام حسینؓ جنہوں نے اپنی ذات کو اسلام پر نثار کر دیا۔ میں ان مسلمانوں کا نام لیوا بھی تو نہیں بن سکتا، میرے لئے جنت اور بہشت کی دعا نہ کرو، میرے لئے یہ دعا کرو کہ جو فرض خدا نے مجھ پر عائد کیا ہے اس کو میں ایمانداری کے ساتھ بجا لاؤں اور خدا میری خدمت قبول کرے!"

اس کے بعد اتاترک اپنے کیمپ کو واپس ہوئے اور نوجوان کو ترقی دینے کا حکم جاری کر دیا۔

گمنام عورت کا خط ایک یورپین مصنف کے اسی شاہکار کا ترجمہ جو یورپ اور امریکہ میں بہت مقبول ہو چکا ہے۔ جس کی سوگواری اور عشق کی نامرادی کی تصویر کھینچ جاتی ہے۔ قیمت چار آنہ ۴ر

عشق کی گولیاں ملک کے دو زبردست انشاپرداز مرزا فرحت اللہ بیگ اور سلطان حیدر جوش کی انشاء پردازی کا نمونہ ہے انداز بیان اور جدت کے لحاظ سے بے حد دلچسپ ہے اور ظرافت و طنز کا مشترکہ شاہکار ہے۔ قیمت چار آنہ (۴ر)

تماشہ پہ تماشہ مشہور ظرافت نگار ناکارہ حیدرآبادی کا افسانہ پلاٹ عجیب انداز بیان بے حد عمدہ ہر فقرے پر گدگدی ہوتی ہے انجام بے حد عجیب اور تحیرکن۔ قیمت ۴ر

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ۔ دفتر رسالہ محشر خیال جامع مسجد دہلی

قابل مصنفوں کے تاریخی جاسوسی عشقیہ ناول

نوٹ: ان ناولوں کی وہی قیمت درج کی گئی ہے جو کم ہو سکتی ہے چھپی ہوئی قیمتوں کا خیال نہیں کیا گیا۔

ایران کی حسینہ	۱۲/	تیسرا اسلام	۶/	افغانوں کی تلوار	عہ/
انقلاب سمرنا	۶/	شیام کنور	۹/	خانہ خراب عشق	۵/
اسیر محبت	۱۰/	شکنتلا	۱۲/	خطیبہ جلیلہ	۴/
انقلاب مصر	۱۲/	طلسمی شیشہ	۱۲/	ایک آتشیں مجلہ کی واردات	۶/
باغی سپاہی	۱۰/	طلسمی پنجہ	عہ/	عجیب دہ مادہ	۴/
آفتاب عالم حصہ اول	۱۲/	طلسمی ہار	۸/	پراسرار غبارہ	۵/
〃 〃 دوم	[illegible]	صلیبی جہاد اول	۱۲/	جنگ روس	۵/
〃 〃 سوم	[illegible]	〃 〃 دوم	[illegible]	سنہری لونڈی	۸/
〃 〃 چہارم	[illegible]	عرب کا چاند	۱۲/	جنگ ہسپانیہ	۱۲/
بہادر عرب حصہ اول	۱۲/	فریب رنگین	۹/	پیٹر کی آنکھ	۴/
〃 〃 دوم	[illegible]	محمود و روزا	۱۲/	عاشق کا دل	۱۴/
بیگناہ حسینہ	۱۲/	محمد قاسم	۱۲/	پھانسی کا تختہ	۵/
بہادر ڈاکو	۸/	مشرق کی حور	۱۲/	فرضی جال	۹/
پہلی صلیبی جنگ حصہ اول	۱۲/	خونی دلہن	۱۲/	عبدالرحمن ناصر	عہ/
〃 〃 〃 دوم	[illegible]	بیگناہ قیدی اول	۸/	نازنین مراکش	۸/
پراسرار تصویر	۱۲/	〃 〃 دوم	۸/	جنگ ترکستان اول	۶/
پراسرار انسان	۱۲/	ہندوستانی غنڈہ	[illegible]	〃 〃 دوم	۱۲/
ترکی شمشیر	۱۲/	خون کا بدلہ خون	۱۴/	بیوی کا قاتل	۱۲/
ترکی فرشتے	۱۲/	مظلوم نازنین	۱۲/	فرانس کی حسینہ	۱۲/
جانباز حسینہ	۱۲/	مہذب ڈاکو	۵/	شیر کابل	عہ/
جنگ بلقان	[illegible]	معشوقہ صلیب اول	۱۲/	طلسمی تاج	۱۲/
جاپانی شہزادہ	[illegible]	〃 〃 دوم	[illegible]	بہادر حور اول	۸/
حسین شہزادی	۱۲/	بہادر دلہن	[illegible]	〃 〃 دوم	۱۴/
جوش جوانی	۱۰/	حور عرب	[illegible]	〃 〃 سوم	۱۴/
حسین شکاری	۱۰/	ترکی اسیر اول	۱۲/	بہادر دوشیزہ	عہ/
حور بغداد	۶/	〃 〃 دوم	[illegible]	ترکی شہزادہ اول	۸/
خونی شمشیر	۱۲/	مصر کا چاند اول	۱۲/	〃 〃 دوم	۱۴/
خوفناک ڈاکو	۵/	〃 〃 دوم	[illegible]	اندلس کا چاند اول	۸/
خوفناک جادوگر	۸/	سنگدل ملکہ	[illegible]	〃 〃 دوم	۱۲/
دغاباز بیوی	۱۰/	چار انقلابی	۸/	〃 〃 سوم	۱۲/
زہرا	۱۴/	حجاج بن یوسف	[illegible]	〃 〃 چہارم	۱۲/
شہزادی حبلہ اول	۱۲/	پراسرار دوشیزہ	۸/	معشوقہ فرعون	عہ/
〃 〃 دوم	[illegible]	عاشقہ نپولین	۶/	[illegible] کی حور اول	۸/
〃 〃 سوم	[illegible]	افریقہ کا چاند	[illegible]	〃 〃 دوم	عہ/

تصانیف مصور غم علامہ راشد الخیری مرحوم

حیات صالحہ	[illegible]	گرفتار قفس	۴/
صبح زندگی	[illegible]	آمنہ کا لال	عہ/
شام زندگی	عہ/	سیدہ کا لال	[illegible]
شب زندگی	عہ/	الزہرا	عہ/
شب زندگی مکمل	[illegible]	قلب حزیں	۸/
طوفان حیات	عہ/	یاسمین شام	[illegible]
جوہر قدامت	[illegible]	عروس کربلا	[illegible]
منازل السائرہ مکمل	[illegible]	محبوب خداوند	۱۲/
نوحہ زندگی	۱۲/	تیغ کمال	[illegible]
نغمہ شیطانی	۱۲/	شہید مغرب	عہ/
سات روحوں کے اعمالنامے	۸/	درِ شہوار	۸/
بیلہ میں میلہ	۱۲/	احکام نسواں	عہ/
ستونتی	۸/	محسن حقیقی	۶/
مژدہ	۸/	دعائیں	۸/
تفسیر عصمت	۵/	قرآنی قصے	عہ/
بنت الوقت	۸/	گدڑی میں لعل	[illegible]
سراب مغرب	۸/	چمنستان مغرب	[illegible]
انگوٹھی کا راز	۶/	عروس مشرق	۱۰/
فسانہ سعید	۸/	بزم رفتگان	۱۰/
ولایتی نخنی	۴/	نالۂ زار	۱۴/
منازل ترقی	۴/	بے فکری کا آخری دن	۴/
جوہر عصمت	[illegible]	بلبل بیمار	۱۰/
سیلاب اشک	[illegible]	سیاحت ہند	عہ/
طوفان اشک	[illegible]	گرداب حیات	عہ/
نانی عشو	۱۰/	حور اور انسان	۱۲/
نسوانی زندگی	۸/	[illegible]	۸/
گلدستۂ عید	۸/	آفتاب دمشق	[illegible]
روداد قفس	۱۰/	سمرنا کا چاند	[illegible]

ان کتابوں کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں۔ سیاسی۔ مذہبی۔ درسی نیز ہر سائز کے کلام مجید و حمائل شریف ہمارے سے طلب فرمایئے محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار۔ ان تمام کتابوں کے منگانے کا پتہ

دفتر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

صدر جمہوریہ ترکی کا پہلا خطبہ

میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ قوم کے لئے وقف کرتا ہوں (کمال اتاترک)

"آج میں ملت ترکیہ کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی تمام جد و جہد اور سرگرمیوں کو قوم کی فلاح و ترقی کے لئے وقف کروں گا اور میری زندگی کا ہر لمحہ اپنے وطن عزیز کے مفاد پر صرف ہوگا۔" یہ ہیں وہ الفاظ جو غازی اعظم مصطفیٰ کمال اتاترک نے اس وقت اپنے خطبہ میں فرمائے جبکہ انہیں جمہوریہ ترکی کا پہلا صدر منتخب کیا گیا تھا۔ آج یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہے کہ غازی مرحوم نے آخری زندگی تک اپنے گرانقدر وعدہ کو حرف بحرف پورا کیا۔

مکمل خطبہ ہم ذیل میں معاصر احسان کے شکریہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں جو ملک عبدالقیوم صاحب بار ایٹ لا پروفیسر لا کالج لاہور کی سعی سے معاصر کو حاصل ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب برطانی اخبارات کے نمائندہ کی حیثیت سے عرصہ تک مقیم رہ چکے ہیں اور آپ نے قیام ترکی کے دوران میں اپنے تاثرات مولانا محمد علی مرحوم کے اخبار "کامریڈ" میں شائع کرائے تھے۔ (ادارہ)

یہ خطبہ مرحوم نے ایوان مجلس عالیہ ملیہ ترکیہ میں ۱۱ اگست سنہ ۱۹۲۳ء کو ارشاد فرمایا تھا۔

آج کا دن صدر مجلس یعنی غازی اعظم کے خطبہ کے لئے مخصوص تھا۔ وقت مقررہ کے ایک گھنٹہ قبل زائرین اور سفرا کی گیلری پر ہو چکی تھی۔ راقم الحروف کو اس گیلری کا مستقل ٹکٹ داخلہ جناب فتحی بے وزیر داخلہ و وزیر اعظم کی وساطت سے ملا ہوا تھا۔ مجلس عالیہ کے اراکین باری باری سے اپنی نشستوں پر بیٹھتے جا رہے تھے۔ اتنے میں ستر سلامی کا بگل بجا معاً غازی اعظم موٹر سے اترے اور مقام ریاست یعنی اپنے خاص کمرے میں تشریف لائے چند لمحے آرام کرنے کے بعد پارلیمنٹ ہال میں رونق افروز ہوئے۔ مجھے جو بات یہاں خصوصیت سے قابل ذکر معلوم ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ ان کی اور ان کے رفقار کی عظیم الشان خدمات کے باوجود ان کی حرکات و گفتگو میں کوئی خاص امتیاز یا فرق و تفاوت نہ تھا پاشا ممدوح نہایت خاموشی اور سادگی سے آکر ایک عقب کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ صدر ثانی علی فواد پاشا کرسی صدارت پر بیٹھے اور گھنٹی بجا کر آغاز جلسہ کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد انہوں نے ان ووٹوں کا اعلان کیا جو انتخاب صدر اول کے متعلق پہلے دن لئے گئے تھے۔ آپ نے نہایت سادگی مگر بلند آواز سے مندرجہ ذیل اعداد سنائے۔

مصطفیٰ کمال پاشا مبعوث سمرنا و انگورا ۱۹۰ ووٹ غازی عصمت پاشا ایک ووٹ یہ ووٹ وہ تھا جو غازی پاشا نے اپنی طرف سے عصمت پاشا کی صدارت کے متعلق دیا تھا۔ اس اعلان کے بعد علی فواد پاشا نے غازی ممدوح کو مقام صدارت پر آکر خطبہ صدارت پڑھنے کی دعوت دی اور خود کرسی صدارت سے علیحدہ ہو گئے۔ غازی پاشا کرسی صدارت پر ایک لمحہ بیٹھے اور پھر کھڑے ہو کر مختصر یادداشتوں سے مندرجہ ذیل بیان فرمایا۔ غازی پاشا سیاہ فراک کوٹ میں ملبوس تھے خاکی کلباک سر پر تھی اور زرد رنگ کے دستانے ہاتھوں پر چڑھا رکھے تھے۔ پہلے آپ نے دستانے اتارے اور پھر کھڑے ہو کر نہایت متانت سے اور متوسط لہجہ میں بغیر کسی حرکت کے ایک گھنٹہ تک تقریر فرماتے رہے۔

حضرت غازی اعظم کا ارشاد دلپذیر

(اندیلر (حضرات) یہ مجلس آج اپنے دوسرے انتخابی دور میں قدم رکھ رہی ہے اور یہ امر موجب فخر ہے کہ اس کا یہ دور جدید اس باعزت صلح سے شروع ہوتا ہے جس کی تکمیل چار سال کی مسلسل کوششوں اور مشکلات کے بعد لوزان میں ہوئی ہے۔ جب یہ مجلس عہد نامہ لوزان کو قبول کر لے گی تو ہمارا ملک قطعاً "آزاد ہو گا جس میں اور باعزت قومیں بسر کرتی ہیں۔ اے حضرات! میں آپ کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں کہ آپ ان نتائج کو جو عہد نامہ لوزان نے پیدا کئے ہیں من وعن قائم رکھیں اور ان سے فائدہ اٹھا کر ملک اور ملت کو امن و خوشحالی کی دولت سے مالا مال کر سکیں۔ خدا آپ کی آئندہ کوششوں میں برکت عطا فرمائے

غازی پاشا کا وعدہ

اس جلسہ کے افتتاح سے پہلے کچھ اوپر چار سال کا زمانہ ہو چکا ہے کہ آپ نے مجھے اول مرتبہ اپنا صدر منتخب کیا اور اس کے ساتھ ہی مجھے اپنے عساکر ملی کا سالار اعظم مقرر کیا۔ یہ مرتبے کیا میرے لئے اور کیا کسی اور انسان کے لئے نہایت قابل عزت تھے۔ ان سے میرا اعزاز دنیا کی نظروں میں بلند ہوا اور میں آپ کی اس عنایت کا تہ دل سے شکر گزار ہوں مگر میں آپ کے فیصلہ جدیدہ کا اور بھی زیادہ ممنون ہوں جس کی رو سے آپ نے اس امر کا اظہار کیا کہ آپ کو مجھ پر کامل اعتماد ہے۔ اور قوم مجھ پر پورا بھروسہ رکھتی ہے۔ اس امر کو مد نظر رکھ کر میں آپ کے سامنے اور ساری قوم کے سامنے اس وعدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی تمام طاقتوں اور تمام کوششوں کو قوم کے فائدے کے لئے صرف کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ آپ مجھے اپنی امداد سے ہر طرح متمتع ہونے کا موقع دیتے رہیں اور اپنے مشوروں اور اپنی اعانت سے مسائل بعید صلح کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ چونکہ آپ نے مجھے اپنا صدر منتخب کیا ہے۔ اس لئے یہ دوبارہ مجھ پر ایک فرض عائد کرتا ہے اور وہ فرض یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے ان ارادوں کا اظہار کروں جو دور جدید میں میرے اعمال کے محرک ہوں گے اور جو ان کوششوں کی آخری صورت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوران حرب میں سابق ترکی حکومت کی حالت دہشت بیان کروں۔ میں اب محض متارکہ مقدروس کے واقعات کا مختصر ذکر کروں گا۔ آپ کو معلوم ہے متارکہ مقدروس اور اول مجلس حکومت ملی کے قیام کا درمیانی زمانہ ہماری قوم کا منحوس ترین دور گزرا ہے۔ جو ہمارا نصب العین اور ہمارے لئے منتہائے سعی رہی ہیں۔ اس بیان کے بعد غازی ممدوح نے متارکہ مقدروس (بعد از حرب عمومی) سے قیام مجلس ملی تک کے زمانہ پر ایک سرسری نظر دوڑائی اور اس زمانہ کے واقعات کو تین حصوں میں تقسیم کر کے فرمایا کہ "افندیم! میں ان واقعات کو جو متارکہ حرب کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ دہرانے کی کوشش نہ کروں گا کیونکہ ان سے آپ اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ہمیں ارذل انسانوں کی حیثیت دی گئی اور ہم پر ہر طرح کے ناجائز مصائب ڈھائے گئے متارکہ مقدروس پر جس کی رو سے ہم حرب عمومی سے کنارہ کش ہو سکتے دستخط ہوتے ہی مغربی طاقتوں نے اس متارکہ کو اپنے ہاتھوں سے چاک کر ڈالا۔ اتحادی فوجیں ہمارے ملک پر تمام اطراف سے حملہ آور ہو گئیں یونانیوں نے سمرنا خون سے رنگ دیا۔ وحشیانہ طریقوں سے ہماری عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ ہمارے بوڑھوں اور ہمارے بچوں کو تہ تیغ کیا گیا اور ہمارا ایک چیز کو جس کا نام ترکی یا اسلامی تھا پامال کیا گیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ہمارے مذہبی احساسات کے علی الرغم یعنی جامعہ ایا صوفیہ کے گنبد پر صلیب کو بلند کرنے کی دھمکی بھی دی گئی۔

دشمنوں کے توہین آمیز احکام

ہمارے افسروں کو دشمن کے سپاہیوں کے سامنے سلام کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ ایسا حکم تھا۔ جو جنگی قیدیوں کو بھی نہیں دیا جاتا۔ بیرق ہلال کو جو ہماری قوم کا نشان فخر ہے۔ پاؤں کے نیچے روندا گیا اجنبی افسران کو ہماری سلطنت کے دور افتادہ صوبوں میں بھیجا گیا تاکہ وہ مجرمانہ مناقشہ کو زور سے پھیلائیں۔ ہمارے ملک میں خبر رسان ایجنسیاں قائم کر کے اجنبی سازشوں سے ہمارے ملک کی تخریب میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا گیا۔ ہماری عیسائی رعایا کو ہم پر ظلم ڈھانے کے لئے اکسایا گیا۔ اور اس ناپاک مقصد کی تکمیل میں ان کی ہر طرح سے اعانت کی گئی۔ قومی شرافت اور حرمت دشمنوں کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن گئی۔ ان تمام باتوں کے منحوس نتائج سے اب ہم سب واقف ہو چکے ہیں۔ عثمانی سلطان اور خلیفۂ اسلام جسے تخت سلطنت محض وراثت میں پہنچا تھا۔ بذات خود ہمارے دشمنوں کا معاون بن کر اسلام اور ملت کا دشمن بن بیٹھا۔ اور اس نے یہ سب کچھ محض اس لئے کیا کہ اس طرز عمل سے اسے چند ذاتی فائدے پہنچتے تھے۔ قومی اور وطنی شیرازہ یہاں تک درہم برہم ہو گیا کہ ہمارے پاک وطن کے حصے بخرے کرنے کا خیال اب ایک معمولی کام معلوم ہونے لگا۔ مگر خدائے قہار نے ہماری مدد کی۔ ہماری بدنصیب قوم خواب غفلت سے جاگی اور اپنی حفاظت کے لئے سامان حرب کی فراہمی کی طرف متوجہ ہوئی۔ ملک کے چہار اطراف میں کانگریسیں منعقد ہوئیں اور ان میں نہایت جوش و خروش سے ترقی وطن و ملت کی تحریکیں منظور ہو کر معرض عمل میں آئیں۔ ان تمام کانگریسوں کا لب لباب "جمعیت دفاع حقوق" کا پیدا ہونا تھا جس نے ملک کی تمام طاقتوں کو یکجا جمع کر کے اسے ایک زندہ طاقت بنا دیا۔ مگر اس پر بھی ہماری مصیبت ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد سلطان اور اس کے وزراء نے ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل کر اس قوت کو بھی پامال کرنے کی کوشش کی۔

پاشا موصوف نے کانگریس سیواس کا مختصر ذکر کیا اور اس کے بعد ان انتخابات کا جو مجلس شوریٰ قسطنطنیہ کو منتخب کرنے کے لئے عمل میں آئے اور پھر ان حالات کا ذکر کیا جن کے ماتحت قسطنطنیہ کی پارلیمنٹ کام کرتی رہی۔ ان مشکلات نے جو قسطنطنیہ کی مجلس شوریٰ کی کامیابی کی مانع ہوئیں ہم پر واضح کر دیا کہ فلاح ملی اب کسی اور طریقے سے حاصل کرنا

چاہئے۔ چنانچہ بیوک ملت مجلسی" کا افتتاح کیا گیا جس نے نظام اختیار سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی کہ سلطنت کو خود پرست سلطانوں اور ذاتی مفاد کے غلام کے ہاتھ سے نکال کر اُسے قوم کے ہاتھ میں دے جو اس کی اصل مالک تھی اور اب تک ہے۔

آئندہ کیلئے ایک نیک فال

عہد نامہ سیورے اور غداروں کی سازشوں اور بغاوتوں کا ذکر کرنے کے بعد پاشا نے یہ فرمایا اے اہلِ وطن آپ کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ آج جو نتائج ظاہر ہو رہے ہیں انہیں آسان اور معمولی نہ سمجھئے ان نتائج کو جن کی اہمیت میں کلام نہیں غور سے دیکھئے اور اس امر کو بھی ذہن نشین کر لیجئے۔ کہ یہ نتائج کس قدر مختصر زمانے کے اندر ظہور پذیر ہوئے اور ایک روح محرک کا کام دیکھئے مجلس سابقہ نے کوشش اور ہمت کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور تمام رہنماؤں کے ساتھ اپنے آپ کو شدید کشمکش میں ڈال دیا جس سے ہم آج نکل رہے ہیں۔ ہماری وطنی فوج جو پہلے محض ایک غیر منظم گروہ تھا۔ اب باقاعدہ طریق پر آراستہ اور تربیت یافتہ فوج بن گئی ہے۔ جو ہمارے دفاع حقوق کی بہترین ضامن ہے اس ترتیب اور حسن انتظام کی سب سے بڑی دلیل ان کارناموں سے ملے گی۔ جو ہمارے توانے کارزار سقاریہ فرہ احصار اور ازمیر شہر میں دکھلائے۔ یہ کارنامے تاریخ کی زریں داستانیں بن چکے ہیں اور ان کا دہرانا اب میرے لئے ضروری نہیں۔ مگر ہم نے اپنی تمام کوششوں کو میدان جنگ ہی کے لئے وقف نہیں رکھا بلکہ میدان سیاست میں بھی ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔ اس ضمن میں ہم نے کئی ایک عہد نامے اجنبی طاقتوں کے ساتھ مرتب کئے۔ اور اپنی مجلس ملی میں بہت سے جدید قوانین وضع کئے۔ اور ان سب کے بعد موجودہ عہد نامے کی جان یعنی معاہدہ مدانیہ پر دستخط ثبت کئے۔ جس کا نتیجہ عہد نامہ لوزان کی صورت میں پیدا ہوا ہے۔ اور اسے گزشتہ چار سال کی جد و جہد کی میزان نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ اس عظیم الشان کامیابی کا اندازہ کرنا ہو۔ تو ان معاملات پر نظر ڈالنی چاہئے۔ جو گزشتہ چار سو سال سے ہماری ملت پر گزر رہے ہیں۔

عہد نامہ لوزان نے "ایشیا کبیر" کے خواب کو برباد کر دیا ہے۔ اس نے "حکومت پونس" کا خاتمہ کر دیا ہے اس نے سمرنا اور ادانہ کو غیروں کے ہاتھوں سے چھڑا کر ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ اور اس نے قسطنطنیہ پر پرچم ہلال اڑانے کا استحقاق از سرِ نو ہمیں بخشا ہے۔ اس سے گزشتہ زمانے کی "مراعات" یعنی امتیازی حقوق پامال ہو چکے ہیں اور ترکی کو اس کے ذریعہ سے اب دنیا کے متمدن کے درمیان مساوات کا حق حاصل ہوا ہے۔ یہ امتیازی حقوق وہ حقوق تھے۔ جو چار سو سال سے ہماری ترقی

اور ہمارے فلاح کے مانع بنے رہے ہیں۔ مگر ان نتائج سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اب ہماری کوششوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ برعکس اس کے ان نتائج نے ہم پر اور ہمارے بعد آئندہ نسلوں پر یہ فرض عائد کر دیا ہے کہ ہم ان نتائج کو ترقی دیتے رہیں۔ اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھیں۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ وہ شیریں ثمر جو آج ہمارے قبضہ میں ہے پھر ہم سے اغیار نہ چھین لیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ گزشتہ زمانے کے منحوس واقعات پھر کبھی ہماری پاک سرزمینوں میں رونما نہ ہوں اور ان اہم مقاصد کی طرف اب ہماری توجہ کلی طور سے مبذول ہونی چاہئے صلح کے بعد ہمارا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنی اقتصادی حالت کو قوی کریں۔ اگر ہماری اقتصادی حالت درست ہو گئی تو اس سے وہ تمام اسباب پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو ہماری مسلسل آزادی اور خوشی کے ضامن ہو سکتے ہیں اس کے لئے نیز اور معاملات کے لئے سب سے بڑی ضرورت ساری قوم کی کوشش ہے اگر یہ اتحاد اور یہ اتفاق ہم میں پیدا ہو گیا تو یاد رکھو ہمارا بیڑا پار ہے ہمیں ان اندرونی و بیرونی فرقوں کے مقابل جو قومی اختیار کے دشمن ہوں باہمی اتفاق کی ایک سدِ سکندری پیدا کرنی چاہئے۔ اپنی فوج جو ہر ایک ملک میں وطنی آزادی کے حصول کا بہترین آلہ ہے پورے طور سے تیار اور آراستہ رکھنے میں تمام ممکن ذرائع کو کام لانا چاہئے، قوائے ملی کو کبھی کمزور نہ ہونے دینا چاہئے۔

ایک آراستہ پیراستہ فوج کی ضرورت

بنا بریں استقلال ملی کی تکمیل کا اولین ذریعہ یعنی ایک منظم فوج ان اصول میں سے ہے جن کی اساس پر ہمارا ایوان آزادی کھڑا ہے اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ صلح نامہ جس پر ہم نے آج دستخط کئے ہیں ایک قطعی صلح ہے اور اس کے بعد ہماری مشکلات ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں تو وہ شخص یا تو ایک کمسن بچہ ہے یا کوئی دیوانہ ہے ایسا سمجھنا ملک کو پھر ان گڑھوں کی طرف دھکیلنا ہے جن سے ہم ابھی نکلے ہیں مگر ہم خواہ مخواہ لڑائی مول لینا نہیں چاہتے۔ ہم نے نہایت دشواریوں کے بعد آزادی حاصل کی ہے اور اب ہم امن چاہتے ہیں اور ہر ایسی قوم سے پُر امن تعاون کے حامی ہیں جو ہماری آزادی کی عزت کرنے کے لئے تیار ہے ہم ایسی قوموں سے ہمیشہ اپنا رابطہ بڑھاتے رہیں گے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اپنی حفاظت خود کرنے کے اصول کو بھی ہاتھ سے نہ دیں گے۔ کیونکہ گزشتہ برسوں کے تلخ تجربے نے ہم پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ کمزور قوموں کے حقوق کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے ہمیں اپنی قوت دفاع حقوق کو ہمیشہ قومی خدمت کے لئے مستعد و آمادہ رکھنا چاہئے۔

ترک امن وامان چاہتے ہیں

ملک کی سب سے پہلی ضرورت اس وقت انتظام عدل کی اصلاح ہے اور اس کے ساتھ اقتصادیات اور تعلیم عام بھی اہم فرائض میں ان کی تکمیل کے لئے ہمیں ایک پُرامن زمانے کی ضرورت ہے اس لئے ہم سے بڑھکر کوئی اور ملت بین الاقوامی رواداری اور دوستی کی مدعی نہیں ہوسکتی۔ ہمارا ملک اس وقت ایک میدان ہے جس پر کھنڈر ہی کھنڈر نظر آرہے ہیں۔ لیکن ان کھنڈروں میں ایک ایسی قوم آباد ہے جس کے رگ وریشے میں قومی فلاح کا خیال سرایت کرچکا ہے۔ ہم ترقی کے متمنی ہیں اور اس کو پورا کرنے کی ہی کوشش کررہے ہیں۔ اپنی پُرامن مساعی تو ہمیں ساری دنیا پر اس امر کا اعلان کردینا چاہیئے۔ کہ ہم اپنی دوازدہ سالہ جنگ کے بعد سرطرح سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کے متمنی ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس پاک سرزمین کو جو صدیوں سے ہمارے آباؤ اجداد کے خون سے سینچی جاچکی ہے۔ اپنی پُرامن کوششوں سے مالامال کرنے کے لئے کمربستہ ہیں اس اہم فرض کی تکمیل کی اولین شرط قومی اتحاد وقومی اتفاق ہے۔ ہماری مجلس ملت اس اتحاد کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔

ارواح شہداء کیلئے دعا

ہم آج اس مجلس میں بیٹھے ہیں مگر ہمیں ان جانباز مجاہدوں کو نہ بھولنا چاہیئے۔ جن کی طفیل ہمیں یہ روز سعید میسر ہوا ہے۔ (اس مرحلے پر سب حاضرین کھڑے ہوگئے اور دیر تک شہداء کی ارواح کے لئے دعائے فاتحہ پڑھتے رہے۔

اس کے بعد خطبے کے اختتام پر غازی پاشا نے موجودہ نظام حکومت کی تفصیل بیان فرمائی اور پھر یہ فرمایا کہ کس طرح بتدریج تحریک کی مختلف مدارج سے نکل کر مکمل ہوئی خاتمے پر یہ فرمایا۔

اے مبعوثین ملت۔ ہماری قوم میں خدا نے ترقی اور ارتقاء کے تمام اسباب اور تمام طاقتیں پیدا کی ہیں۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان طاقتوں کو اچھی طرح سے بڑھائیں اور ان کے مجموعی فوائد سے قوم کو متمتع کرکے اس کا نام دنیا کی سرفراز قوموں میں لکھوادیں۔ میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ خدائے برتر وواحد اس مشکل گر مبارک سعی میں آپ کا حامی۔

(آمین کی صدائیں اس کے بعد مرحبا کے نعرے بلند ہوئے)

شیر ترکی

(محمد سعید خاں سکریٹری بزم ادب دریواڑی)

آیا تھا لیکے دہر میں پیغام حُریّت — جاری کئے جہان میں احکام حُریّت
ہردم تیری زباں پہ رہا نام حُریّت — سچ تو یہ ہے کہ تو نے کیا کام حُریّت

اے باغبان گلشن ملت صد آفریں
اے پاسبانِ بزم شجاعت صد آفریں

مردانگی کے تونے وہ جوہر دکھادئے — وقتِ نبرد کشتوں کے پشتے لگادئے
راہ طلب میں جو ہوئے حائل مٹادئے — صد مرحبا کہ شیروں کے چھکے چھڑادئے

رگ رگ میں تیری جوش کا طوفان تھا دردتھا
یہ امر واقعہ ہے کہ تو شیر مرد تھا

کمال اتاترک کی کہانی

خود اُن کی زبانی

ایک مقتدر راخبار نویس سے ذیل کے واقعات غازی اتاترک نے بیان کئے ہیں جن کے صحیح ہونے میں ذرا بھی شک نہیں کیا جاسکتا۔

"میں ۱۸۸۱ء میں بمقام سالونیکا پیدا ہوا۔ میرے والد ایک پرانے طرز کے ترک تھے اور چنگی کے محکمہ میں ملازم تھے۔ اُن کی وفات کے بعد میرا نام سالونیکا کے ہائی سکول میں لکھوا دیا گیا۔ ایک دن جب کہ استاد ہماری جماعت کو تعلیم دے رہا تھا میری ایک لڑکے سے لڑائی ہوگئی، اور ہم دونوں نے اس قدر شور مچایا کہ استاد نے مجھے پکڑ کر بہت مارا اس پر میں اُسی وقت مدرسے سے چلا آیا۔ میری دادی پہلے ہی میرے مدرسے جانے کی مخالف تھیں اس واقعہ نے بھی اور مدد دی۔ اور انہوں نے مجھے اٹھا لیا۔

میری عمر کوئی دس برس کی ہوگی۔ دن بھر سڑکوں پر کھیلتا تھا مگر وطن پرستی کا جذبہ جوش پر تھا۔ میرے ہیرو وہ ترکی افسر تھے جو روزانہ میرے سامنے سے گزرتے تھے۔

میں اُن سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور میرا جی یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اُن میں سے ایک ہو جاؤں۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہمارے ہمسایہ کا ایک لڑکا فوجی مدرسے میں پڑھتا ہے تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں بھی اس کے ساتھ اس مدرسہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ مگر میری والدہ نے سخت مخالفت کی۔ میرا جذبہ اس قدر قوی تھا کہ اپنی والدہ کی مخالفت کے باوجود میں فوجی داخلہ کے امتحان میں شریک ہوگیا، اور کامیابی کے ساتھ اسے پاس کر کے سالونیکا کے ایک فوجی سکول میں داخل ہوگیا۔

میرے ریاضی کے استاد کا نام اتفاق سے بالکل وہی تھا۔ جو میرا ہے۔ اس سے بعض اوقات بڑی غلط فہمی ہو جاتی تھی۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ دونوں میں سے کوئی ایک نام بدل لے اور یہ تجویز کیا کہ میں اپنے نام کے ساتھ ایک لفظ بڑھا لوں۔ چنانچہ انہوں نے لفظ کمال بڑھا کر میرا نام مصطفےٰ کمال کر دیا۔ یہ میرے موجودہ نام کی اصلیت ہے۔

ہائی سکول کی تعلیم ختم کر کے میں مناستر کے کالج میں داخل ہوگیا اور وہاں کے اعلیٰ امتحانات پاس کر کے قسطنطنیہ کی قومی یونیورسٹی میں بھیج دیا گیا یونیورسٹی کی اعلیٰ جماعتوں میں پہنچ کر ہم نے سیاسیات میں دلچسپی لینی شروع کی، باوجودیکہ نظام بہت سخت تھا مگر ہم نے سیاسی لٹریچر مہیا کر دیا مثلاً نامق بے اور اپنی کے ہم خیالوں کی کتابیں اور رسالے۔ ان کتابوں کا پڑھنا حکومت کی طرف سے سخت منع تھا۔ ان کتابوں کے پوشیدہ طور پر پڑھنے سے ہم نے محسوس کیا کہ موجودہ نظام حکومت خراب ہے۔ رفتہ رفتہ ہماری نفرت بڑھتی گئی اور ہم نے ہر طرف سیاسیات میں معاشرت میں، سوسائٹی میں حتیٰ کہ مدارس میں استبداد کو مستولی دیکھ کر قطعی فیصلہ کر لیا کہ موجودہ نظام حکومت قوم کی آئندہ ترقی اور اس کی مصالح کے لئے سخت مضر ہے، اس لئے اسے بدلنا چاہیئے۔

اسی حقیقت کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد ہم نے ضرورت محسوس کی کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی بیدار کریں۔ چنانچہ ہم نے ایک چھوٹی سی خفیہ جماعت قائم کر کے پوشیدہ طور پر ایک پرچہ نکالا میں اس جماعت کا صدر اس کا سر محرر تھا۔

تھوڑے دن بعد ہمارا راز کھل گیا، اور سلطان عبدالحمید خان غازی کے جاسوسوں نے ہماری رپورٹ حکومت کے پاس بھیج دی۔ اس پر ناظم کلیہ کو ہدایت کی گئی کہ ہمیں فہمائش کر کے آئندہ ایسی حرکات سے منع کر دے مگر ہم باز نہ آئے اور تمام زمانۂ تعلیم میں اپنے مقاصد کی اشاعت کرتے رہے۔

جب ہم نے تعلیم ختم کر دی تو شہر کے ایک خاموش حصہ میں کمرہ کرایہ پر لے کر اپنا کام شروع کر دیا ایک دن ہم ایک شخص سے ملے۔ اس نے کہا کہ میں ضرورتمند ہوں، پہلے میں ترکی فوج میں افسر تھا۔ مگر اب نہ میرے پاس کھانے کو کچھ ہے اور نہ کہیں پر پڑ رہنے کو جگہ۔ ہم نے اس پر رحم کھایا اور اُس کو اپنی انجمن کے کمرے میں سو رہنے کی اجازت دیدی۔

دو دن بعد ہماری جماعت کے ممبر گرفتار کر لئے گئے اور میں بھی گرفتار ہو کر جیل بھیج دیا گیا معلوم ہوا کہ یہ شخص سلطان کا جاسوس تھا۔ چار ماہ بعد ہم لوگ چھوڑ دیئے گئے۔ مگر یہ آزادی عارضی تھی۔ دو ہفتہ بعد مجھے جلا وطن کر کے شام کی فوج میں کپتان مقرر کر دیا گیا۔ وہاں میری ملاقات ایک تاجر سے ہوئی جس کی قسمت میری ہی جیسی تھی۔ وہ قسطنطنیہ کے

مدرسہ طبیہ کا طالب علم تھا۔ اور اپنی سیاسی کارروائیوں کی وجہ سے شام کی طرف جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ ہم دونوں بڑے گہرے دوست ہوگئے اور وہاں ایک خفیہ جماعت قائم کر دی جس کا مقصد یہ تھا کہ قوم کو جمہوری نظام حکومت کی ضرورت بتانے کے لئے زبردست اشاعت و تبلیغ کی جائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہماری جماعت تمام علاقہ شام میں پھیل گئی۔ بیروت، یافہ اور بیت المقدس اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں شاخیں قائم ہوگئیں۔

مگر میرا یہ عقیدہ تھا کہ مقدونیہ میں انقلابی خیالات کو قبول کرنے کی صلاحیت شام سے زیادہ ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ سالونیکا چلا جاؤں مگر مجھے شام سے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔

اس زمانہ میں شکری پاشا سالونیکا کے گورنر تھے جن کے متعلق مجھے معلوم تھا کہ وہ بڑے آزاد خیال اور پاکباز آدمی ہیں۔ میں نے ان کو ایک خط لکھا جس میں اپنے خیالات اور ارادے ان پر ظاہر کر دیئے اور مدد کی درخواست کی۔ جواب میں انہوں نے مجھے کوئی خط نہیں بھیجا کیونکہ یہ بہت خطرناک تھا۔ مگر انہوں نے ایک ذریعہ سے مجھے مطلع کر دیا، جہاں تک ان کے امکان میں ہوگا وہ میری مدد کریں گے۔ اس وعدے سے میری ہمت بڑھی اور میں نے شام کو سالونیکا کے لئے چھوڑ دیا۔

افشائے راز سے بچنے کے لئے میں مصر اور یونان کے راستے سے گیا اور بآسانی پہنچ گیا مگر شکری پاشا مجھ سے نہیں ملے۔ انہوں نے اگرچہ مجھ کو آزادی کے ساتھ کام کرنے سے نہیں روکا مگر میری ہمت افزائی بھی نہیں کی۔ اس سے مجھے تھوڑی سی ناامیدی ہوئی۔ چار مہینے تک کچھ نہ کر سکا۔ آخرکار میں اپنے چند پرانے دوستوں سے ملا۔ جن کے سامنے میں نے اپنے ارادے ظاہر کئے۔ اور یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حکومت کے خلاف ایک جماعت قائم کریں۔ وہ سب مستعد جوشیلے اور تیز نوجوان تھے انہوں نے میری تجویز کو بڑے جوش سے قبول کیا۔ شکری پاشا نے جنگ بلقان میں مدافع ادرنہ کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ ان کا انتقال ۱۹۱۶ء میں ہوا۔

اسی زمانے میں مجھے مطلع کیا گیا کہ مرکزی حکومت بڑے غور سے میری نقل و حرکت کو دیکھ رہی ہے اور بہتر یہ ہے کہ میں فوراً واپس ہو جاؤں۔ میں نے جماعت کے مسئلہ کو اپنے دوستوں پر چھوڑ دیا اور شام چلا گیا وہاں تقریباً تین سال رہا اور اس عرصہ میں ایسی خاموشی برتی کہ میری طرف سے حکومت سب کچھ بھول گئی پھر میں نے باقاعدہ طور پر گھر جانے کی اجازت چاہی اور خود متعجب ہوں کہ مجھے آسانی سے اجازت مل گئی۔

جب میں سالونیکا پہنچا تو دیکھا کہ ہماری جماعت "حریت" اب انجمن اتحاد و ترقی کے نام سے موسوم ہے ڈاکٹر ناظم بے سالونیکا آ گئے تھے اور انہوں نے میرے دوستوں کو مشورہ دیا تھا کہ اپنی جماعت کا وہی نام رکھیں جو انہوں نے پیرس کی انجمن کا نام رکھا تھا اور میں بھی اس جماعت میں شریک ہوگیا اور ہم نے بڑی تیزی سے اپنا کام کیا۔ آخر ۱۹۰۸ء میں ہم سلطان عبدالحمید خاں کی حکومت کو الٹ کر دستوری حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

انقلاب خالصۃً فوجی تھا اور فوجی افسر ہی اس کے داعی تھے۔ پس فوج گمراہ ہوگئی اور اس نے سیاست ملکی میں دخل دینا شروع کر دیا۔ میں نے تجویز کیا کہ فوجی افسروں کو سیاسی مسائل میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ مگر اس کو قبول نہ کیا گیا۔

انقلاب کے بعد ترکی فوج کی دوبارہ تنظیم کی گئی۔ اس تنظیم جدید میں میں عزت پاشا کی کمپنی میں تھا۔ اس وقت پاشائے موصوف البانیہ میں تھے پھر قسطنطنیہ آ گئے۔ اور اب حکومت قسطنطنیہ کے وزیر خارجہ ہیں جب میں قسطنطنیہ پہنچا تو اٹلی نے جنگ کا اعلان کر دیا تھا، اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے میں بھیس بدل کر طرابلس پہنچا اور محاذین غازی کی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مگر ہم طرابلس میں مصروف مدافعت تھے کہ دفعۃً جنگ بلقان چھڑ گئی میں نے فیصلہ کیا کہ بلقان میں میری ضرورت طرابلس سے زیادہ ہے۔ جب خود میرا گھر خطرہ میں ہے تو یہ مناسب نہ تھا کہ میں طرابلس میں جنگ کرتا۔ چنانچہ میں طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا جب میں نے قسطنطنیہ میں قدم رکھا اس وقت بلغاری فوج گیلی پولی پر تھی مجھے فوراً دفاعی فوج کے سٹاف میں مقرر کر کے محاذ پر بھیج دیا گیا۔ ہماری فوج نے زبردست حملہ کیا اور دشمن کو دھکیل کر اس کے اصلی خطوط تک پہنچا دیا۔

ترکی کا شاندار مستقبل

ترکی حکومت کے مستقبل پر گزشتہ اجلاس پارلیمنٹ میں غازی کمال پاشا نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ترکی کو نہ صرف اپنے قدموں پر کھڑا کر دیں بلکہ ہماری قلمرو کے جو حصے ابھی تک دوسروں کے قبضہ میں ہیں ان کو بتدریج اور آہستہ آہستہ واپس لیں "اسکندرونہ پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بحر روم کی حفاظت کی ذمہ داری بہت بڑی حد تک ہم پر عائد ہوگئی ہے۔ ہم اسکندرونہ کی بندرگاہ کو اتنا مضبوط بنا دیں گے کہ دیکھنے والوں کو اس پر سنگاپور کا دھوکا ہوگا۔ اسکندرونہ کی آزادی اور واگذاری کے بعد ہمارا جو دوسرا قدم ہوگا وہ عین ترکوں کی مرضی کے مطابق ہوگا فرانس چاہتا ہے کہ اسکندرونہ کے مقابلہ میں لاذقیہ کو اپنا بحری مستقر بنائے، حالانکہ اسے معلوم ہے کہ لاذقیہ ترکی

قلمرو کا جزو اعظم ہے۔ اس پر تمام ہال میں اس قدر حیرت زدہ ہو گئے کہ تین منٹ تک غازی موصوف خاموش کھڑے رہے آپ نے بین الاقوامی نزاکتوں پر تبصرہ کرنے سے احتراز فرمایا اور صرف اتنا کہا کہ دنیا کی حکومتیں ایک دوسرے سے خواہ کسی حد تک دست و گریباں ہوں مگر ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ترکی قوم اپنی حفاظت کے لئے جائز اور ناجائز کام کر گزرے گی۔

اتاترک

ہیہات وہ اسلام کا فرزند اتاترک — وہ مادرِ گیتی کا جگر بند اتاترک

وہ ملتِ بیضا کا نگہدارِ جواں مرد — وہ فاتح و منصور و برومند اتاترک

وہ شیر وہ اللہ کا بے باک سپاہی — جرأت میں فزوں حلم میں دوچند اتاترک

ہاں برق صفت خرمنِ دشمن پہ گرا تھا — وہ جرأتِ شیرانہ کا پابند اتاترک

وہ خار کہ پیوست تھا یورپ کے جگر میں — تھا گلشنِ ترکی کا خداوند اتاترک

بیمارِ لبِ جانِ سمرنا کا مسیحا — ذی حوصلہ خوددار و شکر خند اتاترک

بازیچۂ اطفال سمجھتا تھا لڑائی — آتا تھا نظر جنگ میں خورسند اتاترک

جس ارضِ مقدس پہ حکومت کی برسوں — ہوتا ہے اسی خاک میں پیوند اتاترک

خورشید وہ دن آئیگا جب خاکِ وطن کا
ہر ذرہ تری کھائیگا سوگند اتاترک

مس خورشید غلام آرٹسٹ بمبئی

ہندوستان کے مشہور انشا پردازوں کی ہفت رنگ

ایک پلاٹ پر سات مشہور افسانہ نگاروں (ایم اسلم۔ قیس رامپوری۔ شاہد احمد۔ انصار ناصری۔ فضل حق قریشی۔ اشرف صبوحی۔ ابو ظاہر) کے شاہکار افسانے۔ ہر افسانہ کچھ ایسے پیرایہ میں لکھا گیا ہے کہ اچھوتا معلوم ہوتا ہے۔ ہر افسانہ نگار نے اپنی انشا پردازی کا سارا زور ختم کر دیا ہے۔ اس ہفت رنگ مجموعہ میں ادب لطیف کا کمال دیکھئے۔ پلاٹ ایک ہی ہے۔ لیکن ہر افسانہ نگار کی جنبش قلم نے اسے کچھ اس طرح پیش کیا ہے کہ کہانی بالکل نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ حسن کاری کا ایسا نادر مجموعہ آپ کو غیر زبانوں میں بھی نہیں مل سکتا۔

پلاٹ یہ ہے

ایک شخص — غیر متعارف خاتون سے خط و کتابت — روحانی فضا اور دل بستگی — ایک حسینہ سے تعارف — محبت — ازدواج — مسرت و انبساط — شکر رنجیاں — کشیدگی — بیزاری — ایام گزشتہ کی یاد — سابقہ مراسلت کی تجدید — تحصیل سکون — اتفاقیہ طور پر انکشاف حقیقت — مراسلہ نگار خاتون کی اصل شخصیت — شریک حیات — !! — لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کاغذ عمدہ سفید۔ ضخامت ۲۰۴ صفحات مجلد۔ سلا صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی کے دو شاہکار

تیرہ مغربی پریاں

یورپ کی وہ جوان عورتیں جنہوں نے اپنے حسن اور برق پاش نگاہوں سے عاشقوں کے دلوں کو زخمی کیا۔ اپنے بے پناہ حسن سے ہزاروں کے دلوں کو موہ لیا۔ شاہی تخت تاج کو ایک آن کی آن میں پلٹ کر رکھ دیا۔ ان حسین عورتوں میں سب کی سب شاہی خاندانوں سے تعلق رکھنے والی عورتیں ہیں۔

روس کی ملکہ کیتھرائن۔ ملکہ روس اول۔ بلینا۔ میڈم ڈی اسٹائل جون آف آرک۔ بوادیقیا اور نمارطس مانڈدا۔ ایڈلین۔ جنفیات یاربہ اولان فلیون۔ مہ جبین روم لقریطیہ اسپاسیا یونانیہ۔ دیدان ملکہ سدر شیریں۔ ملکہ عجم۔ ان تمام عورتوں کے حالات پڑھیے جنہوں نے عشق و محبت۔ سوز و گداز۔ تیر و تفنگ کی وہ جاں آفریں چالیں دکھائی ہیں کہ آپ پڑھتے پڑھتے داد دینے لگیں گے۔

ضخامت دو سو صفحات۔ قیمت صرف بارہ آنہ (۱۲ر)

بارہ حسینان مشرق

یہ کتاب اپنے اندر جذبات اور روح پرور واقعات کا ایک خزانہ پوشیدہ رکھتی ہے۔ اسمیں ان عورتوں کے کارناموں کو واضح کیا گیا ہے جنہوں نے ملکۂ حسن کا لقب حاصل کیا جوانی کے زمانہ میں محبت کی بڑھاپے تک نبھایا۔ دوسروں سے محبت کی اسکو نبھایا۔ سلطنت پر حکومت کی خوب داد و دہش کے ساتھ مردوں سے زیادہ خراج تحسین حاصل کیا۔ جب تلوار سنبھالی جوہر دکھائے دشمن کے سامنے بے محابا جم گئیں۔ تلوار کے مقابلے میں ٹوٹ گئیں مگر واہ رے حسینان مشرق جو نام پیدا کیا وہ رہتی دنیا تک زندہ جاوید رہے گا۔ ناظرین محشر خیال اس کتاب کو پڑھیے اور حیرت و استعجاب کی دنیا میں غرق ہو جائیے محبت حسن۔ جوانمردی۔ حیا پروری اور دوشیزگی کے جذبات کے مظاہر انگشت بدندان کر دیں گے۔

ضخامت دو سو صفحات قیمت فی جلد صرف بارہ آنہ (۱۲ر)

محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار

ان تینوں کتابوں کے ملنے کا پتہ۔ دفتر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

ہماری حکومت کا ابتدائی دور دلچسپ حالات

از خالدہ ادیب خانم
(مترجمہ مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی)

شام کی دھندلی روشنی میں اسٹیشن پر ایک بڑی بھیڑ نظر آئی۔ پلیٹ فارم پر گاڑی پہنچتے ہی میں نے ایک بھوری پرچھائیں تیزی سے آگے بڑھتے دیکھی۔ پرچھائیں نے اپنے ایک ہاتھ کا دستانہ، پھرتی سے اتار لیا عظیم کلپاک ٹوپی کے نیچے شام کے اندھیرے میں پرچھائیں کا چہرہ دھندلا سا معلوم ہوتا تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا کا بارعب جنگی ساخت کا چہرہ جسے میں نے باب عالی روڈ" (قسطنطنیہ) میں دیکھ چکی تھی پہچانا نہ جاتا تھا۔

جس ڈبے میں میں بیٹھی تھی اس کا دروازہ اچانک کھل گیا، اور مجھے اتارنے کیلئے مصطفیٰ کمال پاشا کا ہاتھ اندر بڑھتا نظر آیا اس وقت کی دھندلی روشنی میں ان کے پورے جسم میں سے صرف ان کا ہاتھ ہی میں اچھی طرح دیکھ سکی۔ در اصل اس شخص کے تمام جسم میں یہ ہاتھ ہی سب سے زیادہ اہمیت بھی رکھتا ہے۔ پتلا سا بے عیب ہاتھ، لمبی لمبی نازک انگلیاں، صاف شفاف جلد جسے میدانِ جنگ کی سختیاں بھی بے رونق نہیں کر سکیں، صرف یہ ہاتھ دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ اس کا مالک، مرد ہے۔ یہ جنگجو ترک کے ہاتھ سے بالکل مختلف ہے جو ہمیشہ اپنے دشمن کا گلا گھونٹ ڈالنے کیلئے تیار رہتا ہے۔

"خوش آمدید خانم آفندی!" مصطفیٰ کمال پاشا نے دھیمی آواز میں کہا۔ پھر میں اپنی ایک بچپن کی دوست، ریدار خانم کے ساتھ ان کے گھر کو روانہ ہو گئی۔ اس وقت انگورہ میں گھر کہاں تھے؟ جھونپڑا کہنا چاہئے میں غسل کی تیاری کر رہی تھی کہ دروازہ کی گھنٹی بجی ڈاکٹر عدنان کے ساتھ مصطفیٰ کمال پاشا اندر داخل ہوئے۔ اب اسٹیشن والی بھوری پرچھائیں کہنے... موجود تھی۔ مگر یہاں بھی لیمپ کی روشنی مدہم تھی، میں مصطفیٰ کمال کے خدوخال کا اچھی طرح معائنہ نہ کر سکی مجھے امید تھی کہ پہلی ہی ملاقات میں ان کی حقیقی ذہنیت معلوم کر لوں گی، مگر بالکل ناکام رہی۔

یہ ایک عجیب شخصیت ہے۔ اس کا دماغ، برقی لیمپ کی طرح ہے کبھی دفعۃً روشن ہوتا ہے اور تمہیں اپنے وہی پہلو دکھا دینا چاہتا ہے جو اس کے سب سے زیادہ شاندار پہلو ہیں، مگر یہ روشنی بھی اتنی تیز ہوتی ہے کہ ایک جھلک کے بعد ہی تمہاری آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہ خود تاریکی میں چلا جاتا ہے اور تم اندھیرے کے سوا کچھ دیکھ نہیں سکتے آج اس پر تاریکی غالب تھی۔ میں اس شخص کی گفتگو سن رہی تھی اور متعجب تھی، کیونکہ میں نے اس ذہانت و ذکاوت کا اس میں کوئی نشان نہیں پایا جس کی شہرت تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور جس کا شاندار مظاہرہ وہ انقلاب کے اولین دنوں میں کر چکا تھا۔" یہ شخص، یا تو سراسر منتشر دماغ رکھتا ہے، یا اس قدر پیچیدہ واقع ہوا ہے کہ فوراً اسے سمجھا نہیں جا سکتا" میرے ذہن میں یہ خیال ہوا اور میں نے آخری نتیجے کو ترجیح دی۔

دوسرے دن مجھے دوپہر کو فوجی ہیڈکوارٹر تک لے جانے کے لئے ایک گاڑی آ پہنچی۔ ایک پہاڑی ٹیلے پر مضبوط سنگی عمارت کے سامنے پہنچ کر گاڑی رک گئی۔ یہی فوجی ہیڈکوارٹر کی عمارت تھی جو اب سے پہلے زراعتی مدرسے کیلئے بنائی گئی تھی۔

پھاٹک پر دو سنتری کھڑے تھے۔ ایک خوش وضع سرجنٹ مجھے اوپر کی منزل میں لے گیا۔ وسیع ایوان میں مصطفیٰ کمال پاشا ڈاکٹر عدنان اور حامی بک سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے لپک کر بہت ادب سے میرا ہاتھ چوما۔ آج خوش و خرم نظر آتے تھے۔

میں نے فوراً یہ مسئلہ پیش کر دیا کہ اس وقت ہماری سب سے بڑی ضرورت، ایک خبر رساں ایجنسی کا قیام ہے، کیونکہ نہ بیرونی دنیا ہمارے مقاصد سے واقف ہے نہ خود اناطولیہ کی آبادی کو کچھ خبر ہے مصطفیٰ کمال پاشا نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے درخواست کی کہ میں اخبار "حاکمیت ملیہ" کی بھی امداد قبول کروں جسے عنقریب یونس نادی بک، جاری کرنے والے تھے۔ پھر میں نے ایک ٹائپ رائٹر مہیا کرنے کی ضرورت جتائی۔ مصطفیٰ کمال نے کہا کہ اسے جلد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہم ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ سیاہ لباس میں ایک پستہ قد آدمی اندر داخل ہوا یہ کرنل عصمت تھے (موجودہ وزیر اعظم) ان کا چہرہ از حد سنجیدہ، از حد بھولا تھا۔ پرانے زمانے کی فصاحت ان کی صاف، مرتب

کرنا قرین مصلحت نہ تھا۔ مخالف بنادی تھی۔ کان سے ادب نا آشنا ہیں۔ اس لئے مخاطب کی گفتگو سمجھنے کیلئے ذرا سر آگے بڑھا دیتے ہیں۔ اُن کا یہ انداز، اُن کے حسین سنجیدہ چہرے میں ایک عجب شان پیدا کر دیتا ہے۔

انگورہ پہنچنے کے تیسرے دن میں اور عدنان، دونوں ہیڈ کوارٹر میں منتقل ہو گئے۔ ہمارے قیام کیلئے دو کمرے خالی کروا دئیے گئے۔ پانچویں دن سے میں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا۔ ہیڈ کوارٹر میں تمام رہنے والے ایک ہی میز پر کھانا کھاتے تھے۔ رات کا کھانا بہت دلچسپ ہوتا تھا ہر کوئی پوری بے تکلفی سے اپنی پچھلی زندگی کے حوادث اور تجربے بیان کرتا تھا۔ مصطفیٰ کمال کو باتیں کرنے کا بہت اچھا سلیقہ ہے۔ رات کے کھانے پر وہ پیٹ بھر کے باتیں کیا کرتے تھے اُن کی گفتگو میں ترکی کے اکثر مشہور آدمیوں کی بُری گت بنا کرتی تھی لیکن وہ کسی کا نام نہیں لیا کرتے تھے اپنے بستر پر جانے کے بعد میں نے بارہا سوچا کہ اس دنیا میں کوئی آدمی بھی ایسا موجود ہے جس کی تعریف میں مصطفیٰ کمال پاشا ایک لفظ بھی کہنا پسند کرتے ہیں؟ سب سے زیادہ دلچسپ گفتگو زنِ عصمت کی ہوا کرتی تھی۔ وہ ہر قسم کی طعن و تشنیع سے پاک، نہایت سادہ مگر از حد بلیغ اور دلفریب ہوا کرتی تھی۔

ہم سے بہت پہلے احمد اللہ صبحی بک اور بکیر سامی بک استامبول سے انگورہ پہنچ چکے تھے یہ لوگ بھی رات کی گفتگو میں شریک ہوتے تھے بارہا ملک کی آئندہ حکومت کے طرز پر بہت گرما گرم بحثیں ہوا کرتی تھیں یہ مسلّم تھا کہ ترک قدامت پرست ہیں اور سلطان کی حکومت کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔ استامبول سے بھاگ آنے والے یہ مدبّر، ترکی قوم کی رجعت پسندی سے ڈرتے تھے اور ان کی رائے تھی کہ اناطولیہ کی حکومت ایک عارضی قرار دی جائے۔ یہ تمام مدبر یورپین تعلیم و تربیت حاصل کئے ہوئے تھے، اس لئے یورپین حکومتوں ہی کی مختلف شکلوں پر بحث کیا کرتے تھے۔ جلال الدین عارف بک بین الاقوامی تاریخ کے مشہور پروفیسر تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ اناطولیہ کی حکومت، بادشاہی ہو، مگر اُس کا کوئی بادشاہ نہ ہو۔

مصطفیٰ کمال پاشا اس قسم کی تمام تجویزوں کی بڑی سختی سے مخالفت کرتے تھے "تمہاری تجویزوں کا لبِ لباب یہ ہے کہ تم جمہوری حکومت چاہتے ہو، مگر یہ لفظ بولنا نہیں چاہتے" مصطفیٰ کمال کہا کرتے تھے "بلاشبہ یہ لفظ، قوم کو خوف زدہ کر ڈالنے والا ہے۔ لیکن ہم قدیم شکل کی حکومت قائم کرنے پر کیوں مجبور بن رہے ہیں؟ ہم ایک ایسی حکومت بآسانی قائم کر سکتے ہیں جو خود ہماری اپنی ایجاد ہو۔ اور ہماری ضرورتیں پوری کر سکے" پھر وہ ایک مبہم انداز میں جاں جک روسو، کی طرح کہنا شروع کر دیتے تھے "حاکم قانونی قوت کی تقسیم ناجائز ہے۔ قانونی قوت کو ہرگز ہرگز، دو حصوں، مقننہ (لیجسلیٹو) اور منتفذہ (اگزیکٹو) میں تقسیم نہیں کرنا چاہئے"

ان دو اصلوں پر شرح و بسط کے ساتھ بحث کرنے کے بعد وہ ایک خاص طرزِ حکومت اتنے جوش و خروش اور فصاحت و بلاغت سے پیش کرتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا وہ اُس کے تمام پہلوؤں پر پوری طرح غور کر چکے ہیں اور خود اُن کی اپنی ایجاد ہے۔ حالانکہ وہ کوئی نیا طرز نہ تھا بلکہ اُس طرزِ حکومت کے مشابہ تھا جو انقلاب کے بعد فرانس میں ۱۷۹۲ء سے ۱۷۹۵ء تک نافذ العمل رہا تھا اپنے اس خاص حلقے میں بیٹھ کر مصطفیٰ کمال گھنٹوں اس طرزِ حکومت کی خوبیاں بیان کرتے رہتے تھے۔ مباحثہ عموماً کھانے کے بعد نو بجے رات سے شروع ہوتا تھا۔ اور اکثر پانچ بجے صبح تک جاری رہتا تھا۔ پوری گفتگو انتہائی دوستانہ اور مہذب پیرائے میں ہوتی تھی مگر ساتھ ہی از حد سنجیدہ اور پُر جوش بھی ہوتی تھی زیادہ تر گفتگو، خود مصطفیٰ کمال ہی کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ تقریر بازی کی مشق کر رہے ہیں کئی ہفتوں کی گرما گرم بحثوں کے بعد بالآخر جلال الدین عارف بک اور اُن کے ہم خیالوں کو ہتھیار ڈال دینا پڑے۔ انہوں نے مصطفیٰ کمال کی تجویزیں منظور کر لیں، کیونکہ اس وقت ملک اندرونی اور بیرونی خطرات سے گھرا ہوا تھا، خانہ جنگی کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا تھا۔ اگر تحریک کے لیڈروں میں بھی اختلاف رائے کی بنا پر پھوٹ پڑ جاتی تو ظاہر ہے، بربادی قطعی تھی۔

اپنی تجویزیں منظور کرا لینے کے بعد مصطفیٰ کمال پاشا نے نیشنل اسمبلی کے لئے ایک فصیح بلیغ تقریر لکھنا شروع کی، جو ۲۳ر اپریل ۱۹۲۰ء کو منعقد ہونے والی تھی۔ اسمبلی سے ایک دن پہلے مصطفیٰ کمال نے مجھ سے درخواست کی کہ اُن کی اسپیچ پر ایک نظر ڈال دوں بلوریے ایک دن میں یہ اہم کام میں ختم کر سکی۔

اُسی دن دوپہر کو مصطفیٰ کمال پاشا کے ایڈیکانگ نے آکر خبر دی کہ صفوت بک نام ایک شخص، استامبول سے آیا ہے اور ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ مصطفیٰ کمال نے اُسے فوراً اندر بلا لیا میں نے اس شخص کو کبھی نہیں دیکھا تھا، مگر اُس نے آتے ہی میرے ہاتھ چومتے ہوئے کہا "تمہارے لئے ایک بڑی خبر لایا ہوں۔ ترکی تاریخ میں تم ہی ایک عورت ہو جسے یہ عزت نصیب ہوئی ہے!" پھر اُس نے اخبار "پیام صباح" کا ایک پرچہ نہایت سنجیدگی سے جھک کر مصطفیٰ کمال کے ہاتھ میں دیدیا۔

"کرد مصطفیٰ پاشا کی عدالت نے تمہیں پھانسی دیدینے کا فیصلہ کر دیا ہے" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا "اور تمہارے قتل کے

دوجب یہ حضرت شیخ الاسلام نے بھی فتویٰ صادر کردیا ہے ۔۔۔؟"

"تنہا مجھی کو پھانسی ملی ہے ؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں، تم واجب القتل سات باغیوں میں سے ایک ہو" پھر انھوں نے ان باغیوں کے نام پڑھے، مصطفیٰ کمال، بکیر سامی، ڈاکٹر عدنان، علی فواد، احمد رستم، قرہ واصف، خالدہ ادیب،

"شیخ الاسلام علیہ السلام اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ ہر مومن پر ہم ساتوں باغیوں کا قتل، فرض عین ہے!" مصطفیٰ کمال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس خبر نے مجھے بد حواس کر ڈالا ہے" ڈاکٹر عدنان نے سنجیدہ ہو کر مصطفیٰ کمال سے کہا "میں پھانسی پانے سے سخت نفرت کرتا ہوں تمہارا کیا خیال ہے ؟"

"مجھے بھی بہت تکلیف ہوئی ہے !" مصطفیٰ کمال نے کہا۔

"جن لوگوں نے ہماری پھانسی کا فیصلہ کیا ہے، وہ عملی سیاست سے جاہل ہیں" میں نے کہا" اُن کی یہ حرکت ہمیں قوم میں اور بھی زیادہ محبوب بنا دے گی"

"یہ خیال غلط ہے" عصمت کی آواز بلند ہوئی " میرے نزدیک وہ کافی عقلمند اور مدبر ہیں۔ وہ جاہل متعصب ترکی قوم کی ذہنیت سے بخوبی واقف ہیں پورا انگریزی جنگی بیڑا بھی ہمیں اتنا نقصان پہنچا نہیں سکتا۔ جتنا شیخ الاسلام کا یہ فتویٰ پہنچا سکتا ہے۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ استنبول کا کوئی اخبار بھی اناطولیہ میں داخل ہونے نہ پائے"

اسی رات قومی مجلس کا نام تجویز کیا گیا، بالاتفاق "بویوک ملت مجلسی" "گرانڈ نیشنل اسمبلی" قرار پایا۔ مصطفیٰ کمال پاشا صدر مقرر ہوئے۔ اور اس طرح نئی حکومت کے حاکم اعلیٰ بن گئے۔ جلال الدین عارف بک نائب صدر تجویز کئے گئے۔ ایک وزارت بھی ترتیب دی گئی سلطان کی حکومت نے ہمارے قتل کا فیصلہ صادر کیا تھا۔ شیخ الاسلام نے اپنے فتوے میں اس کی تصدیق کر دی تھی مجھے اعتراف کرنا چاہیئے کہ ہم ڈر سے گئے تھے۔ تنہا باہر نکلنے سے جھجکتے تھے ہر لمحہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کسی مذہبی دیوانے کا خنجر ہمارے جگر کے پار نہ ہو جائے۔ جب میرا دل بہت تنگ ہوتا تھا تو مشہور بابی ہیروئن "قرۃ العین" کا یہ جملہ یاد آجاتا تھا جو اُس نے قتل ہوتے وقت کہا تھا "اوہ، مجھے زمین پر سے اٹھا دو تاکہ میں بلندی پر سے دنیا کو دیکھ سکوں"

۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو گرانڈ نیشنل اسمبلی منعقد ہوئی اور اُس نے اپنی ذمہ داری پر نیا طرز حکومت منظور کر لیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی اسپیچ کا حاضرین پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اسمبلی نے اعلان کیا کہ سلطان خلیفہ، اتحادی نوجوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا ہے۔ اس لئے انگورہ میں قوم کے نمائندوں نے مقننہ و منفذہ دونوں قوتیں اپنے ہاتھ میں لے لی ہیں۔ اعلان پر مصطفیٰ کمال پاشا کے دستخط تھے اور اوپر یہ عبارت جلی حروف میں درج تھی "گرانڈ نیشنل اسمبلی کے حکم سے" اس عبارت نے مصطفیٰ کمال کو اعلیٰ درجہ کا مدبر اور بے لوث خادم قوم ثابت کردیا۔ وہ تمام شکوک زائل ہو گئے جو ان کی بابت ہر طرف پھیلے ہوئے تھے کہ وہ ترکی قوم کے بادشاہ یا حاکم بننا چاہتے ہیں چند دن بعد اسمبلی نے وزارت کی ترتیب بھی منظور کر لی اور وزراء نے انگورہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں کام شروع کردیا۔ وزیر جن کمروں میں کام کرتے تھے وہ نہایت حقیر اور غیر آراستہ تھے۔ ضرورت بھر کی کرسیاں اور میز بھی اُس وقت میسر نہ تھے۔ نیز ہیڈ کوارٹر میں جنرل اسٹاف ڈیپارٹمنٹ بھی قائم کردیا گیا۔ ماہ مئی کے اواخر میں ایک بڑے انگریز مدبر کا بیان، انگریزی اخبارات میں نظر سے گزرا، اس کا عنوان تھا "مشرق میں ڈنڈے کی پالیسی کی ضرورت!" میں نے فوراً اس کا ترجمہ کیا اور جب مصطفیٰ کمال پاشا میرے دفتر میں آئے تو ترجمہ ایک لفظ کہے بغیر اُن کے سامنے رکھ دیا۔ اچانک اُن کے ساکن چہرے کا رنگ بدل گیا۔ رخسار بالکل سرخ ہو گئے آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور وہ اپنی مضبوط سے پایاں آواز میں انتہائی غضب ناکی سے چلائے "انگریزوں کو تسلیم کر لینا پڑے گا کہ ہم بھی ویسے ہی زندہ آدمی ہیں، جیسے وہ خود ہیں! انہیں ہم سے مساویانہ برتاؤ پر مجبور ہونا پڑے گا! قیامت تک ہم اپنا سر اُن کے آگے نہیں جھکائیں گے! آخر وقت تک ہم اُن کا مقابلہ کریں گے۔

جب مصطفیٰ کمال پاشا یہ بول رہے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا پورا مشرق اُن کے اندر سے بول رہا ہے!

یہ وقت قومی تحریک کے لئے از حد نازک تھا۔ ہر طرف خون بہ رہا تھا پورا ملک خانہ جنگی میں مبتلا تھا۔ ہم انگورہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ایک لمحہ کے لئے بھی اطمینان نصیب نہ تھا۔ ہم بالکل بے بس تھے، حتیٰ کہ مصطفیٰ کمال پاشا بھی سخت بدحواس تھے کسی کو کسی پر اعتبار نہ تھا جو مسلح ٹولیاں ہمارے ساتھ تھیں، وہ بھی اطاعت شعار نہ تھیں۔ سراسر ناامیدی ہی کا سامنا تھا۔

ہم ابھی ذرا بھی انتظام کرنے نہ پائے تھے کہ ایک عظیم بلائے ناگہانی ہمارے سروں پر ٹوٹ پڑی۔ انگریزوں کے حکم سے سلطان کے ایک کاکیشین احمد گنزوار "انزوار" نام کو پاشا کا خطاب دیکر ہماری سرکوبی کے لئے کھڑا کر دیا۔ ایک زبردست فوج اُس کی کمان میں دی اور وہ

اناطولیہ پر چھا گیا۔ دیکھتے دیکھتے بروسہ پر حاوی ہو گیا اور اسمرنہ کی طرف پیشقدمی شروع کر دی۔ اُس علاقے میں ہمارے سپہ سالار علی فواد پاشا تھے۔ انہیں سخت بے ترتیبی سے بھاگنا پڑا۔ فوراً ملک میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ اب ایک طرف انور دار پاشا کی فوجیں ہمارا گلا گھونٹ رہی تھیں، دوسری طرف داخلی بغاوت جڑ کاٹ رہی تھی۔

خلیفہ کی فوج کا مقابلہ تقریباً ناممکن نظر آ رہا تھا۔ ہماری برائے نام منظم فوج کے سپاہی، خلیفہ سے لڑنے پر آمادہ نہ تھے۔ لیکن کرنل محمود کی زیر قیادت ہماری ایک بے ضابطہ مسلح ٹولی نے خلیفہ کی فوج کا بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا مگر اصول جنگ کے بالکل برخلاف دشمن نے دھوکہ دے کر کرنل محمود کو قتل کر ڈالا۔ اور اُس کی پوری جماعت برباد ہو گئی اس شکست نے ملک کے شورش پسند عناصر کی ہمتیں اور بھی بڑھا دیں اور اب ہر طرف بغاوت پھیل گئی۔ جون اور جولائی کے دو مہینے ہم نے ناقابل بیان خوف و مایوسی میں گزارے۔ لیکن تھوڑی مدت بعد ہی حالات میں تبدیلی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ہمارے ایک بے ضابطہ لشکر نے "بولو" پر قبضہ کر لیا۔ ایک رات جبکہ ہم سب کھانے کی میز پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے اس فتحمند لشکر کے کماندار، ادہم کا ایک طویل مراسلہ پہنچا۔ اس میں ایک لمبی فہرست اُن لوگوں کی تھی جنہوں نے قوم سے خیانت کی تھی اور خلیفہ کی فوج کے دست و بازو بن گئے تھے ادہم نے مصطفیٰ کمال پاشا سے خواہش کی تھی کہ جلد سے جلد ان لوگوں کے قتل کا حکم صادر کر دیں۔ لیکن ان میں چند وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ہمارے بعض افسروں کی جان اس شرط پر بچائی تھی کہ انہیں انگورہ کی حکومت آئندہ کوئی نقصان نہ پہنچائے گی۔

مصطفیٰ کمال پاشا نے قلم اٹھایا کہ ان سب لوگوں کی موت کا حکم لکھ دینا چاہا۔ میں فوراً کھڑی ہو گئی اور اس خطرناک کام سے انہیں روک دینے کی جد و جہد کرنے لگی۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی منطق یہ تھی کہ جب دشمن گرفت میں آ جائے تو اس کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا کہ اُس کی جان لے لی جائے۔ وعدہ اور عہد کی بحث فضول ہے دشمن کی موت ہی اس کے شر سے ہمیشہ کے لئے نجات دے سکتی ہے! میری تمام دلیلیں بیکار ہو گئیں مصطفیٰ کمال کی حجت کے آگے ایک نہ چلی۔ میں نے وسیع ایوان میں تمام حاضرین کا منہ ایک ایک کر کے دیکھنا شروع کیا، مگر سب پر ایک عجیب مایوسی چھائی تھی۔ سب سے آخر میں کرنل عصمت پر نظر پڑی۔ وہ آرام کرسی پر آگے جھکے بیٹھے تھے اور بغور ہماری بحث سن رہے تھے۔ اُن کی سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں وہ متانت سے اٹھے اور مصطفیٰ کمال کی میز پر کہنیاں ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔

اس وقت میری نگاہوں میں وہ نظارہ پھر رہا ہے۔ خوفناک میز پر کاغذات کا انبار لگا تھا۔ اُن کے ہجوم میں ایک بھورا چہرہ بالکل شیر ببر کا کلہ معلوم ہوتا تھا جب وہ اپنے شکار پر جست کرنا چاہتا ہے۔ لیکن خدا کرنل عصمت کا بھلا کرے۔ انہوں نے ایسی مدلل تقریر کی کہ مصطفیٰ کمال کو بھی نرم ہو جانا پڑا۔ کہنے لگے اگر ہم معزز حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے عہد و پیمان کی پابندی کرنی چاہئے۔ تمام تقریر سن کر مصطفیٰ کمال نے لکھ دیا کہ جن لوگوں سے معافی دیئے جانے کا وعدہ ہو چکا ہے، انہیں قتل نہ کیا جائے۔ لیکن چند روز بعد خبر آئی کہ حکم پہونچنے سے پہلے ہی ادہم ان سب کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔

دن بھر سخت محنت کرنے کے بعد ہم لوگ کھانے کی میز پر رات رات بھر غپ شپ کیا کرتے تھے۔ مگر ہمارے دل ہی جانتے تھے کہ ہم کس قدر پریشانی کا شکار تھے۔

مصطفیٰ کمال پاشا کی طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی۔ بخار کسی طرح پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ ڈاکٹر عدنان کو تقریباً چوبیس گھنٹے اُن کی تیمارداری کرنی پڑتی تھی۔ خلافت کی فوج کی ہیبت دلوں پر اس طرح چھائی تھی کہ ہم سوتے سوتے اُس کی دہشت سے اچھل پڑتے تھے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کب یہ سفاک فوج انگورہ پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں ہمارے بستروں پر ذبح کر ڈالے۔

بالآخر ایک نہایت ہی اداس رات کی صبح کو مصطفیٰ کمال پاشا نے کہا "اب انگورہ خالی کر دینے کا وقت آ گیا ہم "سیواس" جانے کی تیاری کر رہے ہیں!" میں نے اس خیال کی سختی سے مخالفت کی۔ ڈاکٹر عدنان نے طویل سکوت کے بعد انتہائی افسردگی سے کہا "میں کل صبح ہی زہر کھا لوں گا! میں اجڈ سپاہیوں کے ہاتھ سے کتے کی موت مرنا پسند نہیں کرتا!" یہ واقعہ ہے کہ وہ کئی دن تک اپنی جیب میں زہر لئے خطرے کا انتظار کرتے رہے۔ اسی زمانے میں میجر شکری نے مجھے بندوق چلانے کی تعلیم دی۔ چند دن کے اندر میں بے خوف و خطر فیر کرنے لگی۔ تب ڈاکٹر عدنان کو ذرا اطمینان ہوا کہ ہم دونوں میں سے ایک تو اپنی مدافعت میں ہتھیار استعمال کر سکتا ہے، اگرچہ وہ مرد نہیں۔ عورت ہے!

یہ ایسا نازک وقت تھا کہ خود انگورہ کی سڑکوں پر دن دوپہر کو ہمارے آدمی قتل کر ڈالے جاتے تھے۔ ڈاڑھی منڈی ہونا، یا کوٹ کے نیچے گلے میں کالر لگا ہونا، خلیفہ کے باغی اور دین کے منکر کی علامت سمجھی جاتی تھی اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ خاتمہ ہو سکتا تھا۔

ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کرنل رافت بھی

موجود تھے پہلو حادہ تھے۔ ہمارے تین سو سپاہیوں کی ایک ٹولی ساتھ والے تھے اور دوسرے دن صبح کو میدانِ جنگ کی راہ لینے والے تھے۔ مصطفیٰ کمال کے ایڈیکانگ، حیاتی بک نے آ کر اچانک کہا: "جناب، تار کاٹ ڈالے گئے!" ہم سب اس وحشت ناک خبر پر ابھی دم بخود ہی تھے کہ بندوقیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ اُس وقت کی حالت، ناقابلِ بیان ہے۔ ہر کوئی سہما ہوا تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے تمام رفیق انتہائی بدحواسی سے ایوان میں ہر طرف پھر رہے تھے۔ ہر ایک کو یقین تھا چشم زدن میں کام تمام ہوتا ہے۔ مصطفیٰ کمال پاشا ٹرکی کے مشہور سپاہی ہیں۔ بعد میں بارہا میں نے انہیں میدانِ جنگ میں دیکھا ہرگز موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ سپہ سالارِ اعظم تھے اور بآسانی حفاظت کی جگہ میں رہ سکتے تھے، میں نے انہیں اکثر شدید خطروں کی جگہ پر کھڑے دیکھا۔ دشمن کی بے پناہ گولہ باری کے اندر بھی وہ نہایت اطمینان سے کھڑے کمان کرتے رہتے تھے۔ بارہا اپنی حملہ آور فوج کے آگے تلوار سونتے دشمن پر ٹوٹ پڑا کرتے تھے! لیکن اُس رات ان کی حالت بھی عجیب تھی، اگر کوئی اور اسے دیکھ پاتا تو انہیں سخت بزدل یقین کر لیتا۔ اُس تمام مجمع میں صرف ایک کرنل رافت مطمئن نظر آتا تھا۔ کرسی پر باطمینان بیٹھا سگرٹ اڑا رہا تھا۔ گویا کوئی خطرہ موجود نہیں۔ لیکن خطرہ زیادہ دیر پا ثابت نہ ہوا۔ چند منٹ بعد معلوم ہو گیا کہ یہ کرنل رافت ہی کے آدمی تھے۔ جو میدانِ جنگ جانے کی خوشی میں گولیاں چلا رہے تھے۔ یہ سن کر سب کھل کھلا کر ہنس پڑے مگر ترم سے کسی کی نگاہ نہیں اوپر نہ اٹھتی تھی۔

لیکن ان دائمی خطروں پر بھی ہیڈ کوارٹر میں ہماری زندگی لطف سے گزر رہی تھی۔ ہم باہم اس طرح رہتے تھے گویا کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں اور اپنی ایک الگ برادری قائم ہوئے ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا ہمارے رنج و راحت میں برابر کے شریک تھے۔ اُس وقت ان کی زندگی نہایت پاک اور سادہ تھی۔ رومن کیتھولک پادریوں کی طرح محتاط تھی۔ لیکن وہ کسی کسی رات کو غائب ہو جاتے تھے۔ ہم جانتے تھے وہ کہاں جاتے ہیں خاص احباب سے ملنے کے لئے انگورہ کے مضافات میں اُن کے لئے دعوتوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ دوسری رات کو وہ اپنی سابق رات کی تمام واردات من و عن بیان کر دیا کرتے تھے۔

"کل رات میں نے دینی مباحثے میں ایک مولوی کو چت کر ڈالا" وہ بچوں کی سی سادگی سے کہتے تھے "خانم آفندی! کیا تم ان ریشائیل مولویوں کے تقدس پر ایمان نہیں رکھتیں؟ پبلک میں آ کر یہ قل اعوذ اور قال اللہ و قال رسول کرتے ہیں، شراب کو حرام بتاتے ہیں، لیکن خلوت میں پہنچ کر بالکل بدل جاتے ہیں، انبیاء کے یہ جانشین، خلوت میں وہ کرتے ہیں جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ اتنی پیتے ہیں کہ خدا کی پناہ......!"

مصطفیٰ کمال یہ کہتے تھے مگر اُس وقت پبلک میں ان ریشائیلوں کو بدنام کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اُن کا خیال تھا "ان بے دم کے گدھوں سے ابھی کام لینا چاہیئے، پھر جب اُن کی ضرورت باقی نہ رہے تو اُن کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔"

انہی ملاؤں کو دیکھتے دیکھتے اُن کا خیال ہو گیا تھا کہ اخلاق اور پابندیٔ شرع کوئی چیز نہیں، جو لوگ بھی دیندار ظاہر ہوتے ہیں، یا ریاکار ہوتے ہیں یا حد درجہ بے وقوف!

خود مصطفیٰ کمال پاشا کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاق کی ہرگز کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ اُن کا اخلاق اور اُن کا دین، ترکی قوم کا مستقبل تھا۔ جو کام بھی اس کے مستقبل کو سنوار سکتا تھا۔ وہی اُن کی نظر میں اخلاق اور دین تھا۔ اور جس سے اُسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا، اُسے وہ کفر و الحاد یقین کرتے تھے وہ فنا فی اللہ نہ تھے، فنا فی القوم تھے۔ اُن کی نظر میں جنت، ترکی قوم کی آزادی اور ترقی تھی، دوزخ، ترکی قوم کی غلامی اور پستی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، اُن کے سینے میں سرے سے دل ہی نہیں ہے، اتنی محنت کرتے تھے کہ کوئی انسان بھی شاید کر نہیں سکتا رحم، شفقت محبت، اُن کے خیال میں بے معنی الفاظ تھے۔ بلکہ انسانی کمزوریوں کے نام تھے۔ کسی بھی روحانی بات کے وہ قائل نہ تھے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ فال اور شگون پر انہیں بڑا اعتقاد تھا۔ اُن کی کرسی کے پیچھے دیوار پر ایک سبز کپڑا آویزاں تھا۔ اُس پر عربی حروف میں کوئی طلسم یا منتر لکھا تھا۔ یہ انہیں کسی درویش نے بھیجا تھا اور وہ اُس کی برکت کے پوری طرح قائل تھے! نیز انہیں خوابوں پر بھی بہت اعتقاد تھا۔ روز اپنے رفیقوں کے خواب پوری سنجیدگی اور عقیدت سے سنتے تھے۔ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ خوابوں میں ہمیشہ اُن کی کامیابی ہی کی بشارتیں دکھائی دیتی تھیں وہ خوش ہو جاتے تھے۔ اُن کے حوصلے بلند ہو جاتے تھے!

بتدریج ہماری تحریک مضبوط ہوتی گئی۔ مگر جوں جوں طاقت بڑھتی جاتی تھی، مصطفیٰ کمال پاشا کی شخصیت بھی ابھرتی جاتی تھی۔ ہماری جماعت میں وہ سب سے افضل آدمی نہ تھے۔ اُن سے کہیں زیادہ اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ دماغی قابلیت کے لوگ ہم میں موجود تھے، مگر جس چیز نے انہیں سب پر ممتاز کر دیا تھا وہ اُن کی کام کرنے کی قوت تھی۔ وہ نہ باتوں سے تھکتے تھے، نہ لکھنے سے، نہ سخت سے سخت جسمانی یا دماغی محنت انہیں تھکا سکتی تھی۔ اُن کی ہمیشہ یہی خواہش رہتی تھی کہ لوگ اُن سے باتیں کریں اور ان کے لئے اچھے اچھے نظریئے پیش کرتے رہیں، مگر وہ ہمیشہ کسی نہ کسی طرح خود ہی گفتگو کا مرکز بن جایا کرتے تھے۔ اُن کی طبیعت عجیب ہو گئی تھی بہت زیادہ باتونی آدمیوں سے بھی جلتے تھے، کیونکہ انہیں اپنا حریف

تصور کرتے تھے، اور بہت زیادہ خاموش آدمیوں سے بھی نفرت کرتے تھے کیونکہ انہیں سازشی خیال کرتے تھے۔

اس صورت حال نے مجھے مجبور کر دیا تھا کہ ان کی صحبتوں سے حتی الوسع دور دور رہوں۔ انگورہ کے مضافات میں ایک تفریح گاہ تھی اور میں اکثر وہاں چلی جایا کرتی تھی ایک دن مصطفےٰ کمال بھی وہاں آ پہنچے اور بے جوڑ باتیں شروع کر دیں میں بظاہر سن رہی تھی، مگر خیال کسی دوسری طرف تھا

"خانم آفندی! تمہارا کیا خیال ہے؟" اچانک انہوں نے سوال کیا "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ؟"

"پاشم!" میں نے جواب دیا "میں اچھی طرح آپ کی بات سمجھ نہیں سکی"

"اس کرسی پر چلی آؤ، میں تمہیں بتا دوں گا"

یہ کہتے ہی ان کا چہرہ بدل گیا اب غضب ناک شیر کا کلیجہ ان کی ملباؤں کے پیچھے نظر آنے لگا۔ انہوں نے بڑے غصے اور جوش سے کہا۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ ہر شخص کو میری رائے اور حکم پر ہی چلنا چاہیئے!"

"کیا اس وقت بھی یہی نہیں ہو رہا؟" میں نے کہا "ہر کوئی آپ کے ساتھ ان تمام باتوں میں متفق ہے جو بنیادی ہیں اور ترکی قوم کے لئے ضروری ہیں"

انہوں نے گویا میرا جواب سنا ہی نہیں "سب کو میرے حکم پر چلنا ہوگا" انہوں نے اور زیادہ غصہ سے کہا "کسی قسم کی بحث، اعتراض، اور نصیحت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سب کو میرے حکم ہی پر چلنا ہوگا"

"پاشم! اور مجھے بھی؟" میں نے سنجیدہ ہو کر سوال کیا۔

"اور تمہیں بھی!" انہوں نے فوراً جواب دیا۔

"میں آپ کی اطاعت اسوقت تک کروں گی جبتک دیکھوں گی کہ آپ ترکی قوم کی خدمت کر رہے ہیں" میرا جملہ سنے بغیر انہوں نے سختی سے کہا "تمہیں بھی میری اطاعت کرنا ہو گی میرے حکموں پر عمل کرنا ہوگا"

"پاشم! یہ دھمکی ہے؟" میں نے مضبوط لہجہ میں سوال کیا "میں نادم ہوں" انہوں نے جلدی سے کہا "خانم! یہ دھمکی نہیں ہے"

اس گفتگو کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ اس شخص کے ساتھ کام کرنا بہت مشکل ہے تاہم مجھے یہ بھی یقین تھا کہ صرف اسی کے مضبوط اور خارق العادت ہاتھوں سے ترکی قوم کا مستقبل تعمیر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دلی رنجش پر بھی میں اُس کے ساتھ کام کرتی رہی۔

رنگین کہانیاں نوجوان عورتوں کے حشر خیز کارنامے

جنہوں نے شاہان وقت کو بے دام غلام بنا لیا ہے۔ اور جس سے محبت کی اس کے ساتھ عمر گزار دی۔ اپنے محبوب کی خاطر جان کی بازی لگا دی۔ تلوار کے جوہر، تیر و تفنگ کے سامنے سینہ سپر ہو کر جانا کس قدر حسین اور ایسی بے باک عورتوں کے دلچسپ حالات زندگی پڑھنے کے لئے کتاب "خوبان جہاں" کا مطالعہ کیجیے، جس میں دنیا بھر کی خوبصورت عورتوں کے حسن و عشق کے سچے واقعات لکھے گئے ہیں جس میں ہر واقعہ ایک عجیب انداز میں دلکشی کا مرقع پیش کرتا ہے۔ یہ ان معمولی حسن والی عورتوں کے واقعات نہیں ہیں جنہوں نے اپنی عصمت کو ہر عاشق نامراد پر قربان کر دیا ہو جس پر مریں بس مر کر ہی نجات پائی۔ دلوں پر قبضہ کرتے کرتے سلطنت پر قبضہ کر لینا اور اس قدر جابرانہ حکومت کرنا کہ ایک آن کی آن میں لاکھوں سروں کو تن سے جدا کرا کے اپنے قدموں میں ڈلوا دینا یہ بھی ایک عورت کا کارنامہ ہے۔ پڑھیئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ عورتوں نے اپنے حسن کے کیسے تیر برسائے ہیں بہادر بھی ہیں اور نازک اندام بھی، بے باک بھی ہیں اور پاک باز بھی —— اس کتاب میں آپ دیکھیں گے کہ عورت کیا تھی؟ اب عورت کیا ہے؟ ہر واقعہ بے حد دلچسپ اور لذت انگیز ہے اور شروع سے آخر تک کتاب ہنگامہ خیز اور جذبات انگیز واقعات سے لبریز ہے۔ سینکڑوں دوشیزائیں آپ کو اس کتاب میں منہ بولتی نظر آئیں گی۔ کتاب کی ضخامت ساڑھے چار سو صفحات ہے۔ اور قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ ۱) محصول ڈاک پانچ آنے (۵) علاوہ خرچ ہوں گے (کتاب مجلد ہے)

سات طلاقنوں کی کہانیاں } یہ حکیم خواجہ سید ناصر نذیر فراق دہلوی مرحوم کی تصنیف ہے سات طلاقنیں اتفاق سے ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں اور اپنی اپنی داستان حیات بیان کر کے بتاتی ہیں کہ انہیں کس وجہ سے طلاق ملی اس کتاب میں عورتوں کی لائق قدر سبق اور کہانیاں بے حد دلچسپ۔ قیمت چار آنہ (۴)

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ **منیجر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی**

ماتمِ مصطفٰے کمال

(از آزاد بہاول نگر)

اے اتاترک اے مجاہد مصطفٰے پاشا کمال ہے ترا احسان مند اہلِ وطن کا بال بال
تو سمجھتا تھا کہ کیوں قوموں کو آتا ہے زوال کارنامے تیرے یکتا تیری جرأت بے مثال
متحد وہ ہو گئے جو منتشر تھے جا بجا
غازیٔ اسلام تو نے معجزہ سا کر دیا

وہ ہی ٹرکی جو کبھی اک مردِ بیمار تھا تو مسیحا بن گیا تو دُور سب آزار تھا
سرفروشی کے لئے ہر وقت تو تیار تھا تو مجاہد تھا۔ سپاہی تھا۔ سپہ سالار تھا
خوابِ غفلت سے جگایا تو نے مردہ قوم کو
زندگی پھونکی۔ جِلایا تو نے مردہ قوم کو

نام وَر سرکش ہیں گو جاپان۔ اٹلی۔ جرمنی تیری پُر اسرار ہستی سے لرزتے تھے سبھی
کس قدر حیرت نما تھی تیری عالی ہمتی تر نوالہ جسکو سمجھا تھا وہ ہڈی بن گئی
خدشۂ ماضی کو تو نے کر دیا خواب و خیال
دیکھتا کوئی نظر بھر کر ادھر کو کیا مجال

اب فضا چاروں طرف تاریک آتی ہے نظر ہے اندھیرا ہی اندھیرا آنکھ اٹھتی ہے جدھر
کون لے گا اب پریشاں قوم کی آکر خبر کون اب آزاد دے گا مرہم زخمِ جگر
آج اُس ہستی کو تو نے ہم سے چھینا ہے اجل
عالمِ اسلام میں جس کا نہیں نعم البدل

آہ! اتاترک مرحوم

مشرق میں جس کے نور سے پھیلی تھی روشنی　　مغرب میں چھپ گیا ہے وہ مہر کمال آج
قوموں کی زندگی کے پیمبر ہیں نوحہ گر　　غم میں ہے شرق و غرب و جنوب و شمال آج
ٹرکی کو جس سے زندگیٔ جاوداں ملی　　آغوشِ مرگ میں ہے وہ ٹرکی کا لال آج
پستی کو جس نے ہمسرِ اوجِ فلک دیا
افسوس مٹ گئی وہ فصلِ عروج و زوال آج

(وقار)

خلاصۂ تاریخ ہند

اس کتاب میں ہندوستان کے قدیم و جدید حالات حکمرانوں کے کارنامے. سن جلوس و وفات کے حالات نہایت خوبی کے ساتھ اختصاراً بیان کئے گئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ قدیم ہندوستان میں باشندگان کے طریقہ معاش کی کیا حالت تھی کون کونسی قومیں بادشاہ تھیں. کن کن حکومتوں کا کتنے دن قیام رہا. کہاں کہاں مشہور لڑائیاں ہوئیں، کون کونسا بادشاہ کس سن میں تخت پر بیٹھا اور کب اور کیونکر مرا اور انگریزوں کی حکومت کیونکر ہوئی سلطنت برطانیہ کے کون کونسے گورنر کن کن تاریخوں میں آئے اور انہوں نے اپنے عہد میں کیا کیا کارہائے نمایاں کیے غرض ابتدا سے آج تک تمام تاریخ ہند کا نہایت عمدہ خلاصہ بطور سوال و جواب درج ہے. ایک سو چھتیس صفحات قیمت تین آنے علاوہ محصول یہ کتاب منگانے کے لئے چار آنے کے ٹکٹ بھیجیے.

دلہن کانفرنس

ہندوستان کی آٹھ دلہنوں نے دہلی کے اندر ایک جلسہ کر کے ایک جگہ جمع ہو کر شب عروسی یعنی پہلی رات کے واقعات شرمیلے الفاظ کے ساتھ بیان کئے ہیں یہ واقعات اس قدر دلچسپ اور انوکھے انداز میں ایک ایڈیٹر نے ان خواتین سے لکھوائے ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہر شخص متعجب اور محو حیرت ہو جاتا ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ ان واقعات کو لفظ بہ لفظ حفظ یاد کرے اس کتاب کا نام "سہاگ کی آٹھ بہاریں" رکھا گیا ہے. لکھائی چھپائی کاغذ اوسط درجہ کا قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍) اور صفحات ۱۱۴.

نئی دلہن پر کیا گزری

ایک دلہن شادی کے بعد اپنی سسرال پہنچی. وہاں کیا کیا ہوا. یہ سب باتیں اس نے اپنی ایک رازدار اور بے تکلف سہیلی کو لکھ کر بھیجیں. کتنی رومان انگیز باتیں ہیں. اور کتنی دلچسپ اس کا اندازہ اس وقت ہوگا. جب آپ ان واقعات کو خود پڑھیں گے. جو ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوئے ہیں. تمام حالات بغیر "رعایت" کے شائع کر دئے گئے ہیں. تقریباً ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب ہے. جلد بندی ہوئی ہے. قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک کے اس کتاب پر پانچ آنے خرچ ہوتے ہیں. منگانے کا پتہ:

دفتر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

ترکی میں تعلیمی انقلاب

غازی کمال اتاترک کا اعجاز

آج سے بیس سال قبل ترکی تعلیمی حیثیت سے اسی قدر پیچھے تھا جیسا کہ آج ہمارا ہندوستان ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ترکی میں جو کچھ برائے نام تعلیم موجود تھی، وہ محض دولت مند طبقہ تک محدود تھی، عوام جہالت اور رجعت کے قعر مذلت میں گرے ہوئے تھے، لیکن آج وہاں صورت حال بالکل بدلی ہوئی ہے۔ اور ترک اپنی تعلیمی ترقی کے لحاظ سے دنیا کی متمدن اور مہذب ترین قوموں کی صف اول میں نظر آتے ہیں ترکی کا موجودہ انقلاب ترکی کی تعلیمی ترقیوں کا زیر بار احسان ہے یا اتاترک مصطفیٰ کمال کے اعجاز کا نتیجہ۔ یہ اس وقت ایک لچسپ معمہ ہے تاہم ہم ذیل کے مضمون میں ترکی کی تدریج تعلیمی ترقیوں پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

گزشتہ حالت

انیسویں صدی کے آخر تک ترکی میں تعلیم نہایت قدیم دستور اور فرسودہ طریقہ پر رائج تھی، کچھ ابتدائی مکتب تھے جو مسجدوں یا خانقاہوں میں اہل خیر حضرات کے رحم و کرم پر چل رہے تھے، اور یہ بھی محض بڑے شہروں اور اہم قصبات میں پائے جاتے تھے اور دیہات عموماً اس قسم کی برکتوں سے محروم تھے، ان مدرسوں میں بچوں کو محض قرآنی تعلیم دی جاتی تھی اور ترکی زبان کی نوشت و خواند کو چنداں اہمیت حاصل نہ تھی۔

ثانوی تعلیم کیلئے ضرور چند مدارس تھے جن کے نصاب میں عربی قواعد، منطق، دینیات، احادیث، فقہ اور اصول پڑھائے دئے جاتے تھے، بسا اوقات علم ہندسہ اور علم طب کی تعلیم بھی دی جاتی تھی لیکن زبان و ادب کو سلاطین عثمانیہ کی حمایت و اعانت کا کبھی فخر حاصل نہ ہوا، اور بقول ایک ترکی مصنف کے ترکی میں عربی اور عثمانی حکومت کا وہ عملی دور عرصہ تک قائم رہا۔ استانبول میں ایک فوجی تربیت گاہ اور سول سروس کیلئے ملازمین تیار کرنے کا ایک اسکول تھا۔

ترقی کا پہلا قدم

تعلیمی اصلاحات کا سب سے پہلا قدم ۱۸۴۶ء میں اٹھایا گیا تھا۔ جب ملک کی تعلیمی حالت کی رپورٹ تیار کرنے کے لئے ایک کمیشن کا تقرر عمل میں آیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند جدید اسکول اور ایک یونیورسٹی معرض وجود میں آگئی لیکن اس کا نصاب تعلیم بدستور مذہبی تبلیغ تا اشاعت کو زیر بار رہا۔ اور ترکی زبان یا کسی دیگر علمی قسم کے مضامین کے لئے قطعی وقت نہ چھوڑا گیا تھا، ساتھ ہی ساتھ اس دفعہ تعلیم نسواں کے ضمن میں بھی ترکی تاریخ میں پہلی بار توجہ منعطف کی گئی تھی چنانچہ استانبول میں اولین گرلز ہائی اسکول ۱۸۵۸ء کے آغاز میں جاری کیا گیا تھا۔

تعلیمی اصلاحات

اسی دوران میں تعلیم پھیلانے کے متعلق غیر سرکاری طور پر بھی کوششیں جاری تھیں جن میں ملکی و غیر ملکی اخبارات کا کافی حصہ تھا، بالخصوص سنوسی اور نامق کمال جیسے محب وطن اور ادیب اپنے اخبارات "تصویر افکار" اور "آزادی" کے ذریعہ ملک میں عام بیداری و حریت کا جذبہ پیدا کرنے میں پیش پیش رہے۔

۱۸۶۸ء میں "غلطہ سرائے لائسی" کے نام سے ایک فرانسیسی کالج کی بنیاد پڑی جس میں فرانسیسی زبان کو خاص طور پر ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔ اور مغربی یورپ کی تہذیب و معاشرت سے واقفیت حاصل کرنے کا یہ پہلا موقع تھا

بعد میں ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کے عہدہ کے قیام کے بعد صوبجات میں مدارس کی تعداد میں ایک گونہ اضافہ ہوگیا اور استانبول یونیورسٹی کو وسیع کرنا بلکہ از سر نو مرتب کرنا پڑا۔ لیکن چونکہ سلاطین ترکی جدید خیالات اور اصلاحات کی ترقی کے خیال سے ہمیشہ خائف رہتے تھے اور وہ اسے اپنے عہد حکومت کے حق میں "سم قاتل" سے کم نہ سمجھتے تھے اس لئے اس یونیورسٹی کا نصاب بھی کبھی عربی دینیات اور فارسی کی درسی کتب سے آگے نہ بڑھنے پایا بالخصوص سلطان عبدالحمید کے "دور استبداد"

سلے ہر قسم کی ذہنی اور ملتوی ترقی کے رد عمل میں یا بالفاظ دیگر ترکی تاریخ کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔

دستوری حکومت کی برکات

پہلی دستوری حکومت ۱۹۰۸ء کے عہد کی برکت تھی کہ تعلیمی مسئلہ کو وسیع پیمانہ پر ملک کے طول و عرض میں پھیلانے اور مقبول عام بنانے کے متعلق نظر ثانی کی گئی، اور وہ مساعی بڑی بار آور بھی ثابت ہوئیں یعنی ابتدائی تعلیم پر محکمہ تعلیمات کی توجہ خاص طور پر مبذول ہوئی پرائمری تعلیم جبریہ کر دی گئی جس میں عمر کا تعین چھ سال تک کر دیا گیا کافی تعداد میں ہائی اسکول کھول دیئے گئے اور ملک کو مغربی طرز پر لانے کے لئے جرمنی، انگریزی، اور فرانسیسی عنصر کا درسیات میں معتدبہ اضافہ کر دیا گیا یہی یورپ کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ملک میں ایک اعلےٰ روشن خیال طبقہ پیدا ہو گیا جس نے ترکی زندگی کو سولہویں صدی مغربی قالب میں ڈھال دیا۔

خالدہ ادیب خانم

نے بھی اپنی جگہ ایک زبردست تازیانہ عبرت اور معلم کی حیثیت سے اپنا کام کیا، فرسودہ خیالات میں از خود انقلاب پیدا ہو گیا اور جدید تعلیمیافتہ طبقہ نے ان خیالات کو ابھار کر عوام کے جذبہ وطنیت سے اپنے حسب منشار کام لیا، اس موقع پر خالدہ ادیب خانم کا نام نہ لینا زبردست حق پوشی کے مرادف ہوگا، آپ کی جنگی و تعلیمی خدمات و مساعی دنیا کے کسی حصہ کے لئے آج تعارف کی محتاج نہیں آپ خود بھی اس مغربی تعلیمی ماحول کی پروردہ تھیں، جسے اتاترک مصطفےٰ کمال نے اپنے ملک کے لئے افضل و انسب سمجھ کر ترکی میں رائج کیا، اور غالباً یہی جذبہ وطنیت و حریت تھا، یا ان کی بیش بہا خدمات کا اعتراف منظور تھا جو اتاترک نے خالدہ ادیب خانم کو ترکی جدید کا وزیر تعلیم مقرر کر کے قوم و ملک کی صحیح ترجمانی کی تھی، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کی بیش قیمت خدمات کو محض تعلیمی ماحول میں محدود کرنا سخت ناانصافی پر مبنی تھا، چنانچہ آپ کو اس عہدہ سے جلد سبکدوش کر دیا گیا

جمہوریت کا فیضان

اعلان جمہوریت کے دوش بدوش ترکی کی تعلیمی پالیسی میں بھی زبردست انقلاب رونما ہو گیا مصطفےٰ کمال نے ایک ہی جنبش قلم سے تمام مذہبی مدارس کو یک لخت بند کر کے اپنے تعلیمی ماحول کو سرتاپا قومی رنگ میں رنگ دیا ترکی تعلیم کے ماہرین نے اپنی ان مغربی قوموں سے جو تعلیمی معاملات میں سب سے پیش پیش ہیں بالخصوص یورپ و امریکہ کے نقش قدم پر چل کر ملک میں جدید ترین تعلیم کا نظریہ عام کر دیا۔

انگلستان کی طرح ترکی میں تمام تعلیمی سرگرمیاں وزیر تعلیم کے ماتحت ہوتی ہیں یہ مرکزی محکمہ تمام یونیورسٹیوں صنعتی اداروں، بحری اور فوجی کالجوں، ہائی اسکولوں، اور ابتدائی تعلیم کے اُن تمام مدارس پر اپنا اثر و رسوخ رکھتا ہے جن کا وسیع جال ملک کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے۔

ہر ولایت یا صوبہ ایک ناظم تعلیم کے ماتحت ہوتا ہے جو اپنے صوبہ کے تمام تعلیمی اداروں کی تعلیمی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے، جب مرکزی وزیر تعلیم کسی جدید اصول یا پالیسی کا اجراء کرنا چاہتا ہے تو تعلیمی نظامتوں کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اس پر نگاہ رکھیں کہ مقامی ادارے اس پر کہاں تک عمل پیرا ہو رہے ہیں۔

ترکی میں تعلیم کا مجموعی صرفہ ۱ کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔ ترکی میں ۴۴ ہزار دیہات ہیں اور ہر گاؤں میں ایک مدرسہ موجود ہے اس طرح عہد جمہور میں تعلیم کو پر واز میسر آ گئے ہیں اور وہ اس میدان ترقی میں کافی تیز گامی پر مصروف عمل ہے، تعلیم میں کسی قسم کی جنسی تفریق نہ ہونے کے سبب سے ترکی طالبات بھی اپنے بھائیوں کے دوش بدوش ہر شعبہ تعلیم میں ترقیاں حاصل کر رہی ہیں۔

موجودہ رفتار ترقی

کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ترکی اپنی سو فی صدی تعلیم یافتہ آبادی پر فخر و ناز سے مہذب اقوام کے درمیان سر بلند ہوگا جسمانی ورزش تعلیمی نظام کا جزو لاینفک ہے۔ اور ہر اسکول کالج اور یونیورسٹی کی عام صحت و تندرستی پر کافی توجہ رکھی جاتی ہے اور طلبار اپنے اداروں کی شہرت کو برقرار رکھنے میں برابر مساعی و کوشاں رہتے ہیں۔

گزشتہ دس سال میں کھیلوں نے عام مقبولیت حاصل کر لی ہے یہاں تک کہ ترکی طالبات صدیوں سے حرم میں زندگی بسر کرنے کی عادی ہونے کے باوجود آج کل پر دم اور کھیل کے میدانوں میں اپنے ذوق سلیم اور شوق حصول کا عملی ثبوت پیش کر رہی ہیں۔

ترکی تعلیم کا مقصد ایک ترکی مصنف کے الفاظ میں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک مضبوط جمہوری، قومی انقلابی آبادی کی تیاری کا پیش خیمہ ہے یہ تعلیم اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئی اور آیا ترکی کا موجودہ نوجوان کہاں تک اس معیار پر پورا اترتا ہے یہ فیصلہ کرنا کسی قدر دشوار اور قبل از وقت ضرور ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ جدید ترکی نے کم و بیش ایک ربع صدی کے اندر ملک کے تعلیمی ماحول میں ایک زبردست انقلابی دور پیدا کر دیا ہے جس کی نظیر تاریخ میں شاذ و نادر ہی کہیں ملے گی۔

مترجمہ مرزا آصفی (معاون مدیر تعلیم)

دنیا کا سب سے بڑا جرنیل

عالی دماغ۔ مدبر۔ کامیاب انقلاب پسند۔ صدر جمہوریہ ترکیہ کمال اتاترک

جمہوریہ ترکی کے صدر غازی مصطفےٰ کمال پاشا ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی تقدیر کو خود بنانے ہیں غریب گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود آپ نے وہ عروج حاصل کیا جسے اپنی زندگی میں زوال دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ آپ دنیا بھر میں ایک بہترین جرنیل تھے ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی فوجی زندگی کا آغاز ۱۹۰۵ء سے ہوتا ہے ان دنوں ترکی کے سلطان عبدالحمید کے خلاف نوجوان ترکوں میں بہت جذبہ پایا جاتا تھا کیونکہ وہ جرمنوں کے سامنے بہت جھکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور انہیں بلا کر فوج اور انتظامی محکموں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا تھا۔ نوجوان ترک اس بات کو قطعی طور پر برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے مصطفےٰ کمال کو غیر ملکیوں سے سخت نفرت تھی جس کے باعث فوج میں ہی آپ نے خفیہ سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ فوج میں بھرتی ہوتے ہی آپ نے "وطن" نام کی ایک انجمن بنائی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ترکی میں جمہوری حکومت قائم کی جائے اور غیر ملکیوں کو ترکی سے باہر نکال دیا جائے۔ لیکن ان دنوں کمال کو کوئی شہرت حاصل نہ تھی۔

۱۹۰۸ء میں سلطان ترکی نے بڑھتی ہوئی تحریک کے پیش نظر کچھ اصلاحات کا اعلان کیا۔ کمال پاشا ان اصلاحات کے خلاف تھے۔ اس پر ان کے اپنے رفقاء سے اختلافات ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں ان کے رفیق نئے دستور اساسی کے ماتحت وزیر بنے وہاں وہ بدستور سابق ایک انقلاب پسند کی ہی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا بار بار انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگنا پڑتا۔

آخر ۱۹۱۴ء میں جنگ شروع ہوگئی۔ ترک فوجوں کی کمان ایک مخالف کے ہاتھ میں تھی۔ کمال اس بات کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ایک سچے محب وطن کی حیثیت میں غیر ملکیوں کے حملہ کو روکنے کے لئے وہ نہایت تن دہی سے جنگ میں مشغول ہوگئے جرمن کمانڈر انچیف نے دیکھا کہ اس کے ماتحت ایک ایسا نوجوان افسر ہے جو جنگ کی چالوں سے اس قدر آگاہ ہے کہ کوئی دوسرا ترک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لبا اوقات جرمن کمانڈر انچیف کو یہ امر تسلیم کرنا پڑتا کہ وہ غلطی پر ہے۔ اور اگر کبھی اس نے تسلیم نہ کیا تو واقعات نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ کمال اس سے زیادہ دور اندیش ہے اور وہ اس بات کو جانتا ہے کہ دشمن اب کس پہلو سے حملہ کرے گا۔

جب آبنائے دارالندب کے محاذ پر انگریزی سپاہ نے ترکی پر حملہ کیا۔ تو وہ کمال ہی تھے۔ جنہوں نے اس مقام پر انگریزی سپاہ کو شکست دی۔ انگریز ایک پہاڑی مقام پر قبضہ کرنا چاہتے تھے لیکن جرمن کمانڈر انچیف کو اس کا خیال ہی نہ تھا۔ جن لوگوں نے آبنائے دارالندب کی جنگ کے حالات کا مطالعہ کیا وہ اس امر کو جانتے ہیں کہ کمال نے کیونکر راتوں کو بیدار ہو کر اور زندگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس جنگ میں انگریزی فوجوں کو شکست دی اور سچ پوچھئے تو یہی جنگ تھی جس نے کمال پاشا کے مستقبل کو بنایا۔ اسی جنگ نے انہیں جاودانی شہرت کا مالک بنایا لیکن اس معرکہ کے بعد ہی ترکی میں انقلاب انگیز تحریک زور پکڑ گئی۔ نوجوان فوجی افسروں کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ جرمنی کے ساتھ مل کر وہ کبھی بھی فتح یاب نہیں ہو سکتے۔ اس جذبہ کے ساتھ ہی ساتھ ان میں انقلاب برپا کرنے کے جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ کمال کو بھی عامی شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کے جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جدید ترکی کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ جنگ کے ختم ہونے سے پیشتر ہی انگورہ میں ایک متوازی حکومت قائم کر لی گئی۔ انگورہ گورنمنٹ دن بدن طاقت پکڑتی گئی۔ اور سلطان خلیفہ عبدالحمید اپنی جرمن نوازی کے باعث بدنام ہوتے گئے۔ مصطفےٰ کمال جدید ترکی کی تعمیر میں مصروف تھے۔ کہ جنگ عظیم کے عارضی صلح نامہ کے بعد یونانیوں نے ترکی پر حملہ کر دیا۔ کمال پاشا کی فوجوں نے کافی عرصہ کی جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست دی اور بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔

انگورہ گورنمنٹ کے مستحکم ہوتے ہی کمال پاشا نے ترکوں میں نئی زندگی کی روح پھونکنی شروع کی۔ پہلی بات جو انہوں نے کی وہ یہ تھی کہ سیاسیات کو مذہب سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ٹرکش اسمبلی میں ایک تحریک پاس ہوئی جس کے ذریعہ خلافت کو سلطانی سے علیحدہ کر دیا گیا۔ خلیفہ

عبدالحمید کی جگہ عبدالمجید کو خلیفہ بنایا گیا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد خلافت کو بھی ختم کر دیا گیا۔

اس کے بعد انہوں نے اور بھی بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ ترکش کیپ مفقود ہو گئی۔ اس کی جگہ ہیٹ نے لے لی۔ کمال پاشا نے گاؤں گاؤں میں جا کر اس کے فوائد پر لیکچر دئے۔ پردہ ختم کر دیا گیا۔ عربی رسم الخط کو اڑا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ لاطینی رسم الخط نافذ کیا گیا۔ ترکش زبان ترکی کی سرکاری زبان قرار دی گئی۔ غیر ملکی تاجروں کو ترکی سے خارج کر دیا گیا اور صنعت و حرفت کے کارخانے جاری کئے گئے۔ آج مغرب کا یہ "مرد بیمار" صحت یاب ہو چکا ہے۔

آج جمہوریہ ترکی کا پہلا صدر کمال پاشا اس دنیا میں نہیں رہا لیکن اس نے ترکی کو جس معراج ترقی پر پہنچا دیا ہے اور جس طریق سے اس نے اپنے وطن کی خدمت کی ہے۔ اس نے اسے حیات جاوداں عطا کی ہے۔ جس مشن کو لے کر اس نے انقلاب کا علم بلند کیا تھا۔ آج انقلاب کا وہ بچہ جوان ہو چکا ہے۔ اور یورپ کے کسی ملوکیت پرست ملک کی یہ طاقت نہیں کہ وہ ترکی کو سرنگوں کر سکے۔

کمال اتاترک

(آغا عبدالواسع ثاقب سلمانی۔ بی۔ اے)

موت تھی تیرے لئے ایک حیات جاوید یعنی ہر وقت شہادت کا طلبگار تھا تو

آگ اور خون میں کھیلی تھی شجاعت تیری مردِ مومن تھا تڑپتی ہوئی تلوار تھا تو

کانپتی رہتی تھی باطل کی رگ جاں تجھ سے دم شمشیر تھا تو برق کی رفتار تھا تو

پھونک دی قالب ملت میں حیاتِ تازہ قصر آزادیٔ ترکی کا وہ معمار تھا تو

خوں رلاتی ہے تیری موت اتاترک مجھے
شوکت سطوت کبریٰ کا علم دار تھا تو

جمہوریۂ ترکی کا نیا صدر عصمت انونو

(از جناب محمود مرزا صاحب دہلوی)

کمال اتاترک کی اچانک وفات سے ایسے وقت میں جبکہ یورپ میں ایک اور جنگ عظیم کی طرح پڑ رہی ہے عالم اسلام کو عموماً اور مشرق قریب کو خصوصاً ناقابل تلافی نقصان پہونچا۔ مشرق کو ان کی ذات سے بڑی ڈھارس تھی اور یورپ میں ان کی شخصیت خصوصاً مشرق قریب کے معاملات میں فیصلہ کن، انقطاعی اور مختار مطلق کی سی سمجھی جاتی تھی وہ جس پائے کے سپاہی تھے اسی پائے کے "مدبر" اور مصلح قوم بھی تھے اور یہ تینوں خصوصیات اس کی ذات میں ان درجہ متوازن اور تکمیل کے ساتھ جمع ہوگئی تھیں کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ہم دوسری خصوصیات پر ترجیح نہیں دے سکتے۔

یہاں موقع نہیں کہ ہم ان کی خصوصیات اور ان کی زندگی کے کارناموں کا تذکرہ چھیڑیں۔ اختصار کے ساتھ اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ سنہ [illegible]ء میں ایک چھوٹے سے ترک قبیلے "اغوز" کے سردار عثمان نے اناطولیہ کے میدانوں میں جس عالی شان قصر حکومت کی بنیاد ڈالی تھی اُسے حوادث روزگار نے سات سو برس کے مسلسل حملوں کے بعد تاراج کر ڈالا اور اس وقت جب اس قصر عالیشان کے صرف کھنڈر باقی رہ گئے تھے قدرت نے پھر ایک ترک بچہ پیدا کیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ٹھیک اسی جگہ اور انہی کھنڈروں پر مگر پہلے سے بہت زیادہ مضبوط، بلند اور رفیع المرتبت قصر حکومت تعمیر کر ڈالا۔

سات سو برس بعد تاریخ اپنے آپ کو پھر دہراتی ہے۔ عثمان اپنی حکومت قسطنطنیہ کی بازنطینی سلطنت کی شکست پر قائم کرتا ہے۔ اور کمال یونانیوں کی شکست فاش پر ترکی جمہوریہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ کمال انہی ترکوں کی اولاد ہے جو عثمان کے ساتھ تھے اور یونانی اسی بازنطینی سلطنت کے وارث ہیں جسے عثمانی ترکوں نے تاراج کیا تھا۔

لیکن عثمان اور کمال میں صرف اسی حد تک تاریخی مناسبت ہے ان دونوں کی شخصیتوں اور ان حالات میں جن کے ماتحت ان دونوں نے حکومتیں قائم کیں کوئی مماثلت نہیں۔

قدیم تاریخ میں عثمان جیسے قسمت آزما سردار قبیلہ کے بہت سے مثیل اور مقابل مل سکتے ہیں۔ لیکن جن حالات میں گھر کر کمال نے سلطنت قائم کی اور جس معجزانہ رفتار سے اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے مقدس مشن کی بدرجہ کمال تکمیل کر دی اس کا احاطہ کرنے کے بعد "کمال" کی شخصیت قدیم اور جدید تاریخ میں بالکل منفرد نظر آتی ہے اور ڈھونڈے سے بھی کوئی اس کا مثیل اور نظیر نہیں مل سکتا۔

تاریخ کی اس بدیہی شہادت کے بعد آپ کو یہ تصفیہ کرنے میں مطلق تردد نہیں ہو سکتا کہ کمال ان استثنائی نقوش میں سے ایک تھا جنہیں قومیں صدیوں کے مسلسل ریاض کے بعد پیدا کیا کرتی ہیں، ظاہر ہے آپ کمال کے جانشین کے متعلق یہ توقع ہرگز نہیں کر سکتے کہ وہ کمال کے سے مخصوص صفات سے بھی متصف ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ امید آپ کر سکتے ہیں کہ کمال کا جانشین ان کی شخصیت اور ان کی مشن کو اچھی طرح سمجھنے اور ان کی بنائی ہوئی لائنوں پر حکومت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس اعتبار سے ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ ترکوں نے عصمت انونو کو کمال اتاترک کا جانشین منتخب کیا اس لئے کہ موجودہ ترکی میں صرف دو ہی شخصیتیں ایسی ہیں جنہیں مسلسل بیس برس تک اتاترک کی ہم جلیسی کا فخر حاصل رہا ہے ایک مارشل فیضی دوسرے جنرل عصمت انونو۔ مارشل فیضی جنگ سقاریہ کے بعد سے اتاترک کے نہایت معتمد کمانڈر انچیف افواج ترکیہ رہے اور ترکی فوجوں کی موجودہ تنظیم انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے اسی جنگ سقاریہ میں ایک حصہ فوج کے جنرل عصمت انونو تھے لیکن میدان جنگ سے زیادہ یہ میدان سیاست میں چمکے سیاسی میدان میں ان کا پہلا معرکہ وہ تھا جو انہوں نے اس زمانہ کے مشہور برطانوی وزیر خارجہ لارڈ کرزن کے مقابلہ میں سر کیا تھا۔ دنیا اس معرکہ کو لوزان کانفرنس کے نام سے جانتی ہے اسی کانفرنس میں عصمت انونو نے ترکی جمہوریہ کی آزاد اور قطعی خود مختار حیثیت ساری دنیا سے تسلیم کرائی تھی۔

عصمت انونو کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ اتاترک کے نہایت معتمد اور وفادار دوست تھے اور سارے زمانہ ابتلا میں کبھی ایک سکنڈ کے لئے بھی انہیں اتاترک کی ذات پر شبہ نہیں

ہوا۔ وہ اتاترک کی ذات پر بے پناہ اعتقاد رکھتے تھے اور ہمیشہ انہیں بند کر کے ان کے حکم کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ تیسری خصوصیت عصمت انونو کی یہ ہے کہ یہ بڑے زبردست وطن پرست ہیں اور ایسے کٹر ترک ہیں کہ ترکی میں ایک بھی غیر ترکی رعایت کو زندہ رکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ ترکی زبان سے عربی اور فارسی الفاظ کے اخراج کی ذمہ داری زیادہ تر عصمت انونو پر ہے۔ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ عصمت انونو نے جب یہ وزیر اعظم تھے نیشنل اسمبلی میں اپنی رپورٹ اس قدر ٹھیٹھ ترکی زبان میں سنائی تھی کہ اسمبلی کے آدھے سے زیادہ ممبر اس رپورٹ کو پوری طرح سمجھ ہی نہ سکے اور اسی واقعہ کے بعد کے غیر ترکی الفاظ کو ترکی زبان سے خارج کرنے کی تحریک شروع ہوئی لیکن ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ترکی جمہوریہ کا جو نقشہ اتاترک نے بنایا تھا۔ اس میں رنگ انہی کی جانفشانیوں سے بھرا گیا ہے۔ اصلاح کا جو پروگرام اتاترک نے ترکی میں جاری کیا تھا انہی کی مدد سے وہ پورا ہوا ہے۔ اور حکومت جن بنیادوں پر اتاترک نے قائم کی اور سترہ برس چلائی اس میں عصمت انونو برابر اتاترک کے رفیق اور نہایت سچے مددگار رہے۔

ہماری رائے میں عصمت انونو کی یہی وہ خصوصیات تھیں جن کے باعث ترکوں نے انہیں اپنا صدر منتخب کیا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کے ہر طرح مستحق بھی ہیں۔

عصمت انونو کے انتخاب سے متعلق سرکاری اعلان میں ہمیں یہ پڑھکر اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ان کا انتخاب قوم کی متفقہ رائے سے ہوا اور یہ کہ عصمت انونو انہی لائنوں پر حکومت کریں گے جو لائن کمال اتاترک نے بنا دی ہے۔ ترکی کی سربلندی فی الحقیقت اسی بنا پر منحصر ہے کہ اتاترک کا جانشین انہی کی لائنوں پر حکومت کرے۔ جو مسلسل سترہ برس کے تجربے کے بعد متعین ہوئی ہیں لیکن اس اعلان کے فوراً ہی بعد رائٹر یہ خبر سناتا ہے کہ ترکی کابینہ کے تین رکن تبدیل ہو گئے۔ ان میں ایک توفیق رشدی اراس بھی ہیں جو کامل تیرہ برس اتاترک کے معتمد اور نہایت کامیاب وزیر خارجہ رہ چکے ہیں۔ ترکی کی موجودہ کامیاب خارجہ پالیسی کی تشکیل توفیق رشدی ہی کے تقرر کے بعد ہوئی تھی اس لئے عصمت انونو کے انتخاب کے دوسرے ہی دن ان کی علیحدگی کی خبر سے ترکی سے محبت رکھنے والوں کو بجا طور پر یہ تشویش پیدا ہو گئی ہے کہ کہیں اس کی خارجہ پالیسی میں تبدیلی تو نہ ہوگی؟ ایک خیال یہ بھی ہے کہ عصمت انونو اور توفیق رشدی کا جس مدت سے اختلاف رائے تھا دو سال ہوئے پہلے جب عصمت انونو وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہوئے ہیں تو اس میں توفیق رشدی ہی کا ہاتھ تھا۔ اس لئے صدر ہوتے ہی عصمت پاشا نے ان کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔ لیکن یہ خیال عصمت پاشا کی شخصیت کے مقابلہ میں کچھ سبک سا معلوم ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ توفیق رشدی کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کی وجہ کچھ اور ہی ہو اور ان کی علیحدگی سے ترکی کے وقار پر کوئی ضرب نہ پڑے کیونکہ موجودہ بے چینی کے زمانہ میں اس کی سخت ضرورت ہے کہ ترکی ہر قسم کے اندرونی جھگڑے بکھیڑوں سے پاک رہے اور اپنی قوت کو متحد رکھے اور ہمیں یقین ہے کہ عصمت انونو وقت کی اس ضرورت کے مقابلہ میں خانگی رنجشوں کو راہ نہ دینگے۔

بیوی خاوند کو نہیں پہچانتی

ایک نہایت ہی دلچسپ کتاب جس کا نام "کاروانِ حیات" ہے اور اتنی حیرت انگیز ہے کہ آپ پڑھتے پڑھتے حیران ہو ہو جائیں گے۔ ایک دیسی ریاست کی معصوم شہزادی کا وہ وقت جبکہ اس کے سامنے ایک ہی شکل، ایک ہی لباس، اور ایک ہی آواز اور ایک ہی نام کے دو آدمی موجود۔ مگر وہ نہ پہچان سکی کہ اس کا خاوند کون ہے۔ یہاں تک کہ وہ دھوکے میں آگئی۔ اور عرصہ تک غیر کو اپنا خاوند سمجھ کر اس کے ساتھ رہتی رہی۔ مگر جب اصل خاوند کو حالات معلوم ہوئے تو اس نے کیا غضب کیا یہ پڑھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ اس ہری بھری دنیا پر کیسی کیسی بجلیاں ٹوٹ پڑیں۔ شہزادی کا فوٹو اور دونوں خاوندوں کا فوٹوں بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ) ہے اور پانچ آنے محصول لگتا ہے۔

حورِ مغرب (باتصویر)

اس ناول میں عیسائیوں کا مصر پر حملہ اور ملک صالح ایوب کی حسرتناک موت بہادر مجاہد قاسم کی داستانِ شجاعت اور رابعہ مصری کی داستانِ عشق و محبت کے حالات درج ہیں "حورِ مغرب" کی حیرت انگیز عیاریاں اور فریب رنگین، اور دغابازیوں کے دل ہلا دینے والے واقعات اور "حورِ مغرب" کا انجام قربان گاہِ عشق پر حسن عالم افروز کا نذرانہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کتابی سائز ایک سو بالویں صفحات قیمت آٹھ آنے (۸)

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ:- **دفتر رسالہ محشر خیال جامع مسجد دہلی**

عورت کی جوانی کا خوبصورت ورنگین ساغر

تاج العروس

مواصلت کے خفیہ رازوں کا انکشاف

مغربی بے پردگی اور فیشن پرستی کے بے پناہ سیلاب نے جو ہندوستانی عورتوں کو نیا سبق دیا ہے۔ اس پر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے سخت ضرورت ہے کہ متعلق معلومات نسوانی جذبات تجربہ کار ہستیوں کے آزمودہ واقعات اور رموز مواصلت کے جدید نشیب و فراز سے ہر شخص جلد از جلد آگاہ ہو جائے امور خانہ داری۔ تعلیم و تربیت اور جذبات شناسی کے بغیر ناممکن ہے کہ صنف لطیف آپ کو اپنی تمناؤں کا جاندار حسرتوں کا مرکز اور دل کے ارمانوں کو پورا کرنے والا سمجھے کتاب "تاج العروس" باتصویر ان تمام بیش قیمت معلومات کا مخزن ہے۔ جو تجربہ کاروں کو بھی معلوم نہیں۔ یہ کتاب اتنی دلچسپ ہے کہ آپ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہ چھوڑیں گے بہت مختصر فہرست مضامین ہی سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بلاشبہ یہ کتاب صدہا عربی۔ فارسی اور انگریزی معلومات کا نچوڑ ہے جو قیمت بارہ آنے (۱۲) علاوہ محصولڈاک میں بالکل مفت سمجھی جائے گی۔

باب ۱
احساس شباب
عہد شباب کی رنگینیاں
قصر شباب میں داخلہ
علامات شباب کیا ہیں
پیکر حسن کی مخمور آنکھیں
کاکل سیاہ
پیکر ناز کی صراحی دار گردن

باب ۲
مخمانہ عیش کے دو جام رنگین
سر پستان یا جذبات کی کنجی
انار شیریں کی قسمیں
دست نازک کی بلوریں کلائی
کمر خالی پر خوبی جھلک

باب ۳
حریم حسن فانوس حجاب سے باہر
ایمان عصمت کے دو حصے
اندام نہانی کی تشریح
دوشیزیت کا ثبوت
پردہ بکارت

باب ۴
استقرار حمل کب ہوتا ہے
استقرار حمل روکنے کے طریقے
در عصمت کی حفاظت
ایوان حسن کی صفائی
حریم حسن کو تنگ کرنے کے مجرب نسخے

باب ۵
پرستار حسن کی مدہوشانہ لغزش
تربیت اولاد اور غفلت کا پردہ
اوقات تشنہ لبی وصال
پرستار حسن اور شاخ رنگین
عروس بہار کو مست کرنے کا طریقہ
انار شیریں کو مستانہ چھیڑ چھاڑ
ملکہ حسن پرستی کی علامت
نقشہ تار بجائے ساس
بوسے کے مخصوص مقامات

باب ۶
پیکر نسواں کی اقسام
عورت کی تین قسمیں
رفتار نسائیت کی بارہ قسمیں
پیکر نسواں کا قدرتی آئینہ

باب ۷
پری جمال سے مواصلت کا طریقہ
عروس تمنا پر برق ضبط شکن
پیکر نسواں کا حسن جاذب نظر
کیف حسن پر ایک نظر
حسن اور رنگ کا مقابلہ

باب ۸
اولاد کی پرورش محبت کی گود میں
محبوبہ کی تمناؤں کا جگمگاتا تاج
آفتاب حسن کی محبت آمیز کرنیں

باب ۹
کمسنی میں شادی کے خطرناک نتائج
رسومات بد اور اسراف بیجا

باب ۱۰
شباب کی مرجھائی ہوئی کلیاں
عروس شباب پر برق ظلم کی تڑپ
نوشاہ کی شادی کے فرائض
معصوم حسینہ پر دردناک مظالم

باب ۱۱
عروس نوشاہ بستر عیش پر
عروس نو اور شب وصل
دامن محبت اور آنسوؤں کی لڑیاں
عشق مجازی اور حقیقی
محبت نامہ

باب ۱۲
عشق و محبت کے باب میں

باب ۱۳
دوستی اور محبت
ایک عبرتناک واقعہ
دامن عفت پر ذہانت کے موتی

باب ۱۴
نسوانی زندگی
گل چین جمال اور مے نوشی
صنف نطیف کا انتخاب
کثرت جماع کے خطرناک نتائج
محبوبہ سے لطف اندوزی کا وقت
جوانی کی بہار
چہرہ کی پاکیزگی
خضاب جسم

اشارہ۔ اگرچہ یہ عنوانات تاج العروس کے پر کیف اور مفید مضامین کا پتہ بتا رہے ہیں لیکن اصل لطف اسی وقت حاصل ہوگا جبکہ آپ یہ کتاب ختم کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

اس کتاب کے ملنے کا پتہ۔ منیجر محمود کتب خانہ ... اردو بازار جامع مسجد دہلی

دق و سل کے مریضوں کو مژدہ صحت

آج کل ہندوستان میں دق اور سل جیسے خطرناک بیماریاں بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں ہزاروں قیمتی جانیں اس جان لیوا مرض کی نذر ہو جاتی ہیں سینکڑوں خوش و خرم گھرانے اس کی وجہ سے ماتم کدہ بنے ہوئے ہیں۔ اطبا کرام کا فرض ہے کہ ایسے متعدی اور خوفناک امراض کے معالجہ کی تحقیقات کریں اور اپنی تحقیق و تدقیق کے نتائج دنیا کے سامنے پیش کر کے پیام صحت پہونچائیں مشکل یہ ہے کہ اطبا کو امساک کی گولیوں کی تحقیق اور مقوی باہ طلاؤں کی تحقیقات سے فرصت ہی نہیں ہمدرد دواخانہ میں جو خدمت خلق و فن میں امتیاز خصوصی رکھتا ہے اور اپنی سچی ہمدردی اور خدمت ہی کی وجہ سے آج دنیا میں طب یونانی کا سب سے بڑا کامیاب اور منظم دواخانہ ہے اس مرض کے متعلق ایک عرصہ سے تجربات کئے جا رہے تھے اور شافی علاج کی جستجو جاری تھی۔ الحمدللہ ان مبارک کوششوں میں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ

اب ہم اس قابل ہوئے کہ دق سل اور پرانے بخار وغیرہ کے مریضوں کو مژدہ صحت سنائیں تاکہ وہ اس جان لیوا امراض کے چنگل سے رہائی حاصل کریں، اگر آپ بھی خدانخواستہ ان امراض میں مبتلا ہوں تو

ہمدرد دواخانہ دہلی کے تیار شدہ دولاثانی و صحت بخش مجربات خصوصی

یعنی

قرص سحر (رجسٹرڈ) اور **مار الحیات** (رجسٹرڈ)

استعمال کیجئے

اور قدرت کا تماشہ دیکھئے ۹۵ فی صدی ایسے مریض جن کی دق اور سل تیسرے درجہ تک پہونچ گئی تھی۔ جراثیم مرض کا غلبہ انتہا پر تھا اور وہ محض پوست و استخوان کا ایک مجموعہ تھے ان دو عجیب و غریب دواؤں کے استعمال سے تندرست و توانا ہو گئے۔ جراثیم مرض کا قلع قمع ہو گیا مریض کی قوت جو ضعف کے انتہائی درجات طے کر رہی تھی سنبھل گئی اور اپنے اہل و عیال کیلئے سرمایۂ عیش و مسرت ہو گئے ان ادویہ کے استعمال کی مدت مرض کے درجات پر موقوف ہے لیکن انتہائی درجات میں بھی چالیس روز میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔

ترکیب استعمال و ہدایات

بالکل آسان و سادہ ہیں۔ صبح کو "قرص سحر" ایک عدد منہ میں ڈال کر اوپر سے "مار الحیات" پانچ تولہ پی لیجئے اور ترش و ثقیل چیزوں سے پرہیز کیجئے فواکہات میں۔ انار۔ انگور۔ سنگترہ استعمال کیجئے۔ غذا نرم اور زود ہضم کھائیں۔ آش جو۔ ساگودانہ وغیرہ ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

قرص سحر (رجسٹرڈ) قیمت فی قرص دو آنہ "مار الحیات (رجسٹرڈ)" قیمت فی بوتل جو بارہ روز کے لئے صرف دو روپے دس۱۰ یا زیادہ وزن کا پارسل ریلوے سے منگانے میں کفایت ہے۔ ریلوے پارسل کے لئے چہارم قیمت پیشگی روانہ کرنی چاہئے۔

ٹیلیفون ۵۰۰ پتہ: مینیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی تار کا پتہ:- ہمدرد دہلی

ترکی کا نجات دہندہ

غازی مصطفےٰ کمال پاشا مرحوم

(محمد عبدالرزاق صاحب دکن)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا مرحوم اُن مشاہیر میں سے تھے جنہوں نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا۔ جس طرح لینن نے روس میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ اور مسولینی نے اٹلی کی کایا پلٹ دی اسی طرح مصطفےٰ کمال نے جنگ عظیم کے بعد ترکی کے مردہ جسم میں نئی اور تازہ روح پھونک دی وہ ایک کامیاب جرنیل ہی نہ تھے بلکہ ایک زبردست مدبر بھی تھے ان کے دوسرے معاصر مثلاً مسولینی، ہٹلر و لینن بھی زبردست ہستیاں ہیں لیکن انہوں نے بنی بنائی سلطنت کو ترقی دی اور غازی مرحوم نے ایک ایسی سلطنت کو قائم کیا اور بام عروج پر پہنچایا جس کو اتحادی دول فنا کر چکی تھیں اس وجہ سے غازی مرحوم اپنے معاصروں میں سے سب سے زیادہ سربلند تھے۔ ترکی کی تاریخ جدید کا بغور مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اس اولوالعزم، مدبر، انقلاب کے پیامبر، عزم کے راسخ مالک، حریت کے علمبردار، مجاہد اسلام، قوم کے سپاہی، مسلمانوں کے دلوں کے حکمراں نے کس طرح ایک پامال قوم اور برباد ملک کو اپنی دانشمندی و فراست سے از سر نو زندہ اور آباد کیا۔ ہمت ہمیشہ ایسے ہی جوانمردوں اور قوم پرستوں کا ساتھ دیتی ہے۔ کامیابی ایسے ہی منچلے احرار کے قدم چومتی ہے اور قدرت ایسے ہی مستقل مزاج ثابت قدم ہستیوں کو اپنے سایہ میں رکھتی ہے۔ دنیا میں وہی لوگ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں جنہوں نے مصیبت کو اپنی ابتدائے زندگی کا رفیق اور آفتوں کو اپنا کھلونا بنایا۔ غازی مرحوم کی ابتدائی زندگی کے واقعات اتنے دلچسپ، درد انگیز اور سبق آموز ہیں کہ ان کے مطالعہ سے ہر ملک کا بچہ بچہ درس حاصل کر سکتا ہے۔

مصطفےٰ کمال ۱۲ مارچ ۱۸۸۱ء میں سالونیکا میں پیدا ہوئے تھے اس وقت کون جانتا تھا کہ یہی لڑکا ایک دن ترکوں کے سیاہ و سپید کا مالک ترکوں کا نجات دہندہ اور اتاترک کہلائے گا آپ کے والد علی رضا بے میونسپلٹی کے ایک محرر تھے، ان کی ماہانہ آمدنی خاندان کے گزر بسر کے لئے ناکافی تھی اور نہایت عسرت و افلاس میں اپنے زندگی کے دن پورے کر رہے تھے انہوں نے اپنے لڑکے کا نام مصطفےٰ رکھا تھا۔ ابھی مصطفےٰ کی عمر پورے دو سال کی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔

دکھیا ماں نے محنت مزدوری کر کے اس یتیم کی پرورش کی جب یہ بچہ کسی قدر بڑا ہوا تو والدہ نے ان کو چچا کے پاس جو سالونیکا کے قریب ہی ایک موضع لگاسان میں رہا کرتا تھا روانہ کر دیا۔ گو مصطفےٰ کی والدہ زبیدہ خانم یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ مصطفےٰ کا چچا افلاس کے دن گزار رہا ہے اس پر بھی مصطفےٰ کو وہاں رکھنا مناسب خیال کیا۔ سچ ہے مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی۔ ان کے چچا نے مصطفےٰ کو کھیتوں کی نگہداشت اور دوسرے معمولی کام پر مامور کیا اور مصطفےٰ نے بلا عذر و حیلہ قبول کر لیا۔ آپ کے لئے آب و ہوا اچھی ثابت ہوئی۔ اعضا مضبوط اور صحت اچھی رہنے لگی۔ وہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے کام انجام دیتے تھے آپ کی عمر صرف ۱۱ سال کی ہوئی تھی لیکن لگاسان کی تازہ ہوا اور صحت بخش فضا کی وجہ سے توانا، تندرست اور قوی ہیکل ہو گئے تھے اور اپنے ہم عمروں میں سب سے زیادہ طاقتور اور تنومند معلوم ہوتے تھے۔ گو آپ کی والدہ سالونیکا میں تھی لیکن اپنے پیارے بچے سے غافل نہ تھی ہر وقت وہ مصطفےٰ کے مستقبل کی فکر کیا کرتی اور انہیں خیالات و تفکرات میں ہمیشہ مستغرق رہتی تھیں۔ سالونیکا میں مصطفےٰ کی پھوپھی لاولد ہونے کی وجہ سے بچوں سے بہت محبت کرتی اور عزیز رکھتی تھی، اطلاع ملتے ہی مصطفےٰ کی والدہ محترمہ زبیدہ خانم کو کہلا بھیجا کہ میں اس کی تعلیم کے اخراجات برداشت کروں گی اور اس کو اپنے مکان ہی پر رکھوں گی۔ زبیدہ خانم اس خبر کو سنکر پھولی نہ سمائی، اور فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اس نے فوراً مصطفےٰ کو اس کی پھوپھی کے پاس روانہ کر دیا۔ آپ کی پھوپھی نے آپ کو سالونیکا میں ایک جدید طرز کے اسکول میں داخل کرا دیا

لیکن آپ کی طبیعت مجبوراً ایسی واقع ہوئی تھی۔ ایک دن وہ جماعت کے ایک لڑکے سے لڑ پڑے استاد نے آپ کو سزا دی اور سخت لہجہ میں برا بھلا کہا۔ خوددار اور باحمیت مصطفیٰ کے لئے یہ بات نہایت ناگوار خاطر تھی برداشت نہ کر سکے اٹھے اور بغیر اجازت مکان چل دیئے پھوپی سے صحیح صحیح تمام واقعہ کہہ سنایا اور اس دن سے اس سکول کا رخ نہ کیا اس قسم کے طرز جدید کا اور کوئی اسکول سالونیکا اور لگاسان میں نہ تھا۔ آپ بیکار رہنے لگے اور رات کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے لگے جو تاریخی قصے بیان کرتے تھے آپ کو ان قصوں سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اور یہ قصے نہایت غور سے سنا کرتے تھے۔

احمد قادری بے کا لڑکا جو فوجی کالج میں تعلیم پا رہا تھا مصطفیٰ کے عزیز دوستوں میں سے تھا۔ احمد کو جب کبھی فوجی وردی میں ملبوس دیکھتے تو آپ کا جی للچاتا اور خیال کرتے کہ کاش میں بھی اس قسم کے شاندار لباس کو پہننے کی قابلیت رکھتا۔ تب ہی آپ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں بھی فوجی تعلیم حاصل کروں گا۔

مصطفیٰ کو وردی کا شوق کشاں کشاں ان کے والد کے ایک دوست کے پاس لے گیا جو ایک فوجی ریٹائرڈ آفیسر تھا اور اس کی سکونت سالونیکا ہی میں تھی۔ آپ نے اپنے دلی مقاصد اس معدل شخص پر من و عن ظاہر کر دیئے۔ جب اس نے مصطفیٰ کا طبعی رجحان فوجی تعلیم کی طرف پایا تو تمام ذمہ داریاں اپنے سر لے لیں اور آپ کو داخلہ کا امتحان دلوایا۔ اس امتحان میں آپ نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور ملٹری کالج میں داخل کر لئے گئے۔ اس کالج میں فوجی تعلیم کے علاوہ مختلف علوم و فنون پڑھانے کا بھی انتظام تھا جیسے تاریخ ادب و ریاضی وغیرہ آپ کو ریاضی سے خاص دلچسپی تھی۔ ریاضی کے گھنٹے میں کلاس میں اول رہتے مشکل سے مشکل سوال تھوڑے سے وقفہ میں حل کر دیتے اور اسی لحاظ سے دوسرے اساتذہ میں بھی مقبول ہو گئے تھے۔ آپ کے ریاضی کے پروفیسر جو ایک معمر شخص تھے اور جن کا نام بھی مصطفیٰ تھا کہا ہم دونوں میں ایک کا نام ضرور بدلنا چاہئے اور پھر اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ لڑکا ایک دن کمال حاصل کرے گا اس لئے اس کا نام مصطفیٰ کمال ہونا چاہئے۔ اس تاریخ سے آپ کا نام مصطفیٰ کمال ہو گیا اس کالج سے مصطفیٰ کمال نے امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔

چونکہ مصطفیٰ کو فوجی آفیسر بننے کی دھن تھی اس لئے کوشش کر کے فوجی کالج کی تعلیم جلد ختم کر لی اور سر انجینیر کالج میں داخل ہوئے یہ تعلیم آپ کی طبیعت کے موافق تھی اس لئے

تھوڑے عرصہ میں کافی ٹریننگ اور جلد از جلد کالج سے فراغت حاصل کی اس کالج میں مصطفیٰ کمال کی حالت یہ تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی قیادت کیا کرتے تھے۔ ہر کام میں وہی آگے بڑھا دیئے جاتے تھے آپ کی آئندہ قیادت کے آثار اسی زمانے سے ظاہر ہونے لگے۔

مصطفیٰ کمال کی زندگی فوجی کالج میں نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر بسر ہوئی۔ وہ ہمیشہ مطالعہ میں مستغرق رہتے اس وجہ سے وہ کم سخن بردبار اور خوددار ہو گئے تھے اپنے ساتھیوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے طبیعت کی اس تبدیلی نے آپ کے ساتھیوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ خواہ مخواہ چھیڑیں ایک دن مصطفیٰ کمال کے کسی ایک ساتھی نے پوچھا آپ اس طرح خاموش کس دھن میں لگے رہتے ہیں کیا کہیں کے بادشاہت کا ارادہ ہے۔؟ تو مصطفیٰ کمال مسکرا کر کہتے کہ ہاں سچ ہے۔ میں دنیا میں "کچھ" بننا چاہتا ہوں۔ جب آپ کے ساتھی یہ سنتے تو آپ کا مضحکہ اڑاتے غرض مصطفیٰ کمال نے اس اصول کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا اور پھر قسطنطنیہ کے جامع حربیہ میں داخل ہو کر اپنی فوجی تعلیم کی تکمیل کی اور مکمل فوجی بن گئے اسی اثنا میں آپ نے خانگی طور پر فرانسیسی زبان بھی سیکھی معلومات خوب حاصل کیں سیاسیات میں دلچسپی لینی شروع کی۔ اگرچہ جامع حربیہ کے قواعد نہایت سخت تھے۔ پولیٹیکل معاملات پر گفتگو کرنے کی سخت ممانعت تھی لیکن اس عالی ہمت کو قدرت نے حریت پسند دل دیا تھا اس لئے پوشیدہ طور پر وہ کتابیں حاصل کر لیں جن میں قومیت کی روح اور حریت کے جذبات موجود تھے اور اکثر ایسی ہی کتابوں کا مطالعہ کرتے جو قانوناً ممنوع تھیں۔ اُن کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوا کہ موجودہ گورنمنٹ مطلق العنان اور خود مختار ہے۔ اس لئے کہا کہ، یہ طرز حکومت ملک و قوم کی آئندہ فلاح و بہبود کے لئے سخت مضر ہے۔ جب آپ کا سن بیس برس کا ہوا تو فوج میں بطور لفٹننٹ بھرتی کئے گئے۔

۱۹۰۵ء میں فوج میں داخل ہونے کے بعد دل میں انقلابی جذبہ پیدا ہوا، قابلیت اور معلومات عامہ میں اضافہ ہوا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ خلیفۃ المسلمین کی وجہ سے ترکی برباد ہو رہی ہے آپ نے اپنے خیالات اپنے ہم عمر لوگوں پر ظاہر فرمائے وہ آپ کے ہم خیال ہو گئے۔ ایک خفیہ "انجمن حریت" قائم کی اور خفیہ طور پر ایک اخبار بھی جاری کیا۔ اس انجمن کے صدر اور اس اخبار کے سب سے بڑے مضمون نگار مصطفیٰ کمال ہی تھے۔ لیکن بدقسمتی سے سلطان عبدالحمید خاں کے جاسوسوں نے اس انجمن کا پتہ چلا لیا اور مصطفیٰ کمال معہ انجمن کے تمام اراکین کے گرفتار کر لئے

گئے یہ سب لوگ چار مہینے قید میں رہے ۔سلطان عبدالحمید خاں خلیفۃ الوقت تھا اور نہایت قیافہ شناس تھا اس نے مصطفیٰ کمال کو بلند حوصلہ اور باقبال سمجھا۔ چنانچہ آپ کو قید سے رہائی کے تھوڑے ہی دنوں بعد ایک دستہ کا کپتان مقرر کر کے دمشق روانہ کر دیا گیا گویا وہاں آپ جلا وطن کر دیئے گئے تھے۔ عالی ہمت مصطفیٰ کمال نے وہاں بھی انجمن حریت کی بنیاد ڈالی جو بہت جلد سرسبز ہو گئی۔ علاوہ اس کے آپ نے کوشش کر کے بیروت۔ یروشلم اور دیگر شہروں میں انجمن کی شاخیں قائم کر دیں۔

جب مصطفیٰ کمال کو ایک عرصہ دراز وہاں رہتے گزر گیا تو آپ کو وطن کی یاد ستانے لگی اور آپ بھیس بدل کر سالونیکا میں آئے دوبارہ "انجمن حریت" قائم کی آپ کے احباب نے بھی اس انجمن کا نہایت پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ آخرکار کوشش کر کے سرکاری طور سے وطن آئے، وطن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ انجمن حریت کا نام بدل کر "انجمن اتحاد و ترقی" رکھا گیا۔ آپ شخصی حکومت سے متنفر تھے لہٰذا جب آپ ۱۹۰۸ء میں ملٹری کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے تو وہاں بھی فوجیوں میں یہی اسپرٹ پیدا کر دی اور شخصی حکومت کو فنا کرنے کا مصمم کر لیا۔

اس کے بعد جنگ طرابلس ۱۹۱۱ء میں شروع ہو گئی اور آپ سپہ سالار مقرر ہوئے اس میں فتح حاصل ہوئی، ابھی جنگ ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ جنگ بلقان شروع ہو گئی آپ قسطنطنیہ پہنچے اور جنگ بلقان میں نہایت گرم جوشی سے کام کیا اور فتح نصیب ہوئی اور اس طرح فتوحات کا سہرا آپ ہی کے سر رہا ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم چھڑ گئی کمال مخالف تھے کہ جرمنی کا ساتھ نہ دیا جائے لیکن نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا۔ آپ کی کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی اور ترکی کو جنگ عظیم کے بعد نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا اور صلح میں ترکی کا بہت سا حصہ بھی قبضہ سے جاتا رہا۔

۱۵ رمئی ۱۹۱۹ء کو یونانیوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا اور فتح حاصل کر لی اس وقت آپ اناطولیہ میں سرکاری فرائض انجام دے رہے تھے لیکن مادر وطن کی مصیبت کو برداشت نہ کر سکے اور چند دنوں میں استعفا داخل کر دیا۔ اس وقت وزیر اعظم فرید پاشا تھا۔ اس استعفا کے پیش ہونے سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ آپ کی اصابت رائے، پختہ مغزی، دوراندیشی مستقل مزاجی اور بے نظیر شجاعت سے خوف کھاتا تھا، آپ نے یونانیوں کے خلاف بغاوت شروع کی تو آپ کے سر کی قیمت تین لاکھ مقرر کی گئی اور آپ باغی قرار دے گئے۔

۲۳ راپریل ۱۹۲۰ء کو آپ نے ایک اسمبلی قائم کی جسکو "مجلس ملی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ تمام کام انگورہ[۱] میں طے پائے جو ایک تاریخی مقام ہے۔

مصطفیٰ کمال نے "مجلس ملی" کے نام سے ایک علیحدہ گورنمنٹ قائم کی۔

مصطفیٰ کمال پاشا مجلس ملی کے صدر منتخب ہوئے۔ ہز ایکسلینسی فرید بے وزیر اعظم۔ ہز ایکسلینسی یوسف کمال بے وزیر خارجہ عصمت پاشا فوجی جرنیل۔ نورالدین پاشا اور عارف بے کمانڈر مقرر ہوئے اور احمد آفندی کپتان مقرر ہوئے۔

۲۰ رجون ۱۹۲۰ء کو یونانیوں نے جارحانہ کارروائی شروع کر دی لیکن برخلاف اس کے ترکوں کا وہ دستہ تھا جس نے اگرچہ شہر عسکی پر شکست کھائی تھی لیکن ابھی دل شکستہ نہ ہوا تھا۔

یونانیوں کے دل بڑھے اور یکے بعد دیگرے ایدن، آلا شہر، روشک اور افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا تھا اور اب اس فکر میں تھے کہ انگورہ پر حملہ کر کے مجلس ملی کو فنا کر دیں اور مصطفیٰ کمال کو بغاوت کا مزا چکھا دیں۔ آخر میں اینی کولی پر یونانیوں اور ترکان احرار کا مقابلہ ہوا ترک فتح یاب ہوئے۔ اور پھر مقاریہ پر یونانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ عسکی شہر پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اسی فتح کی خوشی میں قوم نے مصطفیٰ کمال کو غازی کا خطاب

---

[۱] انگورہ ایک ایسا مقام ہے جہاں مختلف اقوام نے اپنی بہادری کے جوہر دکھلائے ہیں اس کے آباد کرنے والے مقدس ہستیاں تھیں ۶۲۲ء میں ایرانی بادشاہ کیخسرو نے اس شہر پر حملہ کیا تھا لیکن بدقسمتی سے شکست کھائی اور ایرانیوں نے اس پر چھ سو سال تک حکومت کی۔

اٹھارویں صدی میں بادیہ نشینان عرب نے اس شہر پر حملہ کیا ایک عظیم خونریزی کے بعد اس پر قبضہ کیا اور پہلی بار ۱۰۷۱ء میں ترکوں نے اس پر حملہ کیا کئی دنوں کے مقابلوں کے بعد ترک اس پر قابض ہوئے اور پھر امیر تیمور نے ۱۴۰۲ء میں حملہ کر کے شہر کو فتح کیا اور ترکوں کا خون پانی کی طرح بہا۔ زمانے نے پھر کروٹ لی

پھر سلطان محمد اول نے حملہ کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا اس وقت سے اب تک یہ شہر ترکوں کے قبضہ میں ہے۔

۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو افیون قرہ حصار پر یونانیوں کو شکست ہوئی اور پھر ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ترکان احرار نے سمرنا فتح کر لیا اور نہایت تھوڑی سے دو ہفتوں میں ڈھائی سو میل کا فاصلہ طے کر کے درمیانی شہر عشاق اور آلا شہر بھی فتح کر لئے۔ بعد میں چناق اور دردانیال بھی فتح کر لیا اسی سال یعنی ۱۹۲۲ء میں خلیفہ کا انتقال ہوا اور عبدالمجید خاں تخت خلافت پر متمکن ہوئے لیکن چند ہی دنوں بعد جمہوری حکومت قائم ہو گئی جس کے صدر غازی مصطفےٰ کمال پاشا تھے۔

آپ فوجی تعلیم کے دلدادہ تھے اور آپ کی دلی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی آپ کو یقین تھا کہ آپ گولیوں سے نہیں مریں گے بلکہ طبعی موت آئے گی اسی بنا پر جنگ عظیم میں گولیوں کی بوچھار میں مسکراتے اور سگریٹ پیتے ہوئے خطرناک مقامات سے گزرتے تھے آپ جمعیت اقوام کے بہت قائل تھے آپ کا فلسفہ زندگی یہ تھا کہ کوئی قوم صحیح معنوں میں امن کی زندگی بسر نہیں کر سکتی جب تک دوسری قوموں کے ساتھ رواداری نہ برتے۔

جب کہ چراغ خلافت ٹمٹما رہا تھا ترکی قوم موت و زیست کی کشمکش میں ایڑیاں رگڑ رہی تھی بیرونی اقتدار تمام ترکی پر چھا گیا تھا یورپ والوں کو ترکی قوم کے مٹ جانے کی قوی امید تھی ایسے نازک وقت میں مصطفےٰ کمال نے اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالا اور ساحل مقصود تک پہنچا دیا۔

جنگ عظیم سے قبل ترکی پر یورپ ہنسا کرتا تھا اور اس کو مرد بیمار کے نام سے یاد کرتا تھا۔ غازی مرحوم نے بتا دیا کہ وہ ترکی جس کو یورپ مرد بیمار کہتا تھا وہ مرد بیمار نہیں ہے۔ فی الحقیقت یورپ ترکی سے اتنا خائف نہ تھا جتنا اتاترک کی ذات سے۔

گو آپ کو قدم قدم پر رکاوٹوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ ان کانٹوں کو راستوں سے ہٹاتے بلندیوں سے چھلانگیں مارتے اور دشوار گزار پہاڑوں اور گھاٹیوں سے گزر کر اپنا راستہ نکال ہی لیتے۔ آپ مردانہ وار ان تمام مصیبتوں کا مقابلہ کرتے آگے بڑھتے گئے آپ کے پہلو میں ایک دردمند اور حساس دل تھا۔ آپ کے بیان میں جادو اور گرما دینے والی قوت موجود تھی ترکوں نے اپنے نجات دہندہ کو باپ کہہ کر پکارا۔

غازی مرحوم ہر وقت اسلام پر مر مٹنے کو تیار رہتے تھے اور مسلمانوں کی اصلاح ہی ان کے پیش نظر تھی۔ خوش قسمت ہے وہ قوم جس کو ایسا نر مرد ملا۔ آپ نے قبل از مرگ چند ہدایات یا آخری الفاظ وزیر خارجہ کو مسلمانوں کی بہتری کے متعلق لکھوائے ہیں اگر مسلمان صحیح معنوں میں ان پر عمل کریں تو دنیا میں سربلند ہو سکتے ہیں۔

(۱) اگر میں مر جاؤں تو دنیائے اسلام کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ "زندگی حرکت کا نام ہے"

(۲) "مسلمانوں کو اگر آئندہ باقی رہنا ہے تو رسول عربی کے نقش قدم پر چلیں"

(۳) "سادہ زندگی اختیار کریں"

(۴) "محنت و مشقت کو اپنا شعار بنائیں"

(۵) "فضول ٹیم ٹام اور تضیع اوقات سے پرہیز کریں"

(۶) "فوجی ضوابط و نظام سے رہیں"

(۷) "زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار نہ جانے دیں"

یہ ہستی آج دنیا میں نہیں ہے مگر اس کے زریں کارنامے صفحہ ہستی پر موجود ہیں۔

مذہبی۔ سیاسی۔ صنفی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ نیز ہر سائز کے
قرآن مجید و حمائل شریف منگانے کا پتہ یاد رکھئے۔
دفتر محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

غازی کمال کی بے مثال زندگی

(از نعیمہ انصاری فرحہ۔ طالبہ ۶ بک گرلز ہائی اسکول دہلی)

اتاترک مصطفےٰ کمال ۱۸۸۱ء میں سالونیکا میں ایک محرر جنگی کے گھر پیدا ہوئے غربت کے سبب ابتدائی زمانہ نہایت تکلیف سے بسر ہوا۔ دو ہی سال کی عمر تھی کہ آپ کے سر سے والد بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا اور آپ یتیم ہوگئے۔ جب ذرا سمجھدار ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو مدرسہ فوقان میں داخل کرا دیا۔ مدرسہ میں آپ کی طبیعت نہ جمی اور آپ نے مدرسہ چھوڑ دیا۔ آخرکار بیس سال کی عمر میں آپ نے نہایت کوشش کے بعد فوجی امتحان دیا اور فوجی مدرسہ میں داخل ہوگئے۔ مدرسے کی تعلیم ختم کرنے کے بعد فوجی کالج اور بعد ازاں جامعہ حربیہ میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اور یہیں سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔

آپ نے چند ضبط شدہ کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل میں ملوکیت کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا ہوا اور اس کے انسداد کے لئے آپ نے چند ہم خیال طلبار کو ملا کر ایک انجمن بنام "حریت" قائم کی اس پر سلطان عبدالحمید کے جاسوسوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو مع دوسرے طلبار کے چار ماہ کی سزا ہوئی۔ رہا ہونے پر بادشاہ نے ملک شام بھیج دیا۔ لیکن یہاں بھی آپ کو چین نہ آیا۔ انجمن حریت کی دوبارہ بنیاد ڈالی پھر اپنے وطن سالونیکا پہنچ کر انجمن اتحاد ترقی کی بنیاد ڈالی۔ فوج میں پروپیگنڈا کیا۔ سلطان عبدالحمید کی شخصی حکومت کا خاتمہ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جنگ طرابلس میں شامل ہوئے۔ جنگ بلقان شروع ہوئے پر قسطنطنیہ ہوتے ہوئے محاذ جنگ پر گئے اور دشمنوں کو شکست دیکر اپنا نام روشن کیا۔

جنگ عظیم شروع ہونے پر جب ٹرکی جرمنی کا حلیف بن کر اتحادی افواج کے مقابلہ پر اترا تو آپ بھی فوج میں شامل تھے۔ اگرچہ کہ آپ ٹرکی کا جنگ میں شامل ہونا نقصان دہ سمجھتے تھے۔ درہ دانیال پر آپ نے اتحادی افواج کو شکست دی اور جب اتحادیوں اور ٹرکی کے مابین عارضی صلح ہوگئی تو آپ قسطنطنیہ واپس آگئے۔ لیکن فرید پاشا نے غداری کر کے ایسی شرائط منظور کر لیں جو کہ ٹرکی کے حق میں سم قاتل تھیں۔ آپ ان کی مخالفت کرتے ہوئے انگورہ آئے اور ملک کے دوسرے لیڈروں کو ملا کر مجلس ملی کی بنیاد ڈالی۔ دول متحدہ کے اشارہ پر جب یونان نے ٹرکی پر حملہ کیا تو مصطفےٰ کمال نے بچے کھچے ترک سپاہیوں کو لے کر جان توڑ مقابلہ کیا اور یونانیوں کو شکست فاش دی یہ ایک ایسی زبردست فتح تھی کہ جس نے آپ کا نام دنیا میں مشہور کر دیا اور دشمن بھی ٹرکی کے "مرد بیمار" کا لوہا مان گئے۔ اسی فتح نے پاشا موصوف کو بہادروں کی صف اولین میں لا کھڑا کیا۔

جنگ کے بعد آپ اپنے ملک کی حالت کی طرف متوجہ ہوئے ٹرکی کی عنان حکومت آپ کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ ملک میں کارخانے کھولے گئے جاہل ملاؤں اور ان کے پیروں کے اثرات سے ٹرکی کو صاف کیا گیا۔ نئی تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالی گئی کالج اور سکول کھولے گئے۔ تعلیم نسواں پر زور دیا گیا۔ اور رعایا کی بہبودی کے لئے ہر طرح موصوف نے سعی کی اور یہ آپ ہی کی سعی کا نتیجہ ہے کہ ٹرکی ایک طاقتور ملک بن گیا۔

غلامی کی زنجیروں کو توڑ دو

غلامی کی زنجیروں میں گرفتار ہونے والے ہندوستانیوں کے لئے ایک عبرت انگیز کتاب

انقلاب روس یا جنگ آزادی جس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آزادی کی جنگ کیسے روس نے کیا انقلاب برپا کئے

روسی محلات شاہی کے خفیہ از دل کا وہ ہولناک مرقع جسے اب تک دنیا سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ زار روس کی زارینہ سے زبردستی شادی کا انجام کیا ہوا۔ قتل و خونریزی اور انقلاب ہی انقلاب روس کا تخت جعلسازیوں اور خفیہ سازشوں کی آماجگاہ بنا مگر اس جنگ نے جو محیر العقول انقلاب پیدا کیا اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ آزادی کی جنگ میں ہولناک قربانیوں کے سین دیکھئے۔ ملک پر قربان ہو جانے والے سپاہیوں کے جارحانہ اقدام دیکھئے۔ اور اندازہ لگائیے کہ ہم کس طرح اور کب آزاد ہوں گے۔ ضخامت دو سو صفحات کے قریب، قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:۔

دفتر رسالہ محشر خیال اردو بازار جامع مسجد دہلی

خاک اتاترک پر چند آنسو

تھی منوّر جس سے مشرق کی زمیں — چھپ گیا افسوس وہ ماہِ مبین
وہ جبیں ہے اب نقابِ خاک میں — رشک کرتی جس پہ صبحِ اوّلیں
آہ! وہ مردِ مجاہد چل بسا — ہر نظر جس کی تھی جرأت آفریں
آسماں جھکتا تھا جس کے سامنے — آج آسودہ ہے وہ زیرِ زمیں
فخر جس کی ذات سے ملّت کو تھا — کانپتے تھے جس سے اہلِ بغض و کیں
کل بٹھاتے تھے جسے آنکھوں پہ ہم — آج ہے وہ ساکنِ خلدِ بریں
خاک کو اپنی متاعِ بے بہا — سونپتے ہیں با دلِ اندوہگیں
عیش اپنا تلخ گردوں نے کیا — جام میں ہے زہر جائے انگبیں
کیا سکوں ہو خاطرِ ناشاد کو — صبر آتا ہی نہیں اس کے قریں
ہے دعا غازی کی روحِ پاک پر — رحمتیں نازل کرے جاں آفریں

غالب آئے دشمنوں پر جنگ میں
وہ مجاہد[1] ہے جو اُس کا جانشیں

العام العدخاں ناصر

[1] غازی عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکیہ

شیطان اور اس کے چیلوں کی خوفناک کہانی

جس کے پڑھنے سے آپ کی زندگی کا سچا فوٹو آپ کے سامنے آجائے گا۔ آپ اس فوٹو میں بھیانک بھی دیکھیں گے اور دلفریب بھی نیکی اور بدی زندگی کے دو کھیل میں ان کے حیرت انگیز کرتب آپ کتاب "فاؤسٹ" میں دیکھئے۔ حسن کی گلکاریاں آپ کو جگہ جگہ لرزاں کردیں گی۔ عشق کی گوہرافشانیاں محوحیرت بنادیں گی بدی کے کارنامے جو گناہ کی طرف تیزی سے رواں ہیں

کس طرح نیکی کی طرف بدل جاتے ہیں یہ نظارہ آپ کی آنکھوں کے سامنے تصویر بن کر آجائے گا۔ اس کہانی کو پڑھتے پڑھتے آپ ایک وقت دانتوں میں انگلیاں دے لیں گے اور ایک وقت ایسے ہنسیں گے کہ سب کو تعجب ہونے لگے گا۔ اس دلفریب اور محوحیرت بنا دینے والی کہانی کو مشہور مفکر "گوئٹے" نے ترتیب دیا تھا، اب اس کو بڑی رسیلی اور پیاری زبان میں اصل سے زیادہ دلکش اور سحرکن بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ اس کتاب کا خاص کمال ہے کہ آپ پڑھتے پڑھتے محو اور بے خیال ہو کر باتیں کرنے لگیں گے چہرہ پر ایک رنگ آئے گا اور ایک جائے گا حسین پریاں آپ کے سامنے آئیں گی اور دل کو لبھا کر غائب ہوجائیں گی، شیطان کی چاپلوسی اور فاؤسٹ کی زندگی کے کارنامے دل کی دنیا میں ہیجان اور اضطراب کی لہریں دوڑا دیں گے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہی آپ کو تعجب ہوگا کہ بغیر ختم کئے چین نہ پڑے گا $\frac{22 \times 29}{16}$ سائز پر طبع ہوئی ہے۔ ضخامت ۲۲۳ صفحات قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

افسانوں کے دلچسپ مجموعے

کتاب	مصنف	قیمت	کتاب	مصنف	قیمت	کتاب	مصنف	قیمت
لاشوں کا شہر	از مسز عبدالقادر	۱؍	سحر بنگال	از طاہرہ دیوی شیرازی	۱؍	روسی افسانے	از سعادت حسین منٹو	عہ
کیفستان	″ قیسی رامپوری	۱؍	ہوس و ادب	″ قاضی عباس حسین	عہ	نگارستان	″ نیاز فتحپوری	۱؍
میری ناتمام محبت	″ حجاب امتیاز علی	۱؍	اخوان الشیاطین	″ افضل حسین	۱؍	جمالستان	″ ″	للعہ
لاش اور دوسرے افسانے	″ ″	۱؍	عورتوں کے افسانے	″ کوثر چاندپوری	۱؍	انگریزی افسانے	″ عبدالقادر سروری	۱؍
صنوبر کے سائے	″ ″	عہ	دلگداز افسانے	″ ″	۱؍	قدیم افسانے	″ ″	عہ
میٹھے افسانے	″ امتیاز علی تاج	۱؍	دلچسپ افسانے	″ ″	۱؍	چاند کا گناہ	″ راجہ مہدی علی خاں	۱؍
چچا چھکن	″ ″	۱؍	نظر کے دھوکے	″ بدر شکیب	۱؍	حسن سنگار	″ سدرشن	۱؍
کتاب زندگی	″ پروفیسر عابد علی	۱۲؍	مجنوں کے افسانے	″ مجنوں گورکھپوری	۱۲؍	دامن باغباں	″ ڈاکٹر سید احمد	عہ
ظلمات	″ ″	عہ	صدائیں	″ ناکارہ حیدرآبادی	۱؍	خیالستان	″ سجاد حیدر یلدرم	۱؍
کامیاب افسانے	″ وزارت انصاری	۱؍	محبت اور نفرت	″ اختر حسین رائے پوری	۱؍	پرانا خواب	″ ″	۱؍
افشائے لطعت	″ ل۔ احمد	۱؍	سوز ناتمام	″ عاشق بٹالوی	۱؍	سیر گل	″ خلیل احمد قدوائی	۱؍
سیاہ کار اور دیگر افسانے	″ ملک باقر نسیم لکھنوی	عہ	لمحات رنگین	″ زبیدہ سلطانہ	۱؍	جواہرات	″ چودھری افضل حق	۱؍
دردناک افسانے	″ ″	۱؍	آتش پارے	″ سعادت حسین منٹو	عہ	چندرا موہنی	″ انصار ناصری	۱؍

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ "خیال" جامع مسجد دہلی

مشہور مصنفین کی دلچسپ کتابیں

مولوی عبدالحلیم شرر

- جویائے حق کامل ے/
- فتح اندلس عہ/
- ماہ ملک عہ/
- مقدس نازنین عہ/
- یوسف و نجمہ عہ/
- قیس و لبنیٰ عہ/
- طاہرہ عہ/
- دربار حرام پور کامل ۸/
- ایام عرب کامل ۶/
- فلپانا عہ/
- فاتح مفتوح عہ/
- مینا بازار عہ/
- الفانسو ۱۲/
- صقلیہ میں اسلام ۱۲/
- ملک العزیز ورجینا قسم اول عہ/
- " " دوم ۱۰/
- فلورا فلورنڈا قسم اول مجلد عہ/
- " " دوم ۱۰/
- دلکش کامل ۱۲/
- دلچسپ کامل ۸/
- منصور موہنا ۸/
- حسن انجلینا ۸/
- حسن بن صباح ۴/
- بدر النسار کی مصیبت ۳/
- شہید وفا قسم اول ۸/
- " " دوم ۴/
- میوۂ تلخ ۴/

منشی پریم چند

- پردۂ مجاز کامل عا/
- غبن کامل عہ/
- آخری تحفہ عہ/

- فردوس خیال عہ/
- خواب و خیال عہ/
- واردات عہ/
- دو وعدہ کی قیمت عہ/
- زاد راہ عہ/
- چوگان ہستی کامل ے/
- گوشۂ عافیت ے/
- رام نام چیا عہ/
- بیوہ عہ/
- پریم بتیسی کامل عہ/
- پریم پچیسی کامل عا/
- سوز وطن عہ/
- پریم چالیسی کامل ے/
- بازار حسن کامل عا/
- خاک پروانہ عہ/
- نرملا عہ/

منشی تیرتھ رام فیروز پوری

- دغا تپلا عا/
- سنہری بچھو عہ/
- انمول ہیرا عہ/
- مصری جادوگر عا/
- مہر خاموش عا/
- خونی چکر عا/
- انصاف عہ/
- نازک کٹار عا/
- وطن پرست ے/
- آزادی عا/
- سنہری لاش ے/
- کارنامہ جات ارسن لوپن عا/
- مقدس جوتا ع

مرزا عظیم چغتائی

- خانم للعہ/
- کولتار عا/
- روح ظرافت عہ/
- چمکی عہ/
- کمزوری عا/
- روح لطافت عہ/
- شریر بیوی عہ/
- تفویض ۵/
- قدر دان ۵/
- مقراض محبت ۵/
- فرزند سرحد ۵/
- خدا کی سنہری طریقے ۱۲/
- کھرپا بہادر عہ/
- دیکھا جائے گا عہ/
- چینی کی انگوٹھی ۸/
- چغتائی کے افسانے حصہ اول عہ/
- " " " دوم عہ/
- شہزوری ۸/
- سنہرے جھلے عہ/
- قرآن اور پردہ عہ/
- رقص و سرود ۴/
- مرزا جنگی ۱۲/ و ۶/
- ملفوظات حاجی ۱۲/

شوکت تھانوی

- سودیشی تبسم عا/
- سیلاب تبسم عا/
- طوفان تبسم عا/
- دنیائے تبسم عہ/
- سودیشی ریل عہ/
- دل پھینک عہ/
- بڑھیس عہ/
- خانم خاں عہ/
- سوتیا چاہ عہ/
- گپ ستان عہ/

ایم اسلم

- مرزا جی حصہ اول عہ/
- " " دوم عہ/
- تفسیر حیات عہ/
- کارزار حیات عہ/
- پیغام سروش عہ/
- نرگس عا/
- سراب ہستی عہ/
- گناہ کی راتیں عہ/
- نغمہ حیات عہ/
- طلسم سامری عہ/
- مضامین اسلم عہ/
- ثمرۂ گناہ عہ/
- آشوب زمانہ عہ/

قاضی عبدالغفار

- لیلیٰ کے خطوط عہ/
- روزنامچہ یا مجنوں کی ڈائری عہ/
- اس نے کہا عہ/
- عجیب عہ/
- تین پیسے کی چھوکری عہ/
- لیلیٰ کے خطوط مع روزنامچہ یکجا عا/

مولانا عنایت اللہ

- سلامبو ے
- نجم السحر عہ/
- تائیس عا/
- ہیپاٹیا عہ/
- ہیرو دیاس ۱۲/
- دانتے کا جہنم ۱۲/
- خواب پریشاں ۴/
- زبیدہ کامل عہ
- چنگیز خاں کی سوانح حیات ۱۲/

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ مخزن خیال جامع مسجد دہلی

خون ناحق

سرزمین پنجاب میں لا اینڈ آرڈر۔ کارکنان حکومت کی غلطیوں کا کچا چٹھا مارشل لا کی گرم بازاری دردناک سزاؤں کی داستان۔ عشق و محبت کے کرشمے۔ اٹھارہ سال پہلے کی سیاست کا ایک باب

(بدایوں کے ایک سیاح کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

باب ۵

جستجوئے دوست

شام کے پانچ بجے ہیں۔ سورج کی تھرتھراتی ہوئی کرنیں قدرت کے وسیع میدان میں ناتوانوں کی طرح گر رہی ہیں۔ آسمانی کناروں سے لپٹنے والی شفق تاریک رات کا انتظار کر رہی ہے یا فدائیان وطن کا خون سرزمین کو لالہ گوں بنانے کے لئے رہ رہ کر دوڑ رہا ہے۔ خوفناک ہوا کے جھونکے سنکتے ہوئے دلوں کے لئے نشتر کا کام دیتے ہیں۔

حکام کی ادائے بے نیازی نے عام جماعتوں میں ہل چل ڈال دی ہے۔ تعلیم یافتوں کے ساتھ جہلا میں بھی ہڑبونگ مچی ہوئی ہے۔ یوں تو لاہو کھیل تماشوں کا گھر ہے۔ ہمیشہ نئے نئے سوانگ نکلتے رہتے ہیں مگر آج کا یہ خطرناک ڈراما جو عام بازاروں میں کیا جا رہا ہے۔ ایسا خطرناک ہے کہ اگر انگریزوں کا بس چلے تو ان سب جوشیلے ایکٹروں کو زندہ دیواروں میں چنوا دیں۔ مسٹر گاندھی کی ہدایات پر عمل کرنے والے اس تماشے کو دیکھتے ہیں۔ خیر خواہان ملک برے بھلے الفاظ کو کانوں سے سنتے ہیں اور لہو کے گھونٹ پیکر رہ جاتے ہیں کسی کو اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ انہیں روکے اور ایک غلط راہ سے ہٹا کر سیدھے راستہ پر لائے۔

ایک ٹکڑی جس کا نام ڈنڈا فوج رکھا گیا ہے۔ دو رویہ صفیں باندھے لاٹھیوں کو ہاتھ میں لئے عام شاہراہوں سے گزر رہی ہے۔ یہ جانباز لاٹھی کو بندوق کی طرح اٹھا کر مقررہ مقامات پر ٹھہرتے جاتے ہیں اور چلتے چلتے گھٹنوں کے بل اس طرح جھکتے ہیں جیسے سچ مچ وہ نشانے تاک کر فائر کر رہے ہیں۔ ان کا سرغنہ متوالوں کی طرح جھوم جھوم کر عالم خیال میں گردنیں ناپ رہا ہے اور یہ کہتا جاتا ہے۔

سرغنہ: "دناون۔ دنادن۔ دنانہ نہ نہ نہ"

مصنوعی سپاہی: "ہم اپنے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیں گے"

سرغنہ: "رولٹ بل کالا سانپ ہے ہمیں اس کے زہر سے بچنا چاہئے"

مصنوعی سپاہی: "(لاٹھیاں اٹھا کر) سانپ کا منہ اس طرح کچلا جائے گا کہ اس کو دوبارہ سر اٹھانے کی تاب نہ رہے گی"

سرغنہ: "ہم خدا سے مدد مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں خود اختیار بنادے ہم دنیا کی دوسری سلطنتوں کو اپنے حال پر توجہ دلاتے ہیں"

مصنوعی سپاہی: "کون ہے جو ملکی حمایت کے لئے ہماری فوج میں شامل ہو۔ کون ہے جو ہندوستانی قوموں کو غلامی کی ذلیل زندگی سے بچائے"

نعروں کی آواز سن کر عوام کی طبیعتیں گرما گئیں اور انہوں نے دلی جوش سے شامل ہو کر فوج کی تعداد بڑھا دی۔ انور شیدا کی تلاش میں جا بجا ٹھوکریں کھاتا بھاٹی دروازہ کے سبزہ زار میں آگیا۔ شہر میں پانی اسی جوش و خروش سے بہ رہا تھا مگر نہانے والے شورش کے ڈر سے اپنے اپنے گھروں میں چھپ رہے تھے جس وقت اس نے سبزہ کے زمردیں فرش پر بیٹھ کر دم لینا چاہا تو ایک صاحب آگئے اور اس سے یہ باتیں ہونے لگیں۔

انور: "آخاہ۔ آغا صاحب تو برسوں میں نظر پڑے ہیں"

آغا صاحب: "کیوں جناب! ہڑتال کب تک رہے گی۔ انگریزی راج کو الٹا ہوا میں گرہ دینے سے کم نہیں۔ حکام اور محکوم کے درمیان میں ایک دیوار حائل ہو گئی ہے"

انور: "جب تک امن نہ ہوگا مخلوق بڑی تکلیف میں مبتلا رہے گی"

آغا صاحب: "شہر کی عجیب حالت ہے۔ بچوں سے لیکر بوڑھوں تک

میں قوم پرستی کا احساس ہے۔ ڈاک خانہ بند ہے۔ دفتروں کے ملازم ٹامک ٹوئیے مارتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ نہ ٹمٹم کرایہ پر ملتی ہے نہ تانگا دیکھئے اس ہنگامے کا مآل کیا ہوگا"

انور "صبح کے وقت ڈپٹی کمشنر نے لیڈروں کو بھی طلب کیا تھا معلوم نہیں کیا باتیں ہوئیں"

آغا صاحب "ان بے چاروں پر دباؤ ڈالا گیا ہے کہ شہر میں امن قائم کریں۔ اور ہڑتال کے دفع کرنے میں سرکار کو مدد دیں۔ عوام کے جذبات کبھی نہیں دب سکتے۔ ان کا خیال بدلنا پتھر میں جونک لگانا ہے"

انور "پھر لیڈروں نے انہیں کیا جواب دیا؟"

آغا صاحب "سمجھا بجھا کر یہ کہا کہ مقتولوں کی لاشیں ان کے وارثوں کو دے دی جائیں ورنہ بدامنی بڑھ جانے گی"

انور "کیا لاشیں ابھی تک حکام کے قبضے میں ہیں"؟

آغا صاحب "ہاں ابھی تک وہیں ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کو یہ خیال ہے کہ اگر لاشیں واپس دے دی گئیں تو یہ لوگ جلوس نکالیں گے وہ اپنی نگرانی میں لاشوں کو نہلانے اور دفنانے کی اجازت دینی چاہتے ہیں"

انور "لاشوں کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں مردہ بدست زندہ کوئی زندہ ہستی روحوں پر حکومت نہیں کر سکتی"

آغا صاحب "صرف دو لاشیں بتائی جاتی ہیں جن میں ایک ہندو ہے اور دوسرا مسلمان۔ ایک لاش کا تو پتہ چل گیا ہے مگر دوسری لاش کا سراغ نہیں لگا ہے"

انور (پریشان ہوکر) "بورڈنگ ہاؤس کا ایک طالب علم شیدا نامی کل سے غائب ہے (معلوم نہیں) وہ اس ہنگامے میں کام آگیا یا حراست میں ہے"

آغا صاحب "میں شیدا کو جانتا ہوں کل وہ مجھے لوہاری دروازہ کے نکڑ پر ملا تھا"

انور "خدا کرے وہ زندہ ہو"

جس وقت یہ جملہ اس کی زبان سے نکلا تو انتشار اور فکر میں محو ہو گیا۔ آغا صاحب اس محویت کو دیکھ کر وہاں سے اٹھے اور "بھارت ہاؤس" کی طرف چلے آئے۔

باب ۶

سب لے چلی

بادشاہی مسجد اپنی عمارت کے ساتھ ایک وسیع تاریخ رکھتی ہے یہ وہی مسجد ہے جس کو شہنشاہ عالمگیر نے اپنے حکم سے بنوایا تھا۔ یہ مسجد ایک زمانہ میں سکھوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی تھی اور انہوں نے اس کو فوجی مقاصد کے لئے استعمال کیا تھا۔ برٹش گورنمنٹ نے بھی اس چند سال تک اپنا فوجی قبضہ رکھا اور ۱۸۵۶ء سے مسلمانوں کو اس شرط پر واپس دی گئی کہ وہ قلعہ کے اندر ہے اس لئے ہمیشہ فوجی افسران کے زیر نگرانی رہے گی اور جب کبھی وہ ضروری خیال کریں گے اس میں وہ مسلمانوں کے داخلہ کو روک سکیں گے لیکن گزشتہ چونتیس سال میں کبھی اس حکم کے نفاذ کی ضرورت پیش نہیں آئی اور ہمیشہ مسلمان آزادی سے اس مسجد کو استعمال کرتے رہے آج مسلمانوں کے ساتھ ہندو اور سکھ بھی ننگے سر اس عبادت گاہ میں موجود ہیں جن کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ نہ اذان کی صدائیں نہ تکبیر کی آوازیں ہیں جس کو دیکھو پولیٹیکل رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ حکام کے ناواجب برتاؤ سے قومی جوش و خروش نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے دھواں دھار تقریروں میں علانیہ گورنمنٹ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ آزادانہ لیکچر سننے کے لئے مخلوق ٹوٹ پڑی ہے۔

کسی جادو بیان مقرر کی تقریر ختم ہونے کے بعد ایک رساسیہ سکھ کو پھولوں کا ہار پہنا کر مسجد کے منبر پر بٹھا دیا گیا ہے۔ یہ شخص فوجی لباس پہنے ہوئے ہے۔ حاضرین منتظر ہیں کہ وہ پھبتی ہوئی تقریر کے ذریعہ سے جذبات دوبالا کرے۔ مگر وہ سامعین کی توقع کے خلاف کوئی بات ایسی بیان کرنی چاہتا ہے جو واقعات سے دور ہے اس کو سچا بنانے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہا ہے اور منہ کھول کھول کر رہ جاتا ہے۔

حاضرین (مزید انتظار کے بعد) "کچھ فرمائیے؟"

سکھ "مجھے تقریر کرنے کا ملکہ نہیں لیکن ایک ضروری بات بیان کرنا چاہتا ہوں"

حاضرین۔ (متوجہ ہوکر) "وہ کیا؟"

سکھ۔ (کپکپا کر) "چھاؤنی میں ہندوستانی فوجیں بگڑ گئیں ہیں وہ بہت جلد لاہور اور امرپور کی طرف چڑھائی کرنے والی ہیں"

اس فقرے سے تمام جلسے میں ہل چل پڑ جاتی ہے۔ جوش بڑھ جاتا ہے"

حاضرین "کیا واقعی انہوں نے ملکی حمایت میں تلوار اٹھائی ہے؟"

سکھ "اس میں شک و شبہ نہ کرنا چاہیئے اب تک دو ڈھائی سو فوجی سپاہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ۲ برٹش فوجی سپاہی میرے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہیں"

حاضرین "آپ کا فوج سے کیا تعلق ہے؟"

سکھ "میں ایک فوجی سپاہی ہوں"

ایک واقف کار۔ (اپنے دوست کے کان میں) میں اس کو جانتا ہوں یہ جھوٹا ہے۔ یاوہ گو ہے۔ یہ ہرگز سپاہی نہیں۔ جو بھیجنا

میں کا بلو اور مانیفلز میں غلامی ہے؟"

دوست: "ممکن ہے کہ غلامی سے سپاہی ہوگیا ہو۔ مصلحت یہی ہے کہ تم اس کا معاملہ چھوڑ دو اور چپ چاپ بیٹھے رہو۔"

حاضرین۔ (سفید جھوٹ سے متاثر ہوکر) ہم اپنی آزادی کے لئے جان لڑا دیں گے۔ ہندوستان کو خود مختار بنانے میں کوشش کریں گے۔ فوجوں کا بگڑ جانا کوئی اچنبے کی بات نہیں جبکہ ہر جماعت ملک کی بھلائی کی خواہاں ہے۔

ایک مسلمان (ہندو سے) "مسٹر گاندھی کی یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ ملک میں فساد پھیل جائے۔"

ہندو: "بیشک ان کا یہ منشا نہیں ہے مگر بہتی ہوئی دریا کو روکنا آسان کام نہیں۔ اب جذبات کا رخ بدل گیا ہے۔ خیالات قابو میں نہیں ہیں اب اسی شکل میں امن ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کو خود مختار بنا دیا جائے بچے جوان بوڑھے سب ایک ہی خیال کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

مسلمان: "میں تو مسٹر گاندھی کے قول پر عمل کروں گا جان جائے یا رہے۔"

ہندو: "موجودہ وقت میں ایسا تحمل ناممکن ہے۔ پتھر کا جواب اینٹ سے دیا جاتا ہے۔"

مسلمان: "اس وقت کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ پنجابی مقررین کی زبانیں برہنہ تلواریں بن کر کاٹ رہی ہیں لکچروں کے الفاظ ڈائنامیٹ بن گئے ہیں جن کی زوردار آواز نے خود غرضی اور جبر کی عمارتوں کو متزلزل کر دیا ہے۔"

ہندو: "کسی کو ہاتھ سے رنج پہنچانا۔ یا زبان سے دکھ دینا یہ دونوں باتیں ستیاگرہ کے خلاف ہیں اور گاندھی نے دونوں کو ایک ہی چیز خیال کیا ہے۔"

مسلمان: "آپ دیکھتے ہیں کل کی تقریروں نے کیا اثر پیدا کیا ہے۔ آج کچہریاں بند ہیں۔ بنک اور میونسپل مارکٹ بھی نہیں کھلے ہیں ذرا آنکھیں کھول کر بازاروں کی حالت تو دیکھئے۔"

ہندو: "کیوں؟ بازاروں میں کیا ہو رہا ہے؟"

مسلمان: "آزاد خیالوں کے جتھے دھڑے باندھے ہوئے پھر رہے ہیں۔"

ہندو: "اور پولیس کہاں چلی گئی ہے؟"

مسلمان: "پولیس حسب معمول واقعات گزر جانے پر شور مچائے گی۔ اس وقت کسی سپاہی کی صورت بھی نہیں دکھائی دیتی۔"

ہندو: "اگر اسی طرح ہڑتالوں کا سلسلہ قائم رہا تو غریبوں کو بڑی تکلیف ہوگی۔"

مسلمان: "چندہ سے لنگر جاری ہوگیا ہے اور آج یہ منادی ہوگئی ہے کہ جو شریف آدمی وہاں بیٹھ کر کھانا نہ کھائے وہ گھروں پر لے جائے۔ اسی طرح انارکلی میں دودھ اور دہی کا انتظام کیا گیا ہے مگر یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہڑتال کئی دن تک جاری رہے۔"

ہندو: "افواہ ہے کہ آئندہ رولٹ بل سے زیادہ سخت قانون نافذ ہوگا رعایا کے مویشی چھین لئے جائیں گے۔ اور لوگ تیس روپے سے زیادہ اپنے پاس نہ رکھ سکیں گے۔"

مسلمان: "یہ سب بازاری افواہیں ہیں جن کی ذرا بھی اصلیت نہیں۔"

اس وقت دوپہر کے آفتاب کی حدت اور دھوپ کی تیزی نے مجمع کو منتشر کر دیا ہے۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مسجد کے اندر اور باہر جو سبیلیں لگی ہوئی ہیں وہاں ہندو مسلمان ایک ہی گلاس سے پانی پی رہے ہیں پرہیز اور چھوت چھات کا خیال دور ہوگیا ہے۔ اور دونوں قومیں دائمی اتحاد کا اقرار کرتی ہوئی اپنے اپنے گھروں کو جلدی ہیں۔

باب

خفیہ پولیس کا انسپکٹر

۱۲ اپریل کی خونی سحر دنیائے پنجاب کے اسٹیج پر غم و غصہ کے سین دکھا رہی ہے۔ قدرت کے ننھے ننھے پودھوں پر جو شبنم کے قطرے جھلک رہے ہیں ان میں آنسوؤں کا رنگ پایا جاتا ہے نسیم سحر کے جھونکے دل افگاران عالم پر عالم ستان تیر برسا رہے ہیں۔۔۔ لوگ جو طرح طرح کے خطرات میں پھنس کر میٹھی میٹھی نیند کو بھول گئے تھے صرف پچھلے پہر ان کی آنکھ جھپک گئی تھی وہ گجر کی آواز سن کر آنکھیں ملتے اٹھ بیٹھے ہیں اور خدا سے دعا مانگ رہے ہیں کہ تازہ فتنے برپا نہ ہوں۔

شہر میں یہ مشہور ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے خلاف قانون مجمعوں کو جبراً منتشر کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ اعلان جاری کر دیا ہے کہ کسی جگہ جلسہ نہ ہونے پائے شاہی مسجد میں نہ شامیانہ تانا گیا ہے نہ منتظمین کی طرف سے کوئی خاص انتظام ہوا ہے مگر آٹھ بجے سے آدمیوں کے غول صفیں باندھے ہوئے چلے آتے ہیں۔ جوانوں۔ بوڑھوں کے سوا لڑکوں کی ایک وسیع تعداد بھی ہمراہیوں میں پائی جاتی ہے جن کے شور و غل نے مجمع کو سر پر اٹھا لیا ہے۔

ظہر کی نماز ادا ہو جانے کے بعد چند شخصوں نے صحن مسجد میں ایک دو میچ استادہ کر دئے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی شروع ہوگئی ہے ہندو مسلمین سیاسی مقاصد پر زبردست تقریریں کر رہے ہیں اور ایک سی۔ آئی۔ ڈی کا انسپکٹر

ان جو شیلے الفاظ کو غور سے سن رہا ہے ایک پبلک میں سے اُس کو دور ہی سے تاڑ لیا ہے۔

پبلک مین۔ "لکچر ختم کرنے کے بعد" ہمارے مقاصد میں اس وقت تک کوئی ترقی نہیں ہو سکتی جب تک سی۔ آئی۔ ڈی کو باہر نہ نکال دیا جائے"

شرکائے جلسہ۔ "دم گھٹتے ہوکر ادھر ادھر دیکھ کر کہاں ہے کس طرف ہے۔ ہم ایسے شخص کا خون پی لیں گے جو چند روپیوں کی خاطر ہندوستان کے قیمتی اغراض کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے۔

پبلک مین (انسپکٹر پر فوری حملہ کر کے) یہ وہ شخص ہے جو ہمیشہ قوم پرستوں کے خلاف رپورٹیں کرتا رہتا ہے۔ یہ وہ بدترین انسان ہے جو محبان وطن کی جانب سے حکام کے کان بھرتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے دردمندوں کے نالوں کا ذرا بھی احساس نہیں کیا ہے۔

وہ یکایک انسپکٹر کے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے اور اس کے ہم خیال ہاتھ میں لکڑی اٹھا کر حملہ کر دیتے ہیں۔

انسپکٹر۔ "ہائے مار ڈالا۔ ہائے مار ڈالا۔ خدا کے لئے میرا پنڈ چھوڑ دو۔"

پبلک مین (اس کی پگڑی اتار کر) "جلسہ کے خاتمہ پر اس پگڑی کو جلایا جائے۔ تاکہ سی۔ آئی۔ ڈی کے دوسرے افسروں کو اس واقعہ سے سبق حاصل ہو۔"

انسپکٹر (دبا سکتا کر) میں بے گناہ ہوں۔ جھوٹی رپورٹوں سے پرہیز کرتا ہوں اپنے کنبہ کا پیٹ بھرنے کے واسطے سرکاری ملازمت اختیار کر لی ہے۔"

پھر وہ اپنی جان بچا کر مسجد سے باہر نکل آیا اور اپنے گھر کی طرف نوک دم بھاگنے لگا لیکن عوام الناس نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ انسپکٹر خدا خدا کر کے اپنے گھر میں داخل ہوا اور اس نے کواڑ بند کر لئے۔

عوام الناس (دروازہ پر شور مچا کر) اس مکان کو جلا دو۔ گھر کے اسباب کو دیا سلائی دکھاؤ ہمیں ایسے موذی کو زندہ نہ چھوڑنا چاہئے۔"

انسپکٹر (دروازہ کے پاس آکر) "بھائیو! کیوں میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑے ہو۔"

عوام الناس۔ "ہم تجھے ناکوں چنے چبوا دیں گے۔

یہ کہہ کر انہوں نے کواڑوں کو توڑنا چاہا۔

تماشائی۔ "اس کے واسطے اتنی ہی سزا بہت ہے۔ یہ کیا کم ہے کہ ایک سی آئی۔ ڈی کا افسر رعایا کے خوف سے گوشہ میں چھپا بیٹھا ہے۔"

پھر کوئی انتہائی کارروائی نہیں ہوئی اور یہ ہجوم مسجد کی طرف لوٹ گیا۔ وہاں گولیاں چل رہی تھیں۔ ہر چند ان لوگوں نے بہت چاہا مگر کوئی تدبیر نہ دیکھی اور وہ تصویر کی طرح ساکت ہوکر کھڑے رہے۔

باب ۸
طلبا کی رہائی

شورش بدنظمی کی طوفانی لہریں لاہور اور امرتسر سے نکل کر قصور اور گوجرانوالہ تک پہونچ گئی ہیں تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ سیالکوٹ یا وزیرآباد کے درمیان تار کاٹ ڈالے جائیں گے۔ خیالات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں جاہلوں کو ہاتھ پاؤں نکالنے کا موقع ملے گا۔ ملکی مظاہروں سے حکام کا رعب اٹھ جائے گا۔ مگر عام بے چینی سے معاملات کی صورت ہی بدل گئی۔ اجڈ۔ ان پڑھ لوگ نہ ایجی ٹیشن کے معنی سمجھیں نہ بغاوت اور غداری کی تعریف کو جانیں وہ بدامنی کے لئے تمام قوت کو صرف کر رہے ہیں۔

لاہوری قلعہ کے چاروں طرف بلوائی اکٹھے ہیں۔ یورپین کرنیل جس کے متعلق قلعہ کی کمان ہے۔ مجمع کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر پریشان ہو رہا ہے۔ ایک افسر قلعہ سے باہر نکل کر موٹر سائیکل پر سوار ہونا چاہتا ہے تو اُس کو جاہلوں کا گروہ گھیر لیتا ہے۔

ایک بلوائی۔ "دائیں پھینک کر لینا۔ دوڑنا۔ ایسا نہ ہو شکار ہاتھ سے نکل جائے۔"

دوسرا (تھوک کر) "ہمیں ایسے لوگوں سے نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔"

تیسرا (پتھر پھینک کر) "شرم! شرم!! شرم!!!"

طلبا، جن کی تعداد چار سو کے قریب ہے وہ ۲۴ گھنٹے حراست میں رکھے جانے کے بعد قلعہ سے باہر نکال دئے گئے ہیں ان میں انور بھی ہے جو بلوائیوں کے درمیان ایک انگریز کو کھڑا ہوا دیکھ کر فوراً پکار اٹھتا ہے۔

انور (ڈانٹ کر) "کیا بیہودہ پن ہے۔ حکمرانوں کو گھونسے دکھانے اور ان کے سامنے زبانیں نکالنے کا نتیجہ بہت برا ہوگا۔"

بلوائی۔ "بڑے ہانکے خاں بن کر آئے ہیں ہمیں نصیحت کرنے چلے ہیں۔"

انور۔ "تمہارے یہ حرکات ہندوستان کے حق میں کانٹے بو رہی ہیں۔"

بلوائی۔ "خبردار کان دبائے چپکے چلے جاؤ۔ ملکی دشمن وہ ہے جو ہمیں روکے ٹوکے۔"

انور۔ "قانون (رولٹ ایکٹ) کی مخالفت کی یہ غرض نہیں ہے

[illegible] کی طرح اُڑ جائے۔

بلوائی "یہیں رہنے دو۔ ہم تمہاری قانون دانی کو خوب جانتے ہیں۔"

انور۔ (افسر سے) "آپ اس وقت سوار نہ ہوں ورنہ یہ مجمع بُری طرح تنگ کرے گا۔"

افسر قلعہ کی طرف پلٹ گیا اور طلباء کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

طلباء "کیا نسیم اور رشیدا لاہور میں نہیں ہیں؟"

انور "دونوں یہیں ہیں۔ مگر کئی روز سے بورڈنگ ہاؤس میں نہیں آئے۔"

طلباء "ایسے وقت جب کہ جا بجا فساد ہو رہا ہے۔ گلی کوچوں۔ بازاروں میں مفسدوں کی ٹکڑیاں گشت لگا رہی ہیں۔ ان کا غائب رہنا خطرے سے خالی نہیں۔"

انور "نسیم تو ہمیشہ سے آزاد ہے مگر رشیدا کا گم ہو جانا ضرور تعجب خیز ہے۔"

طلباء "کون کس کو ڈھونڈے سب اپنی اپنی خیر منا رہے ہیں۔"

انور "میں اگر ان بلوائیوں کو نہ روکتا اور وہ افسر پر حملہ کر دیتے تو غضب ہو جاتا۔"

طلباء "جی اچھا ہوا جو تم اس وقت آ پڑے گئے ورنہ فوراً مشین گن چلائی جاتی اور ہزاروں انسان زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے دکھائی دیتے۔"

انور "کل ڈپٹی کمشنر نے لیڈروں کو بلا کر یہ کہا تھا کہ بہت سے لوگ شاہی مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ وہاں جائیں اور امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ خدا معلوم انہوں نے کیا جواب دیا؟"

طلباء "بیچارے لیڈر۔ ان کی ہستی کیا ہے جو وہ شورش کو روکیں۔"

انور "تو لاہور میں مارشل لا ابھی ضرور جاری ہو جائے گا۔"

طلباء "اگر رولٹ ایکٹ کی منسوخی کا حکم شائع کر دیا جائے تو فساد رفع ہو سکتا ہے۔"

انور "یہ ہونے سے رہا۔ سرکار اپنا رعب قائم کرنا چاہتی ہے یا رعایا سے ڈرتی ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔"

یہ سب آپس میں باتیں کرتے کرتے بورڈنگ ہاؤس تک پہونچ گئے۔ اور اپنے اپنے کمرے میں داخل ہو گئے۔

- - - - - - - - - -

باب ۹

ارے توبہ

حکام قومی جذبات سے ناآشنا نہیں ہیں۔ انہیں دل سے یقین ہے کہ پنجاب میں بیداری پیدا ہو گئی ہے مگر وہ ہندوستانیوں کی جدوجہد کو وحشت اور جہالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جہلا کا بدلا تعلیم یافتوں سے لیتے ہیں اور انہوں نے لگے ہاتھوں نادرشاہی احکام جاری کر دئے ہیں۔ گلی کوچوں کی بھیانک صورت دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ ہلاکو خاں کی روح ایران سے پنجاب کی سرزمین میں آگئی ہے اور وہ مہذب ہستیاں جو انسانی آرام اور بشری عظمت کی ٹھیکہ دار بنی ہوئی تھیں کس گوشہ میں دبک رہی ہیں نوخیز جوان گرم گرم گولیاں کھا کر زمین پر گرتے ہیں اور "واہ ری تہذیب" کہہ کر اپنا دم توڑ دیتے ہیں۔

آج لاہور میں ہنگامہ قیامت برپا ہے۔ ملک معظم کی رعایا دنیا جہان سے نرالے عذاب میں مبتلا ہے۔ اور فوجی سپاہی اس کے ساتھ ایسا بیرحمانہ برتاؤ کر رہے ہیں جو یورپ کے انتہا پسندوں آئرلینڈ کے وطن پرستوں۔ روسی نہلسٹوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ ہندوستان کے وہ مورخ جنہوں نے قانون اور انصاف کی تعریف میں لاکھوں ورق سیاہ کر دئے ہیں اور انگریزی سلطنت کو گزشتہ سلاطین کے عہد پر ترجیح دی ہے۔ اوؤ اثری زمانے کا رخ دیکھ کر دانتوں کے نیچے انگلیاں دبا رہے ہیں دیواروں پر مارشل لا کے اعلانات چسپاں ہیں۔ فوجیں ہیں کہ برستے بادلوں کی طرح امنڈتی ہوئی چلی آتی ہیں۔ ہندوستانی پیدل سپاہ کے دستے شہر کا ناکا روکے ہوئے ہیں پھر بھی عام جوش میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی ہے۔

انور خوف کی وجہ سے بورڈنگ ہاؤس کے باہر نہیں نکلا ہے اپنے کمرہ میں خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ اور اس کا ہم جماعت بشیر آگیا ہے۔

انور "کہو یار بشیر! آج شہر کی کیا حالت ہے؟"

بشیر "کیا کہوں۔ خدا کا قہر نازل ہوا ہے۔ فوجیں ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل گئی ہیں اور ان کی آمد سے وہ لوگ بھی برانگیختہ ہو گئے ہیں جنہوں نے کل تک شورش میں حصہ نہیں لیا تھا۔ ایک لالہ صاحب رعایا کو آگاہ کرتے پھرتے ہیں کہ مارشل لا جاری ہو گیا ہے۔ لوگ آٹھ بجے شام سے پانچ بجے صبح تک گھر سے باہر نہ نکلیں ورنہ مجرم خیال کئے جائیں گے۔"

انور دسر پیٹ کر "غضب ہو گیا۔ جاہلوں کے شور و شر سے شریفا

زندگی کی مشکلات بڑھ گئیں۔

بشیر: ایک مارشل لا رکیا مشین گن بھی آگئی ہے ہوائی جہاز بھی اڑنے والے ہیں اور میں نے ابھی آتے ہوئے راہ میں ایسا افسوسناک نظارہ دیکھا ہے جس نے ہوش اڑا دئے ہیں۔"

انور (تعجب سے) "میں بھی اس کا مشتاق ہوں کچھ بیان کیجیے"

بشیر: فوجی عدالت کے باہر ملزموں کو زمین پر ہاتھ اور پاؤں ٹیکنے کا حکم دیا گیا ہے اور انہیں چوپایوں کی چال اختیار کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے"

انور: "کیا اس سے بڑھ کر انسانیت کی بے توقیری اور توہین ہوسکتی ہے؟"

بشیر: افسوس ہے کہ پنجاب تمام آفتوں کا مرکز بن گیا۔

انور: ہندوستانی جرمنوں کے ہمسر نہیں پھر ہوائی جہاز اور مشین گن کیوں استعمال کی جائے گی؟"

بشیر: امن قائم کرنے کو۔ لوگ ہتھیلی پر جان لئے پھرتے ہیں پولیس پر پتھر پھینکے جارہے ہیں۔ عبدالرحمن اسٹریٹ میں رعایا اور سرکاری ملازموں کے مابین سخت فساد ہوا۔ ایک بھاری مجمع نے پولیس پر پتھر برسائے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پولیس کی قوت سے کچھ گنتی کے آدمیوں کو نائک دیوی کی طرف سرکا دیا۔ وہ ادھر گئے ہوں گے کہ ایک دوسری جماعت جامع مسجد کی طرف آئی اور اس نے پولیس پر پتھر پھینکے۔ افسر موقعہ واردات پر پہونچ گئے تھے فوجی دستے کے آنے سے مجمع منتشر ہوگیا اور ۲ آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔

انور: مارشل لا کا جو اعلان جاری ہوا ہے اس میں کیا باتیں درج ہیں؟"

بشیر: یہی کہ سپاہیوں اور پولیس مینوں پر حملہ نہ کیا جائے افسر کی بلا اجازت کوئی جلسہ نہ ہو۔ جلوس نہ نکالا جائے دس آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں اور اس حکم کے خلاف کوئی جلسہ ہو تو اس کو جبراً منتشر کردیا جائے کسی شخص کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی دکاندار یا تاجر کو اس کا کاروبار کرنے سے روکے جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو گولی ماردی جائے گی"

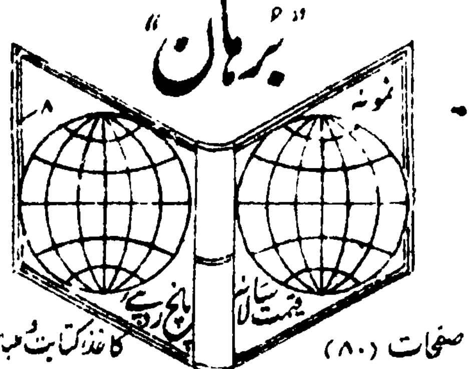
انور: مسٹر نسیم ایک ضرورت سے گجرانوالہ میں گئے ہوئے ہیں دیکھئے کب تک آتے ہیں؟"

بشیر: ان کو اپنی جان عزیز نہیں ہے۔ جہاں کوئی جھگڑا ٹنٹا ہو فوراً خدائی فوجدار بن کر پہونچ جاتے ہیں۔ بھلا ان دنوں میں وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی مفت بیٹھے بٹھائے کوئی آفت سر پر آگئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے"

انور: وہ یہ بیان کرتے تھے کہ چچا اپنی جائداد کی تقسیم کرنے والے ہیں اور اس کا بڑا حصہ اپنی بیٹی کے نام کریں گے۔ جو نسیم کی بیوی ہوتی ہے"

بشیر: تم کو فقرہ دیا گیا ہے مَن خوب جی شناسم پیران پارسا را نسیم ٹی کے ادھجل شکار کھیلتے ہیں ان کے سوتی بیگم سے دوستانہ تعلقات ہیں"

(باقی آئندہ)



صفحات (۸۰) کاغذ کتابت طباعت عمدہ

ندوۃ المصنفین دہلی کا قابل مطالعہ رسالہ

"برہان" اپنے انداز اور اپنی خوبیوں کے اعتبار سے اپنے رنگ کا بالکل اچھوتا، علمی، اصلاحی اور تاریخی رسالہ ہے۔ اسلامی تاریخ، اسلامی تمدن اور اسلامی علوم و فنون پر تحقیقی، مفید اور معلوماتی مضامین، قابل دید نظرات اور بلند پایہ تفسیری مقالات برہان میں شائع ہوتے ہیں شعرائے عصر کا کلام، بلند پایہ نظمیں، تنقیدیں اور تحقیقات علمیہ برہان کا امتیاز ہیں

"منیجر رسالہ برہان قرول باغ نئی دہلی" سے طلب کیجیے

شب عروسی (بالتصویر)

پڑھئے کہ شب عروسی کی سب باتیں معلوم ہو جائیں گی شادی کے وقت عموماً دولہا کو کچھ تحفہ دیا جاتا ہے اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے مواقع پر کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو بہترین کتاب ہے شب عروسی انکی زندگی کا پہلا و رنگین ہے تکمیل نسائیت کے عروج کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا جائیگا تو وہ ایسا کامیاب قدم ہوگا کہ انسان کی یہ فطرت مسرت سے برقرار رہے گی قیمت ایک روپیہ جو اس کے مضامین پر ہزار جان سے صدقہ ہے محصول ۵ر

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اسکا دوسرا نام دوسری نو ہوگی کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ کتاب کیسی دلآویز ہوگی اور نقد یہ ہے کہ دوسری نو کی طرح یہ بھی کتاب حسین پر لذت اور معطر جذبات کی آئینہ دار ہے۔ شب عروسی کے متعدد افسانے ہیں اپنے ہی طریق پر اس زندگی کی سب سے بہتر رنگ برنگے لپٹے ہیں محض باتیں یا حکایتیں ہی نہیں بلکہ ہر ایک حکایت نتیجہ خیز ہے جو بہت سے آنے والے خطروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ محصول پانچ آنے

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا مجموعہ سات مسعود شب آئی لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں ان میں سب کچھ ہے جو تخیل کی لذت میں ہو سکتا ہے سہیلیوں کی پر لطف نوک جھونک محلات لکھنؤ کی خاص ان کی شب زادی کی داستانیں ازدواجی زندگی کے اہم ترین نکتے وار دینگی کتاب سہاگن کا سہاگ دنیا کے صنفیات میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے بیان کیا بڑی نایاب اور پرکیف کتاب ہے تقریباً ایک درجن فوٹو بلاک مقابل جلد میں قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک پانچ آنے۔

دوشیزہ کی ڈائری

قدرت سے مکمل لطف حاصل کرنے کیلئے یہ کتاب پڑھئے اسمیں یہ ماخذ مغربی کتابوں کا ماخذ درج ہے جس میں مغرب کی متعدد دوشیزہ خواتین کے جذبات جوان کی ڈائریوں سے حاصل کئے گئے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ فطرت کے کیا کیا جذبات صنف نازک میں مضمر ہیں جو رموز ان کی بینکر لطف اندوز ہو سکتا ہے نیز اگر عورت کے جذبات کی مطابقت صحیح طور سے ہو جائے تو فطور و ناسازگاری بھی پرستار بنجاتی ہے ڈبل سو صفحوں کی بالتصویر کتاب ہے شادی کے موقع پر اپنے دوستوں کو دیجئے۔ قیمت دو روپیہ

دل کی رانی

گلشن عالم کا سب سے خوبصورت پھول عورت ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عورت کے بغیر زندگی بیکار ہے لیکن عورت کا سمجھنا بھی بہت مشکل ہے دل کی رانی وہ کتاب ہے جس میں عورت کے متعلق سب سے بڑی معلومات ہے اس میں دنیا بھر کے ملکوں کی عورت کے عادات خصوصیات ہیں اور ان سے اکتساب لذت کے تمام وہ طریقے بتائے گئے ہیں جو دنیا کے مختلف طبقات میں رائج ہیں اور ان کی حیثیت کرائی ہے جو قیاسات ماہرین نے مرتب کئے ہیں وہ بڑے بیش بہا ہیں۔ ۲۰۰ صفحات قیمت بارہ آنے

بہار شباب بالتصویر

صنفی کتابوں میں حسن اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہو یہ چیز مطالعہ کیلئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل قانون قدرت کے ماتحت ہی صحیح تحت یہ کہ انسان جوانی کی نولی کو قابو میں رکھ کر یہ جانتا ہے کہ یہ بالذات قائم رہ جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیفیت انگیزی اور اسکو دوام کرنے کیلئے بڑے بڑے مجرب تیار شدہ عمدہ نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزارہا باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

لذت شباب بالتصویر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی مکہ سے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہئے گار ارشاد کس طرح دفعۃً خزاں ہو جاتا ہے۔ شباب کی رونق ہوتی دیر ہی کس طرح ضعیف ہو عورت سے عورت اور مرد سے مرد اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرمستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے صدہا مجربات بھی ہیں قیمت ایک روپیہ (عہ)

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کیلئے مخصوص تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں جو رغ ایشینوں نے لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورت سے متعلق ہوتی ہیں شاید وہ اس کے پلنگ ہی پر ہوں رہا بہ نقش ہے عورت کے دنیا وہی ہی لذت ثابت کی ہے اور اسی طرح زوجی کو بنائی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے لکھے اور ہزاروں گر بتائے ہیں سے علاج کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ہزاروں نو نسخے زیادہ مقوی ملذ میں قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

حسین بیگمات اودھ

دہلی کے بعد ہی شاہان اودھ کے عیش کا نمبر آتا ہے اور عیش بعض حالات میں تو دہلی والوں سے اودھ والے بڑھ گئے شاہان اودھ میں ایک خوبی یہ بھی کہ وہ اپنے رعایا کو نوازنے میں بڑے سخی تھے اس کتاب میں انہی حرم میں کے حالات ہیں جو اپنی باکمالی کی وجہ سے شاہان اودھ کے حرم میں داخل ہوئیں اور جوہر شناس بادشاہوں نے انکے کمالات کی خوب خوب قدر دانی کی تقریباً سب کی سب ایسی ہیں جو اب تک بہت غیر معروف تھیں لیکن اپنے کمال کی وجہ سے ممتاز ہوئیں۔ قیمت چھ آنے محصول چھ آنے

شاہان مغلیہ کی بیویاں

تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے اس میں سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت کی یکتائے روزگار تھیں خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی حرم میں داخل ہوئیں یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ اصول کے اور حالات کے جابجا حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی نمایاں ہیں نیز یہ حالات بہت ہی دلآویز ہیں صفحات اپنی رنگینی عبارت اور تحقیق و جستجو کے لحاظ سے یہ کتاب اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے قیمت باوجود ان خوبیوں کے صرف دس آنے (۱۰) محصول چھ آنے (۶)

عورت بالتصویر

پھولوں کی سیج پر جس کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے فہم تازنے کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائے اور پھر اسی عورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ اور امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے عورت نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی زینت عورت کی تربیت عورت کے ہاتھ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بھی پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو۔ دو سو کے قریب فوٹو قلمی تصاویر ہیں قیمت دو روپے (عہ)

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک ہی ہے اور وہ مرد کیلئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف آفریں ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو محض بہ حسرت قانون فطرت دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے لیکن یہ زندگی تو جانوروں کی سی زندگی ہے بات تو یہ ہے کہ اس کیف پر ہر شعبہ حیات سے متمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو یہ کتاب مواصلت کو ان رنگوں میں پیش کرتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول

شادی ہو گئی

بیوی کی محبت منگائیں

یہ عجائبات کی صدی ہے۔ سائنس نے کیسے کیسے ایجادات کئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان حیرت انگیز اور نادر الوجود ایجادات میں سے چند نہایت اہم ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اگر آپ منگانا چاہیں ایک کارڈ لکھ کر فوراً طلب کریجئے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے یہاں کی سائنٹفک اشیاء کے استعمال کے بعد دنیا بھر کے آلات اور ادویات آپ چھوڑ دیں گے۔ اس عظیم الشان دعویٰ کی صداقت امتحان کی منتظر ہے علاوہ اس کے اگر سامان منگانے اور ایک بار استعمال کے باوجود بھی ناپسند ہو تو قیمت بذریعہ وی۔ پی وصول کریجئے ان سہولتوں کے باوجود بھی اگر محروم رہیں تو آپ کا مقدر۔

تسخیری آلہ اس آلہ کو بروقت خاص مرد استعمال کرتا ہے ترکیب استعمال بے حد سہل جو ہمراہ روانہ ہوگی۔ یورپ میں گھر گھر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آلہ کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس کے استعمال سے وظیفہ زوجیت اتنے پُرکیف اور نشاط انگیز طریقہ سے ادا ہوتا ہے کہ طرفین کو اپنے آپ تک کی خبر نہیں رہتی اور ہجوم شوق اور فور لذت کا عجب عالم طاری ہو جاتا ہے۔ سنگدل سے سنگدل عورت کیوں نہ ہو بے دام غلام بن جاتی ہے اس کی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں اور دلی احساسات ہرگز چھپا نہیں سکتی نوجوان اور بوڑھے سب کے لئے یکساں مفید گارنٹی ایک سال قیمت عہ/

آلہ احتلام سمجھئے نہ دوا کھانے کی ضرورت نہ لگانے کی ماہرین سائنس نے یورپ میں کثرت احتلام کے مریضوں کیلئے اس عجیب و غریب آلہ کی ایجاد کر کے وہ احسان کیا ہے کہ شکریہ ادا نہیں ہو سکتا، موجد کا دعویٰ ہے کہ ایک ہفتہ شب کو پہن لینے سے احتلام کی شکایت ہمیشہ کے لئے موقوف کر کے مریض کو از سرنو زندگی بخشتا ہے یہ دعویٰ سو فی صدی درست ثابت ہوا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ/)

مانع حمل برائے استعمال خواتین جو عورتیں بوجہ کمزوری حمل اور وضع حمل کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتیں ڈاکٹر لارنس کی مایہ ناز ایجاد آلہ مانع حمل استعمال کرائیے ترکیب بیحد سہل ہے خوبی یہ ہے کہ طرفین کی لذات اور سرور میں کسی طرح فرق نہیں آتا اور کسی اور طرح کا نقصان ہے بیحد ملائم ایک نخچہ سائز کار بر کا بنا ہوا ہے جب چاہو استعمال ترک کر دو اسکو فرنچ لیدر سمجھئے چودہویں صدی کی یہ حیرت انگیز ایجاد ہے جو سو فی صدی کامیاب اور بے ضرر قیمت چار روپے آٹھ آنے (للعہ/)

سائنٹفک جرمنی انگیا شباب کی ڈھلی ہوئی بلندیوں کو اصل حالت پر لے آتی ہے۔ دیکھنے میں خوشنما۔ آرام دہ رنگ ایسا جو بدن سے مل جاوے اس سے عورت کے حسن میں چار چاند لگ جاتے ہیں عجب دلکش جاذب نظر تحفہ ہے۔ خواتین یورپ اپنی کافر جوانی شباب کی دیوانی میں دلکشی ان چیزوں ہی سے پیدا کرتی ہیں۔ قیمت دو روپے (عہ/)

جرمنی جانگیا ایام ماہواری میں اس کا استعمال عورت کے لئے بے حد ضروری ہے کپڑے غلاظت اور ناپاکی سے بچے رہتے ہیں غسل کے لئے دلکش و دلفریب تحفہ ہے۔ صابون سے صاف ہو جاتا ہے قیمت دو روپے (عہ/)

امساک کی طلسمی گولیاں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جن مردوں کی عیش و انبساط کی گھڑیاں مختصر ہوں۔ وہ ہماری دو گولیاں خاص وقت سے ایک گھنٹہ قبل استعمال کریں عورت سے شرمندگی نہ ہوگی قوت مردانہ میں طوفانی جوش پیدا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ بادہ وصال کی جرعہ کشی میں جتنا زائد وقت صرف ہو اسی قدر لطف کی زیادتی ہوتی ہے قیمت فی شیشی دو روپے (عہ/)

طلسمی طلا بچپن کی حماقتوں سے پیدا ہونے والی خرابیوں مثلاً کجی۔ خمی۔ لاغری سستی ٹیڑھا پن اور رگوں کا ابھرنا۔ ان سب خرابیوں کے لئے اگر کوئی کامیاب طلا ہے تو یہ ہے۔ بہت سے جوانوں نے اس سے دلی مراد حاصل کی۔ قیمت دو روپے (عہ/) فی شیشی (محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار) فرنچ لیدر پانچ آنے۔ (۵/)

(نوٹ) ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کا زنانہ مردانہ ربر کا سامان جرمنی اور فرانسیسی آلات برتھ کنٹرول فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست مع ٹکٹ بھیجکر مفت طلب کریں

ایجنٹ:۔ **فرنچ ناولٹی امپوریم ۶ دہلی انڈیا**

جواہرات سے تولنے کے قابل چند خاص مجربات

بجلی ہوئی حقیقت [illegible] ہمارے ادارے دوستوں نے اخبارات میں [illegible] انات لے ہے مگر ہم نے اشتہارات دیکر تجارت کو بدنام کر دیا ہے اور جو لوگ حقیقت میں ملک کی کچھ خدمت کرکے ایمانداری ست [illegible] کما سکتے ہیں وہ بھی چند میں گھن کی طرح پس رہے ہیں بلکہ یا نچ ان کیلیاں برابر نہیں کر آپ یا [illegible] کرتے کرتے بیزار ہو گئے ہیں اور ہم [illegible] ہونے کے باوجود آپ ان اور دوا خریدنے کا عہد کر لیا ہے تو فقط ایک بھروسہ کرکے آخری مرتبہ ہمیں کی ادویات طلب کیجئے ان میں سے ہر ایک اسرار تیار [illegible] کا دعوی [illegible] انشاءاللہ یہ دوائیں وہ ہیں جو سلاطین کے خزانوں میں جواہرات سے زیادہ اہمیت رکھتی تھیں ہر دوا کی اعجاز نما اثر رکھتی ہے مبالغہ اور تہمارا کی لفاظی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزاروں کا تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے منگایئے اور دائمی فائدہ اٹھایئے۔ خط و کتابت کے وقت اپنا نام و پتہ صاف تحریر [illegible] انشاءاللہ کامیابی نصیب ہوگی اور تمام ادویات پہنچ جائیں گی۔

سیکسول طلا

SEXOL TILA

جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے یا خلاف فطرت عمل یا عیاشی اور کثرت جماع سے اپنی جوانی برباد کر لی ہے جس سے سستی نامردی کمزوری کمی اور لاغری کی شکایت ہو گئی ہے دنیا کی مسرتوں سے بہرہ نصیب ہیں اور زندگی سے لاچار انسان ہیں ان کے لئے سیکسول طلا سے بہتر طلا دنیا کے پردہ پر نہیں ملیگا اس کی ایک ہفتہ کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی اور غضب کی سختی اور ناقابل برداشت تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے اظہار سے ہند ہم قاصر ہے نہ آبلہ کرتا ہے نہ سوزش ہوتی ہے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ پرہیز کی نہ موسم کی پابندی نہ عمر کی قید سب کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے قیمت ایک ڈرام والی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ دو ڈرام والی شیشی دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول

سیکسول ٹانک پلز

اگر آپ کے قوی مضمحل ہو رہے ہیں اور تندرستی خراب ہو رہی ہے مرض غذا ہضم نہیں ہوتی یا پیرانہ سالی یا متواتر عیاشی کی وجہ سے جوانی برباد کر بیٹھے ہیں تو آخری مرتبہ سیکسول ٹانک پلز ضرور استعمال کیجئے جو چہرہ کو سرخ سفید عضلات اور پٹھوں کو مضبوط اور دماغ اور مثانہ کو قوی کرکے مردہ جسم میں جوانی کی لہر اور نئی زندگی پیدا کر دیں گی ساٹھ سال والے بیس سالہ جوان اور جوان تو بالکل فولاد بن جاتے ہیں قیمت سولہ گولی کی شیشی دو روپے تیس گولی والی شیشی تین روپے بارہ آنے علاوہ محصول

سیکسول ریٹینٹو پلز

یہ گولیاں امساک کے لئے نایاب ہیں وقت پریشانی سے بچا لیتی ہیں سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوتی مغرور محبوبہ اپنے احساسات کو چھپا نہیں سکتی اور بے خودی میں چور ہو کر وارفتہ ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن جاتی ہے۔ اس سے بہتر امساک کی گولیاں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ قیمت بارہ گولی والی شیشی ایک روپیہ بارہ آنے چوبیس گولی والی شیشی تین روپے چار آنے (تین روپے) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان اردو بازار جامع مسجد دہلی

Regd. No. L. 3318

MAHSHAR-I-KHAYAL

مصطفیٰ کمال پاشاہ مرحوم



فوجی لباس میں۔ درہ دانیال کی لڑائی کے وقت

غازی عصمت پاشا — صدر اعظم ترکی



مصطفیٰ کمال مرحوم کے جانشین